اُردو زبان کے ایسے الفاظ، جن کے معنی اور محلِ استعمال میں نازک فرق ہے۔ سند کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں۔ مثلاً آبِ بقا، آبِ حیات، آراستہ، پیراستہ، آشنا۔ شناسا، برآمد۔ برآورد۔ پاس۔ لحاظ، تحقیق۔ تدقیق۔ وغیرہ وغیرہ۔

طاہر محسن علوی کاکوروی

دانش محل امین الدّولہ پارک لکھنؤ

طاہر محسن علوی کاکوروی

نور اللغات آفس۔ کاکوری۔ ضلع لکھنؤ

نام کتاب .... فروق

مصنف .... طاہر محسن علوی کاکوروی
فور اللغات آفس، کاکوری ضلع لکھنؤ

سال اشاعت ۱۹۶۰ء

تعداد اشاعت .... ایک ہزار

ناشر .... طاہر محسن علوی کاکوروی

طابع .... سرفراز قومی پریس۔ لکھنؤ

قیمت .... [illegible]

ملنے کا پتہ

دانش محل۔ امین الدولہ پارک۔ لکھنؤ

مُختصر آپ بیتی

بزنام کنندۂ نیکو نامے چند کے دادا عاشقِ رسول اکرمؐ ملا محمد محسن کاکوروی نے ۱۰ صفر ۱۳۲۳ھ کو سفر آخرت فرمایا۔ اُن کے خلف الرشید حضرت نور الحسن نیّر مرحوم مؤلف نور اللغات نے اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد ایک اہل نسبت بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں "تیرے لڑکا ہوگا اس کا نام اپنے باپ کے نام پر رکھنا"۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ کو اس نااہل نے ملک معنی سے عالم وجود میں آکر ہستی کی چادر کندھے پر ڈالی اور والد مرحوم نے اس بزرگ کی ہدایت کے بموجب اپنے باپ کے نام پر طاہر محسن رکھا۔

یہ تو کہنا مشکل ہے کہ اس مبارک اسم گرامی کی مشابہت اور مماثلت کہاں تک مجھے نصیب ہوئی۔ اگر کہہ سکتا ہوں تو اس قدر کہ میں محسن کے سوا جو میرے نام کا جزو ہے شرعاً عملاً اور اخلاقاً کسی چیز کا سایہ بھی مجھ پر نہیں پڑا۔ سکھایا پڑھایا سب کچھ گیا لیکن آیا گیا کچھ نہیں، کولھو کا بیل کہ جہاں سے چلایا گیا وہیں آکر رک گیا۔

اپنے نانا جناب منشی محفوظ علی مرحوم کے زیر سایہ عربی اور فارسی کے سیکھنے میں وقت ضائع کرتا رہا۔ ۱۵، ۱۶ برس کے سن سے اپنے باپ کے ساتھ رہنے،

اُردو کالج میں ہوا۔ صدارت مؤلف نور اللغات نے کی۔ اس وقت میں اسلامیہ اسکول اٹاوہ میں تھا۔ کاکوری سے اپنے جانے کی اطلاع میرے باپ نے دی اور گاڑی کے اٹاوہ پہونچنے کا وقت بھی لکھا۔ میں اسکول سے ۱۲ ½ بجے اسٹیشن آگیا۔ میل ایک بجے کے قریب وہاں آتا تھا۔ آیا۔ دیکھا کہ سکنڈ کلاس کے ڈبے میں دگلا اور گرم ٹوپی پہنے بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ پریشان سے معلوم ہوتے ہیں۔ سامان سفر سوا ایک ہینڈ بیگ کچھ نہیں۔ فرمایا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ۔ عرض کیا کہ سردی سے بچنے کا سامان نہیں ہے کیا ہوگا۔ کہنے لگے کہ ٹکٹ لے لو اور آؤ۔ ٹکٹ لیا اور تعمیل حکم کی۔ گاڑی روانہ ہوئی۔ کہا کہ تم نے اجازت تو اسکول سے لی نہیں اب کیا ہوگا۔ پھر خود ہی بولے کہ ٹونڈلے سے ہیڈ ماسٹر صاحب کو تار میری طرف سے دے دینا۔ میں نے پوچھا کہ خوشن (ملازم) اور بھائی جان (میرے بڑے بھائی) ہمراہ آرہے تھے نہیں ہیں۔ بولے کہ وہ لوگ پریسیڈنشل ایڈریس کے دیر سے چھپ کر ملنے کی وجہ سے وقت پر نہیں آسکے شاید دوسری گاڑی سے آئیں۔ غرض ٹونڈلے پہونچ کر میرے باپ نے (سید الطاف حسین مرحوم) ہیڈ ماسٹر اسلامیہ اسکول اٹاوہ کو میرے غائب ہونے کی اطلاع تار سے کی۔ مغرب کے بعد میل دہلی پہنچا۔ رضا کار اور بہت سے لوگ پلیٹ فارم پر تھے۔ ہم دونوں ایسی حالت میں اُترے کہ وہ لوگ پہچان بھی نہ سکے۔ پریسیڈنٹ صاحب روئی کا دگلا اور کنٹوپ پہنے، نہ اوڑھنا نہ بچھونا صرف ہینڈ بیگ وہ بھی ایک نامعلوم قلی (میرے ہاتھ میں) دیکھنے والوں میں ناظر صاحب کاکوروی کی آنکھوں نے اچانک دیکھ لیا اور لوگوں کو متوجہ کیا، پھر استقبال ہوا اور ہم لوگ دہلی کالج آگئے۔ صدر صاحب کے

وہاں جاننے والے بہت سے مل گئے۔ چنانچہ منشی احتشام علی علوی (رئیس کاکوری) جو ہمارے قریبی عزیز بھی تھے ان کے ساتھ ہو گئے اور سردی سے بچاؤ کا انتظام ہو گیا۔ اب رہ گیا میں تو میاں مشیر احمد صاحب علوی ناظر کاکوروی اور بھائی کلیم الدین صاحب (ایڈوکیٹ) جو اس وقت تک طالب علم ہی تھے، ان دونوں کے ساتھ رات تو کسی طرح بسر کر لیتا، لیکن صبح کو بس اللہ ہی دکھائی دیتا۔ دو راتیں مشکل سے کاٹیں اور دن تو جلسہ کی دھوم دھام میں خوب کٹتا۔

۲۶ر کی صبح کو کالج کے باہر جلسہ گاہ کا بندوبست ہو رہا تھا۔ جناب سائل اور دیگر اکابرین وہاں ٹہل رہے تھے کہ دھوبی کے دو گدھے وہاں چرتے دکھائی دیئے، اس پر جناب سائل نے اس لڑکے کو ڈانٹا اور یہ الفاظ کہے جن کے معنی میری سمجھ میں اب تک نہیں آئے، ہاں طرز تکلم اور وقت کلام سے یہ ضرور سمجھا کہ یہ کوئی گالی ہے اور کوئی خراب بات "واہ بے اونٹ کے گھستے" غرض ۲۷ر کی صبح کو میں سردی نہ برداشت کر سکنے کی وجہ سے یہ اچھوتی زبان وادب کی بیٹھک چھوڑ کر اٹاوے سے روانہ ہو گیا۔

۳۳-۱۹۳۲ء میں ہارکورٹ بٹلر ٹیکنالاجیکل انسٹی ٹیوٹ کانپور سے لیدر ٹیننگ کا امتحان پاس کیا۔ اور کاکوری ہی میں کھال کی دباغت اور رنگائی کا کام شروع کر دیا۔ باپ کی بیماری تو ۱۹۳۱ء ہی سے شروع ہو چکی تھی، اس لیے ضرورت تھی کہ انکی اولاد میں سے کوئی ایسے وقت پر کام آئے۔ اسی لئے رائے یہ قرار پائی کہ میں باپ کی دیکھ بھال اور تیمارداری کی سعادت بھی حاصل کروں اور اپنا صنعتی کام بھی دیکھوں۔ میں نے عذر کیا کہ یہاں یہ صنعت نہیں چل سکتی۔ اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب

کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہی پڑا۔ ۳۵-۱۹۳۴ء میں مؤلف نور اللغات نے بعض مصالح سے لکھنؤ مولوی گنج اور اس کے بعد نیا گاؤں میں قیام کو پسند فرمایا۔ مجھے ہمراہی کی سعادت نصیب تھی۔ اسی دوران دو امتحانات اردو اور فارسی کے شوقیہ اپنے باپ کی اجازت سے پنجاب یونیورسٹی سے دیئے اور پاس کر لیے ۳۵ء میں میرے ماموں منشی اظہر علی مرحوم ایڈوکیٹ۔ ممبر پارلیامنٹ کی کوششوں سے صوبے کی حکومت نے لیڈس یونی ورسٹی (انگلینڈ) چمڑے کی رنگائی اور دباغت کے اعلیٰ گر حاصل کرنے کے لیے اسکالرشپ دینا تجویز کیا۔ باپ بیمار تو تھے ہی دستور کے موافق اعزا نے جگری نے اُن کو سمجھایا کہ اگر یہ لڑکا اس وقت باہر بھیج دیا گیا تو صحت پدری پر بہت بُرا اثر پڑے گا جو ایسے نازک مریض کے لیئے مہلک ہوگا۔ میرے منھ میں خاک ہمارے باپ پڑھنے لکھنے کے شوقین ہوتے ہوئے بھی سیدھے سادے اور کمزور طبیعت کے انسان تھے۔ انھوں نے بالکل دردآمیز طریقے سے مجھے سمجھایا۔ میں ان اعزا کی ناحق کوشیوں سے بخوبی واقف تھا، اپنے شفیق اور بے مثل باپ کی درد بھری باتیں سُن کر سرِ تسلیم خم کر دیا اور بظاہر اپنی چمکنے والی قسمت کو چار آنسو گرا کر ان کی مفارقت میں تاریک بنانے کا فیصلہ کر کے چپ چاپ اُٹھ آیا۔

اسی دوران میں ان کا علاج دہلی کے حکیم نابینا اور لکھنؤ کے مشہور اطبّائے حاذق نے بڑے غور و فکر سے کیا۔ اُدھر وہ معالجے میں لگے رہے اور اُدھر مرض میں زیادتی ہوتی رہی۔ تاب و توانائی جواب دیتی رہی۔

اور بقول حضرت نسیم مرحوم ؎

ہر دوا در کارِ خود بے کار بود
ضعف از حبِ جواہر می فزود

آخر ستمبر ۱۹۳۶ء کو وہ دن بھی آ ہی گیا جس کے لیے ہر جاندار کو تیار رہنا چاہیے۔ صرافِ زباں تو ریاضِ قدس کو ٹہلتا ہوا چلا گیا۔ مشتری نے چادر سر کرا مار ڈالی اور عطارد نے قلم توڑ دیا، یعنی نیرِ علم و ادب سدا کے لیے چھپ گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

طمعِ فاتحہ از خلق نداریم نیاز
عشق اندر پسِ من فاتحہ خوانم باقیست

اس ناچیز کو نیر کی تھوڑی سی رفاقت میں اُردو زبان کا لپکا تو پڑ ہی چکا تھا۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں ایک مضمون "ہندی زبان اور مسلمانوں کا طبعی میلان" لکھ کر ہندوستانی اکاڈمی الہ آباد بھیجا تھا جو رسالہ سہ ماہی الہ آباد میں باقساط کئی برس تک شائع ہوتا رہا۔ اس کے بعد اپنی عُمر کا ایک عزیز اور قیمتی حصہ بجی جھگڑوں اور بکھیڑوں کی نذر کر دیا مگر اسکے باوجود ذوقِ کُتب بینی۔ نوراللغات میں الفاظ کا اضافہ، تحقیقِ الفاظ اور اسناد کی تلاش برابر جاری رہا۔

سنہ ۱۹۶۰ء میں فرہنگ اثر پر سیر حاصل تبصرہ شروع کیا۔ تین قسطوں میں رسالہ "نگار" لکھنؤ میں شائع ہوا۔ یہ تینوں قسطیں نگار کی ہندوستانی زندگی کی یادگار ہیں۔ ارادہ تو پوری فرہنگ اثر پر لکھنے کا تھا لیکن نیاز صاحب کے پاکستان چلے جانے سے دل برداشتہ ہو گیا اور باوجود ان کے تقاضوں کے پاکستانی نگار میں

باقی حصّہ شائع کرنا نامناسب سمجھ کر معذرت چاہی۔ اسی زمانے میں الفاظ و محاورات کے فرق معلوم کرنے کا پھر خبط ہوا اور مدت کے بھولے ہوئے کام کی طرف رُجوع ہو گیا۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو کچھ لکھا ہے وہ حرفِ آخر ہے کیونکہ اس کے لیے بہت بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے اور مجھ ایسے فرومایۂ بے بضاعت کے بس کا یہ کام نہیں۔ میری ناقص رائے میں جو الفاظ زبان میں ایسے دکھائی دیئے جن میں فرق کرنا ہر باشعور اور تمیز دار پڑھے لکھے کا کام ہے ان کو سند کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ مثلاً (چمک۔ دمک۔ لپٹنا۔ چمٹنا۔ الٰہ۔ رب۔ انزال۔ تنزیل۔ بھلا اور ہاں وغیرہ الفاظ کے استعمال میں کیا نازک فرق ہے) اب میں تحقیق وعلم وفن کے خوشہ چینوں سے خواستگار ہوں کہ وہ مجھ ناچیز کو اپنے نیک مشوروں سے خلوص کے ساتھ نوازتے رہیں گے۔ اس سے اصلاح نااہل بھی متوقع ہے اور زبان کو بڑے فائدے کی اُمید۔

مجھے اپنی کم علمی اور سادہ لوحی کے سبب اس کہنے میں ذرا بھی باک نہیں کہ اردو زبان تو فروق کے بارے میں تشنہ ہے ہی لیکن عربی اور فارسی یا اور زبانوں میں یہ سرمایہ ایک جگہ دست یاب ہونا مشکل ہے۔ زبان اُردو کو اس کی یکجائی کا فخر حاصل ہونا چاہیئے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں غالباً اس کم فہم کی یہ پہلی کوشش ہے جو نقشِ اوّل کہی جائے تو بے جا نہیں ہے۔

بہرحال فروق کا یہ پہلا حصّہ "فضل و کرم" تک ہدیۂ ناظرین ذوق و

شوق ہے، باقی بشرطِ زندگی و ہمت افزائی اہلِ زبان و ادب۔

ہے آج جو سرگزشت اپنی
کل اُس کی کہانیاں بنیں گی

ناچیز طاہر محسن

الف

آبِ بقا ــــ آبِ حیات
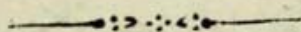
آبِ بقا:۔ (ف۔ باضافت) کہتے ہیں کہ اس پانی کے پینے سے موت کبھی نہیں آتی اور مرا ہوا آدمی جی اٹھتا ہے۔

خضر نے پاؤں اگر دشتِ فنا میں رکھا
بھول جائیں گے رہِ آبِ بقا یاد رہے (حالی)

۲ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر آبِ بقا پی چکے ہیں اس لیے زندہ ہیں۔

خضر کی طرح کروں کیا طلبِ آبِ بقا
بادۂ موت سے ہوں مثلِ سکندر بیہوش (ناسخ)

۳ یہ بھی مشہور ہے کہ سکندر بادشاہ نے اس چشمے کا بڑا کھوج لگایا لیکن نامراد ہی رہا۔

۴ (حدیث صحیح) کہ ایک دن حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ مجھ سے زیادہ عقل والا کوئی نہیں۔ اُن کے رب نے حکم دیا کہ تم میرے بندے خضر سے ملو۔ تم کو معلوم ہوگا کہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا وہ کہاں ملیں گے اور اُن کی پہچان کیا ہوگی؟ تب ان کے رب نے اُن کی پہچان بتائی (سورۂ کہف) یعنی اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں برابر چلتا رہوں گا تا آنکہ دو دریاؤں کے

سنگم پر پہنچ جاؤں یا یوں ہی سالہا سال تک چلا کروں۔ پھر جب دونوں دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچے تو اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے۔ سو اُس نے سُرنگ بناتے ہوئے دریا میں اپنی راہ پکڑی۔ پھر جب دونوں آگے بڑھ گئے اپنے خادم سے بولے کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمیں اس (آج کے) سفر سے بڑی تکلیف ہو چکی ہے۔ وہ بولا کہ لیجیے۔ ہم لوگ جب اُس چٹان کے قریب پہنچے تھے تو میں اُس مچھلی کو بھول ہی گیا اور مجھے بس شیطان ہی نے بھلا دیا۔ کہ میں اُس کا ذکر کرتا اور اُس نے تو دریا میں عجیب طرح اپنی راہ لی۔ موسٰی نے کہا وہی تو وہ (مقام) تھا جس کی ہم کو تلاش تھی، پھر دونوں اپنے قدموں کے نشان پر اُلٹے چلے تو انھوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک کو پایا جس کو ہم نے اپنا خاص فضل و رحمت کیا تھا اور ہم نے اُسے اپنے پاس سے ایک (خاص) علم سکھایا تھا۔

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے تفسیر ماجدی میں لکھا ہے کہ "مجمع البحرین سے اس مقام کی تعیین جزم کے ساتھ مشکل ہے۔ یہ سفر اگر حضرت موسٰی علیہ السلام کے دَورانِ قیامِ مصر میں پیش آیا تھا تو (دریائے نیل کی دونوں شاخوں کے ملنے کی جگہ مُراد ہو سکتی ہے اور اگر جیسا کہ اغلب ہے سفر جزیرہ نما سینا کے دوران قیام میں پیش آیا تو عجب نہیں کہ بحرِ قلزم کے شمالی دو شاخے کے اتصال کی جگہ مراد ہو یعنی خلیج عقبہ یا سویز۔"

کہتے ہیں کہ وہ توشے دان جہاں رکھا تھا وہاں آب بقا کی تری تھی اور وہ تری اُس مچھلی کو پہنچی اور وہ زندہ ہو کر تڑپی اور پانی میں چلی گئی۔

بعضوں کا کہنا ہے کہ حضرت موسٰی کے خادم حضرت یوشع تھے، انھوں نے

آبِ بقا سے وضو کیا جس کی دو تین بوندیں مچھلی پر پڑیں اور یہ واقعہ پیش آیا۔

آبِ حیات :- (ف۔ باضافت) بحرِ ظلمات کے ایک چشمے کا نام۔ اس کے پانی میں یہ اثر ہے کہ اس کو پی کر حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ نے ہمیشہ کی زندگی پائی۔

دمِ ذبح تیغِ جفا سے جب تری بہتا آبِ حیات ہو
تو شہیدِ ناز کو کیونکہ پھر نہ حیات بعد ممات ہو (ذوق)

اکبر بادشاہ نے اپنے پینے کے پانی کا نام بھی آبِ حیات رکھا تھا (تذکرہ آبحیات) بادشاہ جب اس مقام پر پہنچے تو اس لئے کہ ٹھہرنے کو ایک بہانہ ہاتھ آئے آبِ حیات مانگا۔ اور اس کو پی کر دیکھتے ہوئے چلے گئے۔ آبِ حیات کو آبِ بقا، آبِ خضر، آبِ زندگی اور آبِ زندگانی بھی کہتے ہیں۔ جہاں تک پانی کی تاثیر کا تعلق ہے سب ایک ہیں۔ صرف اس ایک لگاؤ سے کہ اکبر بادشاہ ہندوستان نے اپنے خاص پینے کے پانی کا نام آبِ حیات رکھ چھوڑا تھا؟ اور یہی امتیازی فرق ہے آبِ بقا اور آبِ حیات میں۔

آچار ——— اَچار

آچار - ف۔ مذکر۔ یہ لفظ اکیلے تُرشی اور کھٹاس کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

آچارہا ہر چہ باشد عزیز
تُرنج و بہ و نار و نارنج نیز (نظامی)

آچار اور اچار میں فرق صرف اتنا ہے کہ فارسی والے محض کھٹاس کے لئے۔

آچار کہتے ہیں۔ اُردو میں صرف تُرنج و لیمو وغیرہ کی جگہ اَچار نہیں بولتے بلکہ اس میں سرکہ، تیل کڑوا وغیرہ دیگر مسالوں نمک، مرچ، کلونجی وغیرہ کی آمیزش سے جو مرکب تیار کرتے ہیں۔ اس کو آچار کا مد گرا کر اَچار کر لیا ہے

اَچار:۔ مذکر۔ اُردو میں سرکے۔ عرق نعناع۔ کڑوے تیل وغیرہ میں کیری۔ لیمو۔ پیاز۔ لہسن وغیرہ ڈال کر اور دوسرے مسالے نمک، مرچ، زیرہ، کلونجی وغیرہ کی آمیزش سے بناتے ہیں۔ وقت ضرورت ذائقہ زبان کے لیے کھانے کے ہمراہ کھاتے ہیں۔

دُگانا جان تمھیں آنگنا مہینہ ہے
نہ کھاؤ گرم نگوڑا اَچار ہوتا ہے (جان صاحب)

آراستہ ـــ پیراستہ

آراستہ:۔ (ف۔ آراستن۔ سنوارنا کا مفعول) سنوارا ہوا۔ سجا ہوا تیار۔ سنوارنے یا آرائش، کی چیزوں کے بڑھانے سے جو حُسن پیدا ہو وہ آراستگی میں شامل ہے۔

اب میں پر پاؤں بھی رکھ کر نہیں رہتا ہم یار
کر چکا آراستہ اُس کو مقرر آئینہ (آتش)

یہ سب کچھ ہوا جب کہ آراستہ
خراماں ہوئی سروِ نوخاستہ (مثنوی میر حسن)

معشوق کی سجاوٹ، زیور، لباس، تیل پھلیل، کنگھی چوٹی، کاجل مستی اور سُرمے

کی قسم سے ہو

ہوئے آراستہ ہیں آج بدل کر پوشاک
فصل سے باغ تلک باغ ہے تا بہ نخیل (ذوق)

"اکبر ایک دن فتحپور میں دربار کر رہا تھا اور اکبری نورتن سے سلطنت کا بازو آراستہ تھا۔" (دربار اکبری)

پیراستہ:۔ (ف۔ پیراستن کاٹنا چھانٹنا کا مفعول) کاٹا چھانٹا ہوا۔ وہ چاہے کپڑے کی قطع و برید سے ہو یا شاخوں کی کاٹ چھانٹ سے۔ مکان کی شکست و ریخت سے۔ ناپسند چیزوں کے الگ کردینے سے جو خوبی پیدا ہو جائے یا زیبائش بڑھے وہ پیراستگی ہے۔ مثلاً جیو خوش رہو۔ آج تم نے کمرے کو جھاڑ پونچھ کے اور قرینے سے میز، کرسی لگا کر پیراستہ کر لیا۔ آراستہ اور پیراستہ دونوں میں تزئین کا پہلو پیش نظر رہتا ہے۔ ایک میں زیبائش کی چیزیں بڑھانا ہوتی ہیں اور دوسرے میں نامرغوب اور خراب چیزوں کو الگ کرنا۔ وہ درختوں اور پھول پودوں کی شاخ تراشی ہو یا کسی پہلی پچھلی شے سے مکان یا ذات سے متعلق ہو۔ اور یہی دونوں میں نازک فرق ہے۔

آرزو ـــــ تمنّا

آرزو۔ (ف۔ مؤنث) ایسی مُراد جس کے جلد پوری ہونے کی توقع ہو۔ یہ لفظ اہلِ فارس نے (آر بمعنی نہیں + زود بمعنی جلدی) آرزود سے تخفیف دال کے بعد آرزو بنا لیا۔ اور عام طور پر تمنّا، حسرت و ارمان کی جگہ بولنے لگے

سرداِر دوجہاں نے سُنی جب یہ آرزو
کرتا اُٹھا کے کھول دیا صدرِ مشکبو

فرمایا پھر اشارے سے لے جلد انتقام
آغازِ جنگش بدر کا کرنا ہے انصرام (نیّر کاکوروی)

آرزو پوری ہوئی مقتل میں آج
پاؤں پر قاتل کے میرا سر گرا (ریاض)

تو شاید مدد سے تمہاری ملے
تو پھر آرزو بھی ہماری ملے (سحر البیان)

تمنّا:- (ع- میں تَمَنِّیٌ بروزن تَسَلِّی تھا-) عربی میں یہ معنوں میں ہوتے ہیں (۱) مرغوبات (۲) پڑھنا (۳) تلاوت کرنا -

"وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ" اور ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اُس نے پڑھا ہو تو شیطان نے اُس کے پڑھنے میں شبہ ڈالا - (تفسیر ماجدی)

فارسیوں نے تمنّا کے معنی صرف مرغوبات کے اس تشریح کے ساتھ لیے کہ تمنّا ایسی مُراد یا خواہش ہے جس کا واقع ہونا تو ممکن ہو لیکن پورا ہونا محال ہو- اُردو میں بھی یہی معنی برتے گئے

تمنا ہے شہیدی کی ترے روضے پہ جا بیٹھوں
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا (شہیدی)

حشر کے روز بھی کیا خون تمنا ہوگا
سامنے آئیں گے یا آج بھی پردا ہوگا (ریاض)

آزاد ـــــ آزادرو

آزاد ۔ (ف) غلام ۔ کے پالک کی ضد ۔ جس کو کسی غلام یا لونڈی ہونے سے نکال دیا گیا ہو ۔

آزاد کر کے اُس کو یہ فرمایا آپ نے
اب جا کے اپنی عمر کرو چین سے بسر (شوق قدوائی)

۲ ۔ بے قید :۔

کُرۂ خاک ہے گردش میں تپش سے میری
میں وہ مجنوں ہوں کہ زنداں میں بھی آزاد رہا (مومن)

۳ ۔ نوکری ۔ خدمت سے سبکدوش ۔

"تب مولوی صاحب نے رئیس سے کہا کہ یہ لڑکا اب حضور کی خدمت میں حاضر ہے مجھ کو آزاد فرمایئے ۔" (مراۃ العروس)

۴ ۔ فقیروں کے ایک گروہ کا نام :۔

"ارے صاحب یہ آزادوں کی ٹولی ہو ان سے دنیا کی بات کرنا فضول ہو ۔" (الحقوق والفرائض) ۔

۵ رندمشرب۔ بے پروا۔ مثلاً سعید صاحب تو بطور خود آزاد ہیں اُن کو کسی کی پوچھ گچھ سے کیا مطلب ۶ حاضر جواب۔

"ارے بہن وہ تو آزاد لڑکی ہے، اس سے کوئی بات پوچھو جھٹ ٹکڑا توڑ ہاتھ پر رکھ دیتی ہے۔" (افسانۂ نادر جہاں)

۷ وہ آدمی جس کے بیوی بچّے نہ ہوں۔

آزادہ رَو۔ (ف) نیک آدمی۔ شریف آدمی ۲ وہ شخص جو دنیا سے الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر کرتا ہو۔ ع

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صُلحِ کُل (غالب)

آزادَ مَنِش ــــــ آزادہ

آزاد مَنِش۔ (ف۔ بے اضافت) وہ آدمی جو طبعاً اور فطرتاً آزاد ہو۔ ایسا شخص جس کو بناوٹ اور تکلّف سے لگاؤ نہ ہو ؎

آزاد مَنِش وہ ہے کہ اے بندہ نواز
آپ کا بندہ رہے اور پھر آزاد رہے (داغ)

آزادہ۔ (ف۔ اس کی اصل آزاد ہی ہے۔ ہائے مختفی لگا کر دال کی حرکت ظاہر کرنا مقصود ہے، چونکہ دال پر زبر ہے اس لیے اس کے بعد ہ بڑھا دی اور معنوں میں بھی تبدیلی کر دی) ۱ چھوٹا ہوا۔ بے تعلق۔ ۲ جس کی رہائی اُسی کے ہاتھ میں ہو ؎

بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم
اُلٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا (غالب)

آزاد وضع - (ف - بے اضافت) ۱ - بے لوث - بے لگاوٹ - وارستہ مزاج - ایسا شخص جس میں بناوٹ نہ ہو -

"خدا اُن کو غریق رحمت کرے بڑے آزاد وضع تھے - (اجتہاد)

آشنا ـــــ شناسا

آشنا - (ف) ۱ - دوست - جان پہچان والا ؎

آشنا گر لبِ جاں بخش تمہارے ہو جائیں
پان مُرجھائے ہوئے ہوں تو ہرے ہو جائیں (جرأت)

۲ - ایسا آدمی جو دوسرے کا شریک حال ہے ؎

گھر تھا اک آشنا کا حدِ نگاہ
واں ہو رُو پوش تا یہ غیرتِ ماہ (میر)

غلط فہمی ہماری تھی جو اُن کو آشنا سمجھے
ہم اُن کو دیکھو کیا سمجھے تھے اور وہ ہم کو کیا سمجھے (ذوق)

۳ - پیراک - شناور ؎

کب ہیں حریص بحرِ توکل کے آشنا
موتی کے ایک قطرے ہی میں کام ہو گیا (وزیر)

۴ - (اُردو - عو) بازاری زبان - بُوالہوس - عیاش آدمی، یا عورت کی نسبت کہتے ہیں - جیسے وہ اُس کوٹھے والی کے آشنا ہیں یا یہ طوائف نواب صاحب کی آشنا ہو ؎

مر دوسے کیوں ہوں میں تیری آشنا کے سامنے
میرے بیری جائیں ایسی بے سُوا کے سامنے (جانؔ صاحبؔ)

شناسا۔ (ف) پرکھنے والا۔ جاننے پہچاننے والا۔ ع:۔
شناسا گر نہ ہو تیرا کوئی پر تو تو گوہر ہو۔

۲۔ ایسی ذات یا شخص جس کی تعریف و توصیف سُنی ہو یا جس کا نام یا صورت جانی پہچانی ہو۔

تھا یہ نعرہ کہ محمدؐ کا نواسا ہوں میں
مجھ کو پہچان لو خالق کا شناسا ہوں میں (انیس)

شناسا میں آشنا کی طرح دوستی اور شریک حال ہونے کی شرط نہیں ہے اور اب اُردو میں یار اک کے معنی میں بھی نہیں بولتے۔ یہی نازک فرق ہے جو سخن فہم ہی جان سکتے ہیں۔

آشنا پرست ــ آشنا پرور

آشنا پرست۔ (ف) دوست۔ اپنے کسی جانے پہچانے یار کی آؤ بھگت کرنے والا۔ احباب کا قدر دان۔ جیسے مرحوم بڑے نیک دل اور آشنا پرست تھے۔

ہندو ہیں بُت پرست مسلماں خدا پرست
پُوجوں میں اُس کسی کو جو ہو آشنا پرست (سوداؔ)

آشنا پرور۔ (ف) دوست کی سرپرستی اور امداد کرنے والا۔ مُربّی سے

شاہدِ گل کو خیالِ بلبلِ بے پر نہیں
گلشنِ ہستی میں بوئے آشنا پرور نہیں
(رشکؔ)

آل ــــــــ آل

آل ۔ (عربی) بیٹا۔ بیٹی اولاد اور خاندان کے معنوں میں اکثر باضافت بولتے ہیں۔ جیسے بابر بادشاہ آل تیمور سے ہے۔ یا حسنینؓ آل رسولؐ ہیں ؎

بے آب تھی جو آل رسالت مآب کی
آنکھیں تھیں ڈبڈبائی ہوئی ہر حباب کی (میر انیس)

۲ ترکی میں ایک سُرخ رنگ۔ بادشاہ کی مُہر اور ایک درخت کا نام جس کی جڑ سے لال رنگ نکلتا ہے ؎

شاہانہ بیگماتی کُسُم کا یہ رنگ ہے
پکا ہی رنگ ہے نہیں رنگت میں آلِ سُرخ (جان صاحب)

۳ ایک طرح کی مچھلی۔ ۴ عورتوں کی ایک بیماری۔ ۵ دھوکا۔ ۶ نیزے کی جھڑپ۔ ۷ تیز رفتار ۸ اونچا مقام

آل :۔ ہندی میں پیاز کی پوتھی۔ نئے پیاز کے ڈنٹھل جو بجائے پتّوں کے اوپر نکلے ہوتے ہیں۔ ۲ کدو، ۳ نمی۔ سیل۔

"پانی اتنا برسا کہ آل سے آل مل گئی" (اجتہاد)

"جب تک ایسی برسات نہ ہو کہ آل سے آل مل جائے دھان کیونکر بویا جائے" (مفید المزارعین)

ہندی میں بھی مثل ترکی کے آل کے معنی لال رنگ کے (کُسُم) کے درخت کے ہیں۔ لیکن اردو میں عموماً لال رنگ۔ نمی۔ اور اولاد کی جگہ بول چال میں ہے اور

یہی نازک فرق ہے عربی آل حرفِ ربط ہماری آل میں کہ عربی آل کو باضافت بھی بولتے ہیں لیکن ہماری آل میں اضافت منع ہے (مخفف پنجابی ۔ نال) حرفِ ربط گیتوں میں۔ سے نزدیک۔ پاس۔ جیسے گدھوں (کدھر) جاؤ گے۔ بھاج آج رہو مھارے آل۔

آلِ پیمبر، آلِ رسول، آلِ نبی ——— آلِ عبا

آلِ پیمبر } عربی باضافت۔ سادات۔ حضرت بی بی فاطمہ زہراؓ کی اولادؓ۔
" رسول
" نبی

اب ڈوبتی ہے آلِ رسولِ خدا کی ناؤ
یا مرتضےٰؓ غریبوں کے بیڑے کو تم بچاؤ (میر انیس)

ستمگروں نے نہ آلِ نبی کا پاس کیا
یزیدِ نحس کی محفل میں ہم کو بٹھلایا (میر انیس)

حق ہے حق نے بھیجے بندوں کی ہدایت کیلئے
آلِ پیغمبر کے حق قرآن پیغمبر حدیث (جان صاحب)

آلِ عَبَا ۔ (عربی ۔ باضافت) عبا بفتح عین ۔ اس سے مُراد کملی یا چادر ہے ۔ یہ واقعہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ علیؓ ۔ حسنؓ اور حسینؓ کو اپنی چادر میں لے کر دعا کی تھی ؎

ہم فقیروں نے جہاں شام سے کمل تانا
ذکرِ معبود ہے یا آلِ عبا کی تعریف
(سحر)

آمد ـــ آمدنی

آمد ـ (ف ـ مؤنث ـ آمدن آنا کا ماضی مطلق) اُردو میں حاصل مصدر کی جگہ بمعنی ادائی بولتے ہیں ۱ـ آنے کی خبر، آنے کے آثار ؎

آمد جو شبِ وصل کی سُن لے میرے گھر میں
اللہ ری ضد شام سے پہلے سحر آئے (امیر)

۲ـ یافت ـ محاصل ـ نفع ـ

"بہن محمودہ! خدا لگتی کہنا جس گھر میں آمد کم اور خرچ زیادہ، وہ گھر کیا خاک چلے گا"۔ (مراۃ العروس)

۳ـ رسد کی اجناس کی کثرت دکھانے کے مواقع پر بولتے ہیں۔ مثلاً آج بازار میں اناج کی بڑی آمد ہے ۴ـ آورد کی ضد۔ بے ساختگی، بے تکلفی ایسی جو تصنع سے بری ہو ؎

طبق انوار کے دربارِ ایزد میں جو پاتے ہیں
پئے کسبِ سعادت سر پر اپنے رکھ کے لاتے ہیں
پیامِ بے تکلف کس تکلف سے سُناتے ہیں
سلامِ حق کو لے کر دمبدم جبریل آتے ہیں (محسن)

عجب مضمون کھپا اس بیت میں آورد و آمد کا ۵ـ ہنسی مذاق دھول دھپے کی جگہ بولتے ہیں۔

"آہیں، یار خوجی! جب دیکھو تم، دون کی لیا کرتے ہو اچھا بچہ ابکی تم بولے اور میں ادھر سے آمد کی آیا"۔ (یعنی ایک دھول رسید کی) (فسانۂ آزاد)

۶۔ پچیسی۔ چوسر میں تاش میں بازی کی زیادتی اور پَو آنے کے وقت کہتے ہیں۔
"لے بھائی پَو کی آمد جو شروع ہوئی تو دو ہی ہاتھ میں چاروں گوٹیں لال
ہیں۔" (افسانۂ نادر جہاں)

آمدنی ۔ مؤنث۔ (ملاحظہ ہو آمد کے معنی نمبر ۲) بچت۔ فائدہ۔ سود۔ جیسے
آج کل سید صاحب کی آمدنی اچھی ہے۔ یا اُن کے متعدد مکانوں،
کوٹھیوں کی آمدنی لگ بھگ ستر ہزار ہوگی ہے

غور تو کیجئے جب آمدنی ہو محدود
اور فیشن کے مصارف ہوں اندھا دھند زیاد (ظریف)

آمد میں رقم کا بندھا ٹکا ہونا شرط نہیں اور آمدنی میں اندازے کے ساتھ
تعین رقم بھی ہو جایا کرتی ہے۔ مثلاً بھائی صاحب اُن کی آمدنی کی بھلی چلائی،
دو ہزار ہوگئی تو اور چار ہزار ہوگئی تو۔ اور مثلاً اُن کی ماہوار آمدنی تین سَو
روپے ہے اور اوپر کی آمد کا ٹھکانا نہیں۔ بقیہ معنوں میں آمد کا آمدنی سے
کوئی واسطہ نہیں اور یہی فرق ہے آمد اور آمدنی میں۔

آمین پڑھنا ـــ آمین کہنا

آمین پڑھنا ۔ (عربی میں آمین اسمِ فعل) اللہ ایسا ہی ہو۔ کسی زمانے میں
یہ تقریب بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی تھی جس میں پکار پکار کے سب آمین
پڑھتے تھے۔ جشن میں میاں جی اُس بچے کو جس کا قرآن پاک ختم ہوتا آمین زور
زور سے پڑھواتے اور سب بچے اور بوڑھے بھی اُسی کے ساتھ زور زور سے آمین

پڑھتے۔ یہ تقریب بچے کے کلام مجید ختم کرنے پر ہوا کرتی تھی، اب تو نہ جانے ہوتی بھی ہے یا نہیں، کیونکہ اس انقلابی دور میں ہم اپنے بچوں کو ان چیزوں سے بچاتے ہیں ۔

آمین کہنا۔ دعا کہنا۔ اللہ قبول کرے ۲۔ دعا کے قبول ہونے کے واسطے زبان سے بعد دعا آمین کہنا ۔

مانگوں دعائے مرگ تو آمین کہیں عدو
اب ان کے مدعا ہیں مرے مدعا کے ساتھ (سالک)

۳۔ جب کوئی بات اپنے فائدے کی کوئی آدمی کہے تو صاحب مطلب بجائے خود آمین کہہ دیتا ہے ۔

دعا مانگے دلِ غمگیں کہاں تک
کہوں میں دم بدم آمیں کہاں تک (داغ)

آمین کا استعمال کہنا اور پڑھنا کے ساتھ ہے لیکن آمین پڑھنا کے معنی اور ہیں اور آمین کہنا کے اور۔ یہی فرق ہے دونوں میں۔

آن ——— آن

آن - اردو - مؤنث، ۱۔ روک ٹوک۔ جیسے ان کے یہاں چوڑی پہننے کی آن ہے ۔

جان ٹھنڈیاں نکلی ہیں نیچے کے پڑا اچھرتا ہو
کچھ کسی بات کی بھی آن ہے گویاں تم کو (خانم جان)

۲ عادت، خصلت۔ مثلاً تم لاکھ جتن کرو وہ اپنی آن سے باز آنے والی نہیں ہے ۳ قسم۔ عذر کے موقع پر جیسے تمھیں کیا میرے گھر آنے کی آن ہے۔ ۴ ہٹ۔ ضد۔ مُڑک۔ جیسے جانے کیا اُسے آن پڑ گئی ہے کہ منائے نہیں منتی۔ ۵ مُراد۔ آرزو۔ مثلاً دیکھوں میری یہ آن وہ کب پوری کریں ۶ پاس۔ مرضی۔ حیا۔ شرم، عزّت و آبرو، جیسے وہ بڑی آن والی عورت ہے جان جائے پر آن نہ جائے (۱) آنا مصدر کا مخفّف (۲) اُردو میں آنا مصدر سے ماضی کی ایک ناتمام شکل جو دوسرے فعل کے ساتھ مل کر کام دیتی ہے جیسے آن پھنسنا۔ آن پڑنا۔ آن جھانکنا۔ آن لگنا۔ لکھنؤ میں نہیں بولتے، دہلی میں زبانوں پر ہے۔ ع: چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی۔ (ذوق)

آن (عربی میں بروزنِ جان ہے) مؤنث، ۱ گھڑی۔ ساعت۔ پل ؎

پیسہ تھا پاس رہتے تھے ہر آن آشنا
یا دور دور کرتے ہیں لے جان آشنا (جان صاحب)

۲ ذرا دیر۔ گھڑی بھر ؎

اک آن بھی مجھ سے نہ ملو آٹھ پہر
گھر چھوڑ کر اپنا رہو اغیار کے گھر (مومن)

فارسی میں آنا مصدر کا مخفف آن کر لیا۔ جیسا پہلے بیان ہوا۔ ۱ چھب۔ ادا۔ نازو انداز (حُسن کی ایک خاص ادا یا چھب جس کو عاشق مزاج ہی خوب جانتے ہیں) ؎

اک آن ہو جس میں وہ حسیں ہے
یوسف ہونے کی قید ہی کیا ہے (محسن)

محبوب کی شان و ادا ؎۵

وہ کینہ دوز تھا مومن تو دل لگا یا کیوں
کہو تو کیا تھی کہ ایسی بھلی وہ آن لگی (مومن)

۳؎ نونِ غنہ سے اشارے کے واسطے جیسے آنحضور۔ آنحضرت۔ آنجناب۔
۴؎ ترکی میں آنت بمعنی قسم بھی آتا ہے۔ یہ آن باضافت بھی بولتے ہیں۔

آنچل پھاڑنا ــــ آنچل دبانا

آنچل پھاڑنا۔ آنچل کترنا ۲؎ ٹونکا کرنا۔ جادو کرنا۔ جس عورت کے بچے نہیں جیتے، یا جو بانجھ ہوتی ہے وہ بچے والی عورت کا آنچل کتر لیتی ہے اور اُس کو جلا کر کھا لیتی ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ایسا کرنے سے اُس کے بچے مرجاتے ہیں اور آنچل کترنے والی کے بچے جی جاتے ہیں۔

آنچل دبانا۔ دودھ پینا۔ بچے کا ماں کی چھاتی مُنھ میں لینا۔ مثلاً نہ جانے میری ننھی کو کیا ہو گیا کہ آج سویرے سے آنچل ہی نہیں دبایا۔ لکھنؤ میں مستورات سینہ اور چھاتی کو شرم کی وجہ سے زبان پر نہیں لاتیں اور اسکی جگہ آنچل ہی بولتی ہیں۔ جیسے کسی عورت کی چھاتی پک گئی ہو تو بولیں گی کہ بُوا اس کا آنچل پک گیا ہے۔

آنکھ۔ آنکھیں ــــ انکھڑیاں

آنکھ۔ آنکھیں۔ (اُردو۔ مؤنث) ۱؎ نین۔ چشم ؎۵

آنکھ سے اب عرش کے تارے ہوئے
ایسے تم اللہ کے پیارے ہوئے (ریاض)

۲ نظر۔ "تم اس کو اس آنکھ سے دیکھو کہ آدم کی اولاد یوناً فیوناً ساعۃً فساعۃً آناً فاناً بڑھتی اور پھیلتی چلی جاتی تھی" (اجتہاد) ۳ تیور۔ "بس انھوں نے مجھ کو ایسی آنکھ سے دیکھا کہ میں کانپ گئی" (فسانہ نادر جہاں)

۴ اشارہ؎ یاد ہے اب بھی اے میاں مخلص
کہ تمھیں آنکھ سے بلاتے تھے، (مخلص)

۵ بینائی، مثلاً چیچک نے اس کی داہنی آنکھ لے لی۔ ۶ نظرِ التفات ۷ اٹکل۔ پرکھ۔ پہچان۔ جیسے اس کی خریداری کے لیے تمھاری آنکھ کتنی ہے۔ ۸ بیٹا بیٹی۔ لڑکا بالا ۹ آسرا۔ اُمید۔ مثلاً تمھاری کامیابی پر اغیار کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں ۱۰ گنّے کی گرہوں میں وہ جگہ جہاں کونپل یا شاخ پھوٹتی ہے۔ ۱۱ انناس کے حلقے ۱۲ سرو کے درخت میں وہ جگہ جہاں کلّے نکلتے ہیں ۱۳ بانس کے وہ گڑھے جہاں شاخیں نکلتی ہیں ۱۴ گھٹنوں کی چپنیاں یا گڑھے غرض اسکے معانی بہت ہیں

انکھڑیاں: (اُردو۔ مؤنث۔ جمع انکھیاں۔ "خماری وہ انکھیاں وہ انگڑائیاں" (سحر البیان) اور اسی سے انکھڑیاں بنالیا۔) پیار۔ بڑی چاہ اور محبت سے محبوب کی آنکھوں کے لیے بولنے لگے۔ پہلے ترک کردیا تھا لیکن اب کچھ دنوں سے پھر رائج ہوگیا ہے؎ انکھڑیاں قہر کی لگاوٹ باز
دل رُبا بات بات کا انداز (قلق)

ملے پیار کی آنکھ - محبت کی نظر - آنکھوں کی طرح انکھڑیوں کے معانی لاتعداد نہیں ہیں - ان دونوں میں جو نازک فرق ہے اُس کو تو بس پیار اور چاؤ کے رسیا اور زبان کے دلدادہ ہی سمجھ سکتے ہیں - واقعہ یہ ہے کہ محبوب کی دلربا اور پیار سے لبریز آنکھوں کے لیئے جس دُلار اور پیار کو انکھڑیوں سے ادا کیا جاتا ہے وہ جاذبیت اور للک آنکھوں کے استعمال میں آ ہی نہیں سکتی - مثال کے طور پر آتش کا یہ شعر ملاحظہ ہو جس میں انکھڑیوں سے وہ جادو جگایا ہے جس کو حبیب اور زبان کے ماہر ہی خوب پرکھ سکتے ہیں ؎

ان انکھڑیوں میں اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھک کے کروں گا جو پھر حجاب آیا (آتش)

اُبکائی متلی ـــــ قے - اُلٹی

اُبکائی / متلی - اردو - مؤنث - یونانی طب میں معدے کی وہ حرکت جس سے اُو اُو کی آواز تو نکلے لیکن کوئی چیز حلق سے خارج نہ ہو - اور اگر خارج ہو تو پھین یا تھوک کی شکل میں - یعنی اُبکائی تو آتی ہے (جی تو متلاتا ہے) لیکن نکلتا کچھ نہیں -

"بُوا سچ تو ہے دُلھن کو تیسرا مہینہ ہے اسی سے اُبکائیاں چلی آتی ہیں، مجھ نگوڑی کو اس کا دھیان ہی نہیں رہا۔" (عزیزۂ طاہرہ)

کیا لطیف اُردو ادب ہوتا ہے ایسا ہی ظریف
آئی اُبکائی زباں پر اُسکا جب نام آگیا (ظریف)

اور بیگمات کی زبان پر متلی ہونا یا قے کرنے کی جگہ زمین دیکھنا ہے۔

دیکھی زمین اُوَج فلک سیر کھاؤں میں
باجی دوا بتادو نشے کے اُتار کی (جان صاحب)

قے ۔ اُلٹی (عربی میں قے اور ہندی میں اُلٹی بولتے ہیں۔ اُردو میں اُلٹی کی جگہ ابکلی بولنے لگے ہیں ۔ مؤنث)

اس میں حکیموں کے نزدیک دافعۂ معدی اور مادّے دونوں کو ایک ساتھ حرکت ہوتی ہے ۔ جی متلاتا ہے اور مالش کرنے میں مادّے کا اخراج بھی ہوتا ہے ؎

کیوں ردّ و قدح کرے ہے زاہد
مَے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے (غالب)

استفراغ بھی قے کی جگہ عربی داں بولتے ہیں ۔ اس کے معنی ہیں فراغت چاہنا ۔ بدن کا فضلوں سے خالی ہونا۔ قوی خیال یہ ہے کہ استفراغ اُس قے کو کہتے ہیں جس میں مادہ حلق سے بھرپور خارج ہو ؎

رقیب رُو کے یہ حسن کی تعریف کیا کہنا
بس اب جانے بھی دو سننے سے استفراغ ہوتا ہے (داغ)

اَبکی اَبکے

اَبکی ۔ (اُردو) ۱ اس گھڑی ۔ اس ساعت ۔ اس بار ؎

مجھ سے مل ڈھونڈ رقیبوں سے میں سب کہہ دوں گا دشمنی اَبکی تری اور وہ پہلا اخلاص (مومن)

بڑھے گی جنسِ حماقت کی اَبکی ارزانی
رہے گا سرد بہت عقل و ہوش کا بازار (ظریف)

ابکی کا الحاق تانیث کے ساتھ ہوگا۔ مثلاً اَبکی برسات نہ ہونے سے اناج کم ہوا۔ یہ نازک فرق ہے جس کو بہت کم لوگ تمیز کرتے ہیں۔

اَبکے۔ (اُردو۔ اس مرتبہ۔ اس دن۔ اِس سال سے

دل بُری طرح لگا عشقِ بُتاں میں اے شیخ
دیں پڑا پاؤں اگر اَبکے خدا یاد رہے (حالی)

محققین اور مستند لوگوں کے یہاں جب اَبکے کا الحاق تذکیر سے ہوتا ہے تو اَبکے بولتے ہیں۔ مثلاً برس یا سال کے ساتھ جو مذکر ہیں بولیں گے تو کہیں گے کہ اَبکے برس یا سال بارش کم ہوئی۔

اَثَرُ الاَمر ـــــ حقیقت الامر

اَثَرُالاَمر (عربی) اصطلاح تصوّف۔ یہ رُبوبیت کے اثرات میں سے ہے۔ اور امر کی اصلیت یا حقیقت الٰہی سے عبارت ہے۔ اسکو صفات الٰہیہ میں نہیں شمار کرنا چاہیئے۔ اس کا اثر صرف اجسام کو متحرک کرنا اور روح کا پیدا کرنا ہے ۔ یہ مقرب فرشتوں میں سے ایک ہے جس کے ہاتھ میں رُوح کی کُنجیاں ہوتی ہیں۔ اللہ نے اسکی خبر ہم کو قرآن سے دی ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ تفسیر ماجدی میں ہے۔ ترجمہ:۔
"اور آپ سے رُوح کی بابت پوچھتے ہیں۔ آپ کہدیجیئے کہ رُوح

سے کہ پروردگار کے حکم سے (ہی) ہے"۔

قرآن نے ان تمام لاطائل بحثوں کی بے حاصلی ظاہر کردی جو صدیوں کے جاہلی فلاسفر کے درمیان چلی آرہی تھیں۔ مثلاً یہ کہ رُوح مجرّد ہے یا مادّی؟ بسیط یا مرکب؟ جوہر ہے یا عرض؟ وغیرہا۔ اور حقیقتِ روح کا علم نہ تمہارے حدودِ فہم کے اندر ہے اور نہ تمہاری ضروریاتِ دینی و علمی میں داخل ہے اس لئے تمھیں عطا بھی نہیں ہوا) اس لیے معلوم ہوا کہ رُوح اَمر سے مستفید ہوتی ہے نہ اَمرِ ذاتی سے۔ یہ کہنا چاہیئے کہ رُوح امر سے مستفاد نہیں ہے بلکہ آثار سے ہے۔ اور یہ آیت سے ظاہر ہے۔ اس لیے اثر الامر سے مراد جبرئیلؑ ہیں نہ کہ اللہ کی ذات۔

۳ اثر الامر اللہ کے کلام کی تبلیغ اور چیزوں کی اُن کے مراتب کے لحاظ سے ترتیب ہے اور یہ اثر امر صاحب کُن فیکون نے اپنے ایک مقرب فرشتے جبرئیلؑ کے سپرد فرمایا ہے اور جو سدا اُس کے جلال کی سمت نظر رکھتا ہے۔ یونانیوں کی زبان میں اسی فرشتے جبرئیلؑ کو ناموس اکبر کہتے ہیں اور اسی سے شرع کی تبلیغ، تنزیل۔ تنزیل وحی اور بندوں کو اپنی طرف بلانے کی دعوت دی جاتی ہے (ملاحظہ ہو الدر المنظم۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ، اور مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ)

حقیقت الامر: عربی۔ صوفیا کی اصطلاح میں امر الٰہی۔ یہ علم ذاتی ہے جو شامل ہے ان ساری چیزوں پر جو ہوگئیں، ہونگی یا نہیں ہوں گی۔ یہ عبارت ہے قدرت سے کیونکہ اللہ کا امر فعل اور انفعال نہیں ہے اور نہ اس میں کتر بیونت، کاٹ چھانٹ یا اتصال ہے اور اس سے مراد اللہ کا قول

فعل اور کلام ہے۔ اس کی مراد اُس کے علم کے اَسرار میں سے ہے۔ مثلاً حضرت آدمؑ کا وجود میں آنا یہ اللہ کی قدرت ہے، یا عیسیٰؑ کا بن باپ کے دنیا میں آنا اس سے یہ ہرگز نہ خیال کریں کہ مالک کا حکم حضرت آدمؑ کے بعد منقطع ہو چکا، یا حضرت عیسیٰؑ سے متصل رہا۔ کیونکہ آدمؑ، اللہ نے حکم دیا (کُنْ) ہوجا (فَیَکُوْن) پس وہ ہوگئے، یہ اُس کی قدرت اور صنعت ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آدمؑ مادّہ محسوسہ اور مدت معلومہ میں محصور تھے۔ اسی طرح جب آدم کا زمانہ بہت ہوچکا اور اس موجد امر بالا ایجاد کی کیفیت (عوام کی نظروں سے) چھپ گئی تب اللہ نے عیسیٰؑ کو اُن کی والدہ حضرت مریمؑ کے پیٹ سے (بے باپ اور نطفے کے صرف یہ حکم دے کر کہ ہوجا اور وہ ہوگئے) پیدا کیا۔ عیسیٰؑ نے عالمِ وجود میں آتے ہی اپنے رب کی ثنا و صفت سے اُس کی عبودیت کا اقرار کیا۔ کما قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ) کہا عیسیٰؑ نے بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ حقیقت الامر خلق اور ایجاد ہے اللہ کی یعنی اس کا فرمانا۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ یہ فرمانا (لفظ کُن جو کاف اور نون سے بنا ہے) عبادت کے ساتھ نہیں ہے۔

(مکتوبات امام ربّانی)

صورتُ الامر

اسی سے نبوت رسالت، دعوت، شریعت ہے پیغمبر اسلامؐ صورت الامر ہیں۔ آپ نے اثرام سے وحی کو قبول کیا اور اُس سے پہلے علم کُلّی کو حقیقت الامر سے حاصل کیا۔ اثرام سے مراد یہاں جبریل ہیں۔ انہیں کی وساطت سے وحی نازل ہوتی تھی۔

نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ ۔ نازل کیا رُوح کو تمہارے

دل پر رُوحُ الاَمین (جبریلؑ) نے)

اور سرورِ عالمؐ نے علم کا استفادہ علّامُ الغیوب سے کیا۔ جیسا قرآن میں ہے۔
"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ"۔ یعنی
رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی۔ اُس نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کو
گویائی سکھائی۔

اچھوتا پنڈا ــ کورا پنڈا

اچھوتا پنڈا۔ اسم مذکر۔ کنوارپن کے لیئے استعمال کرتے ہیں ۲ــ وہ بدن
جس پر چیچک کے دانے نہ نکلے ہوں ۳ــ وہ بدن جس کو نامحرم
نے ہاتھ نہ لگایا ہو۔ معنی نمبر ا و ۲ میں کورے پنڈے سے اس کا کوئی لگاؤ نہیں۔
اور یہی فرق ہے دونوں میں۔

کورا پنڈا۔ اسم مذکر۔ معنی نمبر ۳ میں، اچھوتے پنڈے کی جگہ۔ بول چال میں
"وہ بہن نادرہ کا ابھی کورا پنڈا ہے اتنی آزادی اس کو راہ سے
بے راہ نہ کردے" (عفیفۂ طاہرہ) بن بیاہا مرد یا عورت۔

اچھوتی ــ اچھوت۔ اچھوتی

اچھوتی۔ (آ = نہ۔ چھو = چھونا) مؤنث ا۔ وہ چیز جو کبھی چھوئی نہ گئی ہو
۲ــ بالکل نئی ۳ــ متبرک۔ ــ ۵

میکدے آگے دختِ رز کو لائے ہیں پہلے پہل — یہ اچھوتی آج نذرِ پارسا ہو جائیگی
(ریاض)

اس کی جمع اچھوتیاں آتی ہے۔

" لکھنؤ میں نصیر الدین شاہ اودھ نے کچھ راہب عورتیں اکٹھا کی تھیں جو اچھوتیاں کہلاتی تھیں۔ یہ عورتیں بایں توقع کہ آخرت میں حور بن کر ائمۂ اثنا عشر علیہم السلام کی زوجیت کا شرف حاصل کریں گی عمر بھر کنواری رہا کرتی تھیں۔ عیسائیوں میں ایسی عورتیں نَن کہلاتی ہیں۔" (اجتہاد)

۴۔ شیرینی کی قسم کی چیز جس پر نذر دلائی جائے۔

" ہر چیز مانند صحنک و شکر و از قسم میوہ جات و نبات کہ نذر خدا و رسول و جناب سیدہ و ائمۂ اطہار بر آں کردہ باشند"۔ (نفس اللغۃ)

اچھوت ۔ اچھوتی اُردو میں نیچ قوم کے بارے میں استعمال کرتے اور اس جگہ اچھوت بولتے ہیں۔

" یہ لوگ اچھوت ہیں ہمارے ساتھ جل پان نہیں کر سکتے، نہ ایک ساتھ رسوئی میں بیٹھ سکتے ہیں"۔ (پریم چند)

آپ نے دیکھا کہ سنسکرت سے ہندی اور ہندی سے اردو میں جب اس لفظ کو لایا گیا تو اس کے معنوں میں کس قدر اضافہ ہو گیا اور زبان میں کتنی وسعت پیدا ہو گئی۔

اِخبار ــــ اَخبار

اِخبار ۔ مذکر (عربی بکسر اوّل) ۱۔ کسی چیز کی حقیقت اور ماہیت سے واقف ہونا۔ ۲۔ اطلاع دینا۔ ۳۔ آگاہ کرنا۔ جمع اِخبار ہے۔ اُردو میں

خبر کی جمع اخبار بفتح الف ہے۔ دیکھیے کس طرح اَخبار کو اِخبار سے الگ کر کے اس کے معنی بھی الگ کر لیے اور اُس کو اپنی زبان کا لفظ بنا لیا۔

اَخبار ۔ (عربی بفتح الف۔ خبر کی جمع ۔ احادیث ۔ تواریخ) اُردو میں مذکر (خبریں۔ حالات ۔ احادیث نبویؐ) ۲؎ وہ خبروں کا پرچہ جس میں مختلف مقامات کے حالات اور مضامین وغیرہ روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ نکلیں ؎

فتنے کو پوچھتا ہے کوئی کس ادا کے ساتھ
چھوٹا سا دہ ریاضؔ کا اخبار کیا ہوا (ریاضؔ)

خط غیر کا پڑھتے تھے جو پوچھا تو وہ بولے
اخبار کا پرچہ خبر دیکھ رہے ہیں (نامعلوم)

اُردو میں واحد ہی بول چال میں ہے۔ جیسے آج کا اَخبار کہاں ہے۔

ارسال ــــ ارسال

اِرسال ۔ (عربی) ۱؎ روانہ کرنا۔ بھیجنا ؎

وہ اگر صُلح کا کرے اقبال
جلد معروضہ کیجیو ارسال (قلق)

فارسیوں نے تحفے تحائف اور سوغات کے معنی میں بھی استعمال کیا ہے۔

اِرسال (اُردو۔ مؤنث) وہ روپیہ جو گاؤں یا دیہات سے وصول کر کے بطور لگان یا مالگذاری سرکار میں بھیجیں۔ جیسے طہاسے ارسال ابھی نہیں آئی۔

جمع ہو جائیگا دو دن میں خزانہ تیرے پاس
دل یہ آتے ہیں کہ ارسال چلی آتی ہے (منتظر)

اَسپتال ڈسپنسری

اسپتال۔ (انگریزی کے ہاسپٹل کا بگڑا ہوا) مذکر۔ شفاخانہ ۲۔ خیراتی اسکول۔ ۳۔ رفاہ عام کا ادارہ ۴۔ مسافر خانہ۔ ۵۔ مہمانوں کے ٹھہرنے کی جگہ (تاریخ) ۶۔ مذہبی مسافر خانہ۔ اُردو میں وہ جگہ جہاں ڈاکٹر مریضوں کی دیکھ بھال کرے اور نسخے لکھے اور دوائیں دے ۔

اے جانِ زار لکھنؤ چل اسپتال سے
دار الشفا نہیں جو جگہ دل کشا نہ ہو (رشک)

ڈِسپنسری (انگریزی) مؤنث ہی زبانوں پر ہے۔ ۱۔ شفاخانہ۔ ۲۔ خصوصاً خیراتی شفاخانہ ۳۔ دوائیں فروخت کرنے کی دکان ۴۔ عطار کی دکان۔ اردو میں معنی نمبر ا ہی کے لیے بولتے ہیں اور دوسرے معنوں میں اسپتال اور ڈِسپنسری میں کتنا فرق ہے ۔

اَستھان ـــــ اَستھل

استھان۔ (سنسکرت میں स्थान ستھان ہے ہندی میں استھان ہو گیا) مذکر ۱۔ جائے قیام ۲۔ جگہ ۳۔ گھر جیسے یہ کس دیوتا کا استھان ہے ۔

"یہ گروجی کی کُٹی او وہ سامنے یاتریوں کا استھان مزے میں رہو اور درشن کرو" (پریم چند)

اب زبانوں پر عموماً جائے قیام جگہ اور گھر کے معنوں میں ہے۔ فارسیوں نے آستان اور آستانہ کرلیا اور معنی بھی بدل ڈالے اور کثرت ظرفی کے لیئے بولنے لگے۔ مثلاً نخلستان۔ ریگستان وغیرہ۔ دہلیز، چوکھٹ، ۲ تعظیم کے طور پر مکان۔ درگاہ ؎

آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبہ ہے
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل (محسن)

استھل - (سنسکرت میں ستھل स्थल ہے۔ جگہ کے معنی میں) مذکر۔ ہندی میں استھل کرلیا اور معنوں میں تبدیلی کرلی ۱ جگہ ۲ خشک گندی یا مضبوط زمین ۳ فقیروں کے ٹھہرنے یا رہنے کی جگہ۔ دیر۔ خانقاہ۔

کستنا بے قید ہوا کس قدر آوارہ پھرا
کوئی مندر نہ بچا اُس سے نہ کوئی استھل (محسن)

شاید مہنت یا بڑے بڑے سنسکرت کے عالم اور شدھ ہندی بولنے والوں کی زبان پر ہو۔ عوام تو استھان بولتے ہیں۔ حضرت محسن نے غالباً ردیف سے مجبور ہوکر استعمال کردیا ہوگا۔ دیکھیے استھان اور استھل میں کیا فرق ہوگیا۔

اشتیاق — شوق

اشتیاق - (عربی۔ بکسر الف) مذکر ۱ شوق۔ آرزو ؎

بھرے ہیں دل میں خدا جانے مدعا کیا کیا
بھرا ہوا ہے بہت اشتیاق کہنے کا (سالک)

۲۔ شوق میں سدا رہنا یا رکھنا ؎

ملے نہ دل سے ہمیشہ فراق میں رکھا
تمام عُمر غرض اشتیاق میں رکھا (سحر)

"جب شیخ مرحوم کا شہرہ ہوا تو انھیں اشتیاق ہوا۔" (آبِ حیات)

اس کا نمبر شوق سے بڑھا ہوا ہے۔ غور کریں یہ آرزو یا شوق کے پورے ہو جانے کے بعد بھی بجائے کم ہونے یا جاتے رہنے کے بڑھ جاتا ہے ؎

ہم وہ اسیر ہیں کہ جو نادیدہ روئے گُل
رکھتے ہیں اشتیاقِ قفس آشیانے میں (مصحفی)

جبرئیل ہیں اور بُراق بھی ہے
قاصد بھی ہے اشتیاق بھی ہے (محسن)

شوق

(عربی) مذکر۔ مقصود کی تکمیل کے بعد شوق کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

یہ چاہتا ہو شوق کہ قاصد بجائے مُہر
آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی (ذوق)

"فرماتے تھے کہ اپنی مدتِ شوق وہ بھی کبھی جرأت، کبھی سودا، کبھی میر کے انداز میں غزلیں لکھتے رہے۔" (آبِ حیات)

یہ شوق تو عربی کا ہے۔ اُردو میں کئی معنوں کا اضافہ کیا گیا۔ ا شغل۔ کام ؎

اسے رندؔ شوقِ جامہ دری پھر چاک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تک گیا (رند)

۲۔ جوش۔ کسی کام میں انہماک ہونا۔

"وہ بڑے شوق سے یہ تقریب کر رہے ہیں، خدا انجام بخیر کرے" (والمحصنات)

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے (ثاقب)

۳۔ چسکا ؎

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھوں
پھر بھی یہ کہوں جلوۂ جاناں نہیں دیکھا (داغ)

۴۔ کسی چیز یا کام کے شروع کرنے کی اجازت کے موقع پر کہتے ہیں۔

"اجی حضرت! لا آپ شوق سے شوق فرمائیں۔ دیکھیں خمیرہ کیسے مزے کا ہے" (فسانۂ آزاد)

اِضطراب ــــ اِضطرار

اضطراب (عربی۔ بکسر الف۔ مذکر۔ ۱۔ تلوار مارنا ۲۔ بے چین ہونا) اردو میں بے چینی۔ بے قراری۔ کے معنوں میں بولا جاتا ہے ؎

کہتے ہیں تم کو ہوش نہیں اضطراب میں
سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں

۲۔ گھبراہٹ ؎

دل میں جو اضطراب تھا اس کو مٹا دیا
اور ماسوا خدا کے جو کچھ تھا بھلا دیا (نیّر کاکوروی)

اضطرار ۔ بکسر اوّل (عربی لغات میں اس کے معنی لاچار کرنا۔ مجبور کرنا اور بے اختیاری کے ہیں) لیکن اُردو میں خاص کر وہاں بولتے ہیں جہاں کسی کو ایک کام پر مجبور کریں کہ وہ چار و ناچار اس کو کرنے لگے۔

ہوتا ہے بادِ صُبح کا تیار قافلہ
ہم بھی تو چلنے والے ہیں کیوں اضطرار ہے (مصحفی)

معنوں سے اضطراب و اضطرار کا فرق ظاہر ہو گیا لیکن اُردو میں عام طور پر گھبراہٹ اور بے چینی کے معنی میں دونوں کو بولتے ہیں۔

اَشکال ۔ اِشکال

اَشکال ۔ مؤنث (عربی میں شکل کی جمع بفتح الف) صورتیں، شکلیں، چہرے۔ اُردو میں کم استعمال میں ہے۔ اسکی جگہ شکلیں بولتے ہیں۔

واہ کیا شکلیں ہیں قابل ہیں یہ تصویروں کے
دیکھو نکلی ہے زرہ سائے میں شمشیروں کے (امیر)

اِشکال ۔ (عربی) مذکر۔ بکسر اوّل ۱؎ دشواری۔ مشکل کام یا بات سے

تو اس سے ایسے ہوں اشکالِ ہندسے پیدا
مثالیے دیکھ کے اُقلیدس اپنی سب تحریر (ذوق)

۲؎ منطق کی اصطلاح۔

"تو اس کو دیکھ کر مجھے یہ اشکال ہے کہ یہ انسان ہے یا حیوان مطلق"۔

(مولوی ذکاء اللہ)

اعجاز کرامت

اعجاز - (عربی - بکسر الف) مذکر ۱ عاجز کرنا - کمزور کرنا ۲ وہ امر یا فعل جو کسی نبی - رسول سے خلاف عادت ظاہر ہو ؎

بیمار پر مسیح کا اعجاز دیکھیے

بیکس کا نامراد کا دم ساز دیکھیے (نیر کاکوروی)

۳ کوئی عجیب بات یا لاجواب کام کرنا ؎

کھینچی تصویر اس نے جلوہ گہہ ناز کیا

چوم لوں ہاتھ میں اپنے عجب اعجاز کیا (محسن)

۴ حد سے بڑھی ہوئی تعریف کرنا - مبالغے سے کام لینا ؎

شعلۂ آہ فلک رتبہ کا اعجاز تو دیکھ

اوّل ماہ میں چاند آئے نظر آخرِ شب (مومن)

شریعت اسلامی کی اصطلاح -

کرامت (عربی - مؤنث) ۱ بزرگی - برتری ۲ بخشش ۳ وہ خلاف عادت فعل یا امر جو کسی پہنچے ہوئے بزرگ سے ظاہر ہو -

نامہ بر کہتا ہے مجھ سے کیا کرامت ہے تمھیں

جو وہ لکھتے وہ تمھیں نے خط میں لکھ کر رکھ دیا (داغ)

۴ تعجب انگیز بات کا اظہار ؎ پیش اکرام سے ساری کرامت ہے یہی

عادتِ بد ترک کر تو خرقِ عادت ہے یہی (ذوق)

کرامت جذبِ دل کی ہو کچھ ہم یہ نہ کہتے تھے
وہ دیکھو حضرتِ نیّر چلے آتے ہیں محفل میں

۴۔ تصوف کی اصطلاح ۵۔ اُردو میں انوکھا پن اور خوبی دکھانے کی جگہ بولتے ہیں ؎

بندے نے کسی میں یہ کرامت نہیں دیکھی
واللہ یہ ہمت یہ سخاوت نہیں دیکھی (انیس)

افزائش ۔ افزوں

افزائش (ف ۔ افزودن کا حاصل مصدر) مؤنث ۔ زیادتی، بڑھوتری۔ ترقی ۔ جیسے ہندوستان کے ماہرینِ سیاست کئی سال سے چلا رہے ہیں کہ ضبط تولید سے کام لو، نس بندی کراؤ، عورتوں کو لوپ لگواؤ، نہیں تو یہ افزائش نسل ایک دن ہندوستان کو بھوکا مار دے گی ؎

صدقے اس ہمت کے حال یکساں پر رات دن
ہر دم افزائش پہ ہے مانندِ شوقِ نوجواں (نسیم)

یہ لحاظ رہے کہ اس کا استعمال زیادہ جاندار کے لیئے ہوتا ہے ۔

افزوں ۔ (ف ۔ صفت) ۱۔ بڑھ کے ۔ زیادہ ۔ ؎

مشتاق سب ہیں بدر سے افزوں ہلال کے
دنیا میں قدرداں نہیں صاحب کمال کے (ناسخ)

۲۔ حساب میں سابق و حال کی رقموں کا جوڑ ۔

"تم نے اپنے کھاتے میں یہ رقم افزوں کرلی ہے۔ اسی لیے
میزان پوری نہیں آتی۔" (فسانۂ آزاد)

اس کا استعمال زیادہ تر حساب کتاب میں ہے۔ اور یہی نازک فرق ہو افزائش
اور افزوں میں۔

الحاد دہریّت

الحاد ۔ (عربی) مذکر۔ اس کے لغوی معنی ہیں سیدھے راستے سے کترا
جانا ۔ دین اسلام سے منحرف ہو جانا ۔ صراط مستقیم سے بھٹک جانا ۔
"ہمارے ملک میں بھی انگریزی خوانوں میں بھی جن کے عقائدِ مذہبی کی روک
تھام نہیں کی جاتی ۔ الحاد و لا مذہبی کی طرف تھوڑا بہت میلان ضرور
ہو جاتا ہے۔" (اجتہاد)

دہریّت ۔ (عربی) مؤنث ۔ عام طور پر لا مذہبیت کے معنی میں بولتے ہیں ۔
اور دہریہ اسی سے نکلا ہے (اس کے معنی ہیں خدا کو زمانہ
اور قدیم ماننے والا) دہریئے کا عقیدہ ہے کہ زمانہ جیسا ہے ویسا ہی
رہے گا ۔ ایسا آدمی کسی مذہب کو نہیں مانتا نہ وہ اللہ کا قائل ہوتا ہے نہ
قیامت کا بلکہ وہ ساری کائنات کو آپ سے آپ پیدا ہو جانے والا کہتا ہو ۔

زالِ دنیا ہے عجب طرح کی علّامۂ دہر
مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہو

(ذوق)

الٰہ ـــــ ربّ

الٰہ ۔ (عربی ۔ ذات باری کا نام) لغوی معنی پوجا گیا۔ وہ ذات جس کی پوجا کی جائے۔ اس کا دارومدار اس ذات پر ہے جس کی مخلوق ہو اس کی پوجا کرتی ہو۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ الٰہ کا درجہ اونچا ہے ربّ سے اس لئے کہ یہ بندے کا خواستگار ہے۔

هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰه ۔ یعنی وہی ذات پاک معبود برحق ہے جو آسمان پر الٰہ ہے اور زمین پر بھی الٰہ ہے (قرآن)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین پر جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب الٰہ کو پوجتی ہے ۔ ۲۔ الٰہ کسی سے مشتق نہیں ہے بخلاف ربّ کے کہ وہ مشتق ہے۔ (الدر المنظم) اُردو والوں نے اسی الٰہ سے الٰہی بنا لیا یعنی اے میرے الٰہ۔

الٰہی کیوں نہیں اُٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے
ہمارے سامنے پہلو میں وہ دشمن کے بیٹھے ہیں (داغ)

اور کبھی بجائے یائے متکلم، یائے نسبتی لگا دیتے ہیں۔

"یہ وہ زمانہ تھا کہ کوئی فرنگی دہلی میں نظر آتا تو ایک عجیب صنعتِ الٰہی سمجھ کر ہم دیکھا کرتے تھے" (مجموعۂ لکچر)

ملاحظہ فرمائیے الٰہ اور ربّ میں کس قدر فرق ہے، اور یہی نازک فرق زبان میں دونوں کو کس طرح ظاہر کر کے بتایا جاتا ہے۔

ربّ ـ (عربی) پالنے والا۔ پیدا کرنے والا۔ اس کا درجہ الٰہ سے نیچا ہے کیونکہ اس کے لئے کسی مربوب، یا پالے گئے کی ضرورت ہے (ایسی ذات

جو کسی کی پرورش کرے) جیسے باپ اپنے بیٹے کا رب ہے۔ برخلاف الٰہ کہ وہ اپنے پیدا کئے گئے سے اپنی پرستش کراتا ہے۔ مثالاً قرآن میں ہے۔

"رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" یعنی رب پالنے والا ہو آسمان و زمین کا۔

اگر یہ کہا جائے کہ الٰہ ازل الازل اور ابدالآباد سے خالق و رازق ہے تو خلق و رزق دونوں قدیم ہوں گے اور ساری مخلوق کی قدامت لازم آئے گی جو ناممکن ہے۔ اس لیئے یہی ماننا پڑے گا کہ خالق نے جب سے کسی کو خلق کیا تب ہی سے وہ اُس کا خالق ہے۔ اسی طرح جب سے اُس نے رزق دیا وہ اُس کا رازق ٹھہرا۔ اسے یوں سمجھیئے کہ جب سے یہ افعال صادر ہوئے تب ہی سے ان اسماء وصفات کا اُس پر اطلاق ہے۔ چنانچہ رب کی بھی یہی صورت ہے کہ اس کا اطلاق پیدا کیے گئے یا مربوب کے حصول کے بعد ہی ہوتا ہے۔

رَب کا اسم مشتق ہے رَبَّ۔ یَرُبُّ۔ رَبًّا فَھُوَ رَبٌّ سے اور مَرْبُوْبٌ اس کا مفعول ہے۔ (المنجد) (از کیمیائے سعادت۔ مکتوبات امام غزالی)

مُربّی اسی رَب سے بنا۔ اس کے معنی پالنے والا۔ محافظ اور سرپرست کے ہیں مثلاً مُربّی بیمار و مُربّا بخور ؎

یارب پڑی رہے مری میت اسی طرح
بیٹھے رہیں وہ بال پریشاں کئے ہوئے (غالب)

اَللّٰہ ـــــ خُدا

اللّٰہ ۔ (سُریانی) مذ اسم ذات واجب الوجود۔ اسکی اصل الاٰہ ہے۔ ہمزہ کو

گرا کر اسکی جگہ الف لام لے آئے۔ بعض محققین اور اہل قواعد کا کہنا ہے کہ اللہ علَم ہے اور علَم میں اشتقاق ممکن نہیں اس لیے اللہ کا الٰہ سے مشتق ہونا بھی ممکن نہیں ہے بعض اہل تحقیق اس طرف گئے ہیں کہ اللہ کا لفظ سُریانی ہے اور سُریانی میں لَاہَا الف کے ساتھ ہے جب اس کو عربی زبان میں لائے تو آخر کا الف گرا کے شروع میں الف لام تعریف کا بڑھا دیا اور قول مرجح یہی ہے کہ الٰہ سے اللہ ہو گیا لا الٰہ الا اللہ۔ ز

۲ " اللہ کو کسی انسانی صفت کے لیے استعمال نہیں کرتے اور نہ اس کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں ہو سکتا ہے۔" (تفسیر ماجدی)

" با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔" (حافظ شیرازی)

شاید کہ اِدھر شاہِ امم آتے ہیں صاحب
سونپا تمھیں اللہ کو ہم جاتے ہیں صاحب (انیس)

اللہ تری شان کی یہ جلوہ گری ہے
چلتی ہوئی ہر سانس نسیم سحری ہے
ارمان نہیں چھپتا۔ ہے وہ شوخی سے بھری ہے
اک شمع ہے فانوس میں شیشے میں پری ہے (نیر کاکوروی)

خُدا۔ (ف۔ بعض کے نزدیک خود = آپ ہی وآ = آیا۔ مرکب ہے) اس خدا میں وہ اللہ والی شان و آن کہاں۔ عام طور پر اللہ ہی ہر جگہ بولتے ہیں فارس والوں کے بہت سے خدا ہیں مثلاً ایزد۔ یزداں اور اہرمن وغیرہ

اسی طرح انگریزی میں بھی "گاڈ" اور اس کی مادہ "گاڈس" وغیرہ موجود ہیں جن میں وہ شان اُلوہیت ہرگز نہیں ہے۔ عموماً اُردو میں خدا کو اللہ کے مرادف بولتے ہیں۔ مثالاً خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے۔

قسمت اُس بُت سے جالڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے (ذوق)

نزدیک خدا حضور سے پہنچے
اللہ اللہ دور سے پہنچے (محسن)

لیکن جب اس کے ساتھ دوسرے لاحقے ہوتے ہیں تو اس سے دنیا کی پیدا اور مراد ہوتی ہے ؎

خداوند مجازی صاف لفظوں میں یہ کہتے ہیں
غریبوں کے لیے دیہات اب جائے سکونت ہے (ظریف)

کسی بادشاہ۔ وزیر۔ امیر کے لیے خداوند نعمت۔ اس کے فیاض ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ یا صاحب مال و دولت کو خطاب کے لیے خداوند دولت یا مالک مکان کے لیے خداوند خانہ۔ کسی رئیس زادے اور شہزادے کے لیے کہیں گے خداوند زادہ (نیر کاکوروی۔ شمائل نبویؐ میں رسول اکرمؐ کی شان میں کہتے ہیں)

یکتا تھا محبت میں خداوندِ مجازی
بندے میں کہاں ہوتی ہے یہ بندہ نوازی (نیر کاکوروی)

ملاحظہ کیجیے اللہ اور خدا میں کیا فرق ہے۔

اِنزال ـــــ تنزیل

انزال ۔ (عربی) نَزَلَ ۔ نُزُولاً ۔ اُتارنا ۔۲ نَزَلَ ۔نَزْلَۃً ۔ زکام ہونا ۔ ۳ نَزَلَ ۔ اِنزالاً ۔ اُتارنا وغیرہ ۔ مَنزِل اُترنے کی جگہ ۔گھر (بابِ افعال سے) ۴ اُردو میں اصطلاح طب ۔کسی مادے یا کسی شے کا تیزی کے ساتھ اوپر سے نیچے گرنا یا آنا ۔۵ عام طور پر مادہ منویّہ کا نکلنا یا خارج ہونا ۔جھڑ جانا ۔ اُردو میں مذکر ہی زبانوں پر ہے ۔

آیا خیالِ یار کہ اِنزال ہو گیا (رفیع احمد خاں)

تَنزِیل (عربی) ۱ ترتیب ، ۲ اوپر سے نیچے اُترنا (بابِ تفعیل) کسی مادے یا شے کا رُک رُک کر ترتیب وار ۔ دھیرے دھیرے اوپر سے نیچے آنا ۔۳ تھوڑا تھوڑا کر کے نیچے اُتارنا ۔ جیسے قرآن شریف ۔ "تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ" اللہ جو عزیز اور جاننے والا ہے اس کی طرف سے کتاب (قرآن) آہستہ آہستہ ترتیب سے نیچے آیا یا اُتارا گیا ۔

اُنس ـــــ اَنس

اُنس ۔ (عربی) مذکر ۱ مانوس ہونا ۲ لگاؤ ۔ ملنساری ۔ میل ملاپ ۔

" اُس نے کہا انسان اُنس سے نکلا ہے ۔خدا نے مل کر رہنے کو بتایا ہے ۔ اس لیئے ملنساری اور اتحاد و ارتباط کو اصولِ سلطنت قرار دینا چاہیئے" ۔

(دربارِ اکبری)

آدمیت یہ خداداد ہے اللہ اللہ
اُنس انسان سے کرتے ہو پری زاد ہو کر (وزیر)

کیسا ہی آبرو باد ہو آ بیٹھنا نہیں
اے مے فروش اُنس ہو تیری دکاں کے ساتھ (ریاض)

اُنس کا درجہ محبت سے کم ہے۔ غور کیجیے تو آپ کو اُنس اور محبت کے دو الگ الگ درجے دکھائی دیں گے اور یہی نازک فرق ہے۔

آنس (س۔ اَنْش سے ہندی میں آنس بفتح اوّل وسکون حرف دوم وسوم ہو گیا) مذکر ۔ اَنْش کے معنی ہیں ۱۔ جھلی ۲۔ سرا۔ کرن کے ساتھ۔ ۳۔ کندھا۔ کندھے کی ہڈی۔ ہندی میں سنسکرت کے شین کو سین سے بدلا اور معنوں میں بھی تصرف کر لیا ۱۔ کسی چیز کا ریشے دار حصہ ۲۔ ریشہ ۳۔ گودا۔ ۴۔ ست۔ اسپرٹ۔ تت۔ جان ۵۔ لب لباب ۶۔ روح۔ خلاصہ ۷۔ سکت۔ طاقت۔

اِنس ــــ اَنس

اِنس ۔ جس کو صرف خان زبان و ادب پر کھ سکتے ہیں۔ اِنس عربی۔ مذکر بکسر الف۔ جن کی ضد۔ بعض دانشوروں کا کہنا ہے کہ انسان اِنس ہی سے بنا ہے۔ کیونکہ جن ظاہر بس نہیں ہے اور انسان ظاہر ہے۔

کہاں صورتِ جن کہاں شکلِ اِنس
غرض فہم ہے صحبتِ غیر جنس (سحرالبیان)

بہر حال علماء کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن زیر اور زبر اور پیش کی حرکت نے کتنا فرق آپس میں پیدا کر دیا۔

اَنس - بل ۲۔ شکتی۔ مثلاً اب کے بنجارے نے تو میرا اَنس کھینچ لیا ۳ حصّہ

اُنس - اُردو میں سکت۔ بل، شکتی اور زور کے معنوں میں زبان پر ہے۔ معنی نمبر حصّے اور درجے میں نجومیوں کی اصطلاح ہے جیسے سورج کے دس اَنس آئے۔

اِیثار ــــ قُربانی

اِیثار - (عربی) بکسر الف - مذکر ۱۔ کسی چیز کا آدمی خود خواہش مند ہو اور اُس کے مل جانے پر دوسروں کو دیدے۔ مثلاً حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کو ان کے ایک مرید نے کئی گاؤں دستاویز کی شکل میں نذر کیے۔ حضرت نے اس کیلئے کوئی طلب یا خواہش نہیں فرمائی تھی۔ مرید پیچھے پڑ گیا اور اس کو ارادتاً چھوڑ گیا شاہ صاحبؒ نے اس کے واپس ہونے کے لیئے چلّہ کشی کی اور وہ مقبول ہوئی ان کے صاحبزادے حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ نے ایک غیبی شخص کی طلب پر وہ دستاویز اس کے حوالہ کر دی۔ چونکہ یہ سخاوت صاحبزادے نے بے اجازت اپنے والد ماجد (جو چلّہ نشین تھے) کی تھی ڈر رہے تھے کہ ابّا کے پوچھنے پر کیا جواب دوں گا۔ جب حضرت شاہ محمد کاظم قلندرؒ چلّے سے باہر آئے تو اُن سے عرض کیا۔ آپ نے سُنتے نماز شکرانہ ادا کی اور فرمایا کہ میں نے اسی لیئے چلّہ کھینچا تھا کہ فقیر کے یہاں دولت کا کیا کام۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی۔ واقعی کتنا بڑا ایثار تھا۔ اب نہ وہ لوگ رہے نہ وہ ایثار۔ بس لا رہے نام اللہ کا۔ ۲۔ غیر کے فائدے یا نفع کو

اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا ۳ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دینا ۴ بے انتہا سخاوت اور دریا دلی سے کام لینا ۔

کبھی ایثار و ہمدردیِ قومی کا بھی دھیان آیا
لباسِ غیر کی تقلید ہی یا بے مروّت ہے (ظریف)

ملاحظہ فرمائیے ایثار و قربانی میں کیا نازک فرق ہے۔

قُربانی۔ (عربی ۱ قربان۔ وہ چیز کے ذریعے تقرّب الی اللہ حاصل کیا جائے۔ ۲ ذبیحہ ہو یا کچھ اور ۳ بادشاہ کا ندیم جمع قرابین (المنجد) وہ جانور جو بقر عید کے دن حلال کیے جائیں) فارسیوں نے ایثار۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے خود تکلیف اور نقصان برداشت کرنے کے معنی میں استعمال کیا یائے زائدہ بڑھا کر۔ اردو میں مؤنث ۱ قُرب و نزدیکی الی اللہ کے معنوں میں بجائے قربان کے قربانی کر لیا۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں جو تکلیف اٹھائی جائے وہ بندے کو رب سے قریب کر دیتی ہے۔ جیسے آج بقر عید کی گیارھویں ہے اور ہم کو آج ہی بکرے کی قربانی کرنا ہے۔ ۲ دوسرے کے فائدے کی خاطر خود کو نقصان پہنچانا یا خطرے میں ڈال دینا۔ مثلاً مولانا محمد علیؒ نے اپنے ملک قوم کے لیے کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں ۔

قُربان کے معانی عربی سے الگ ہو کر اردو میں مذکر ۱ صدقے ہونا یا کرنا ۲ کسی آدمی یا چیز سے الگ ہونے کے معنی میں بولا جاتا ہے ۔

پتھر پہاڑ کے وہی ڈھوئے خدا کی شان
قربان ایسے عشق کے یہ کیسا ہے امتحان (سحر)

۳ؔ وہ تسمہ جس میں ترکش بندھا ہوا پیٹھ پر لٹکتا ہے ؎

جان قربان ہے پر مانتا بے پیر نہیں
یہ وہ قرباں ہے کماں جس میں نہیں تیر نہیں (صابرؔ)

ایک ــــ اکیلا

ایک ۔(س۔ ایکھم۔ فارسی میں یک بنایا اور اُردو میں ایک) ۱ؔ ایک عدد۔ جیسے ایک کتاب ۲ؔ دونوں کی جگہ یا دوسرا۔

چتون کو ہلا کے رہ گئی ایک
ہونٹوں کو ہلا کے رہ گئی ایک (گلزار نسیم)

۳ؔ مبالغہ کی جگہ۔ بہت۔ نہایت۔ بڑا ؎

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں (میرؔ)

۴ؔ متفق۔ "جیسے رن کچھ کے جھگڑے میں ہم ہندی سب ایک ہیں" ۵ؔ پورا۔ مثلاً میاں یہ جان لو اگر تم اپنی آن کے پکّے ہو تو وہ بھی اپنے قول کا ایک ہی ہے۔

۶ؔ تنہا۔ صرف ؎

اک وہی شمع نبوت جو ضیا بار ہوئی
ساری تاریک فضا مطلعِ انوار ہوئی (جگرؔ)

۷ؔ کوئی۔ ذرا سی۔ " نا بی بی! ایسی باتیں اچھی نہیں اس میں آدمی ناقابلِ اعتبار اور ٹرا ہو جاتا ہے کہ ایک بات وہاں سُنی اور یہاں لگائی۔" (عریضہ طاہرہ)

۸ منتخب - بے نظیر -

ہر اک صفحے پہ نو ورق ہوں نثار
وہ لکھو نعتِ محبوبِ آمرزگار (محسن)

۹ یکساں - برابر - مثلاً پچھلی بار دریا کی باڑھ نے پُل سے ڈالی گنج تک سب ایک کر دیا -

اکیلا - (س - اِکّل) اُردو میں اکیلا ہو گیا - صفت مذکر - اور مؤنث کے واسطے اکیلی ۱؎ تنہا - واحد ؎

ہیں کیا جو تربت پہ میلے رہے
تہِ خاک ہم تو اکیلے رہے (شوق)

۲؎ خالی - غیر آباد -

"میاں خوجی تمہاری سمجھ میں یہ نہ آیا کہ جب یہ مکان اکیلا ہے تو اس میں خانۂ خالی را دیو میگیرد کا پھیر ضرور ہوگا" (فسانۂ آزاد)

"واحد اور اَحد میں وہی فرق ہے جو ہماری زبان میں اکیلے اور ایک میں" (اجتہاد)

ملاحظہ فرمایا ان دونوں میں کس قدر نازک فرق ہے - دیکھنے میں جیسا ایک ویسے اکیلا -

ایمان ــــ اسلام

ایمان - (عربی - بکسر الف - یائے معروف سے) مذکر (لغوی معنی بے خوف کرنا - امن دینا) ۱؎ دین ۲؎ اسلامی قانون میں دل سے اللہ پر یقین کرنا -

اور اس کی یکتائی اور الوہیت کا دل سے اقرار کرنا۔

"ایمان دل سے علاقہ رکھتا ہے اور خدا کے سوا دوسروں کو اسکی خبر نہیں ہو سکتی" (اجتہاد)

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرع۲)

ترجمہ:۔ "عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے (اے پیغمبر اُن سے کہہ دو) کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ایمان کا تو ہنوز تمھارے دل میں گزر تک نہیں ہوا" ؎

دیکھیں گے مومن یہ ہم ایمان بالغیب آپ کا
اُس بتِ پردہ نشیں نے جلوہ گر دکھلا دیا (مومن)

فارسیوں نے بے اعلانِ نون بھی کہا ہے۔ اُردو میں مختلف معانی میں بولتے ہیں
۱۔ انصاف کے لیئے۔ ؏ (آتیر) ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان بھی گیا۔
۲۔ دین ؎

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا (داغ)

۳۔ بھروسہ اور اعتبار کے موقع پر:۔ "بھائی! آخر تم کیوں منھ میں گھنگنیاں بھرے بیٹھے ہوئے جاؤ تمھارے ہی ایمان پر فیصلہ ٹھہرا"۔ (ایامی)
۴۔ نیت۔ جیسے تم کو اس موقع پر اپنے ایمان کو سلامت رکھنا پڑیگا اس سے واضح ہو گیا کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے: ظاہری قانون (شریعت یا اسلام) سے۔ اور یہیں سے مومن۔ مسلم یا مسلمان کا فرق بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے۔

اِسلام۔ عربی۔ بکسرِ الف۔ مذکر۔ لغوی معنی گردن جھکانا۔ اطاعت فرمانبرداری کرنا۔ اصطلاح میں مسلمان کا مذہب۔ ظاہری قانون یا شریعت جس کی رُو سے نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد فرض ہوئے۔

کام ہیں تو کافروں کے نام ہوا اسلام کا
اب مسلماں رہ گیا کوئی نہ ایماں رہ گیا (ریاض)

اسلام کے لیے کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کہہ لینا کافی نہیں ہے بلکہ ان باتوں کا پورا پورا التزام ضروری ہے (۱) اقرار کلمہ کا زبان سے (۲) تصدیق اُس کی دل سے (۳) نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام پر عمل کرنا۔ اور یہی وہ ارکان ہیں جن کے ظاہری طور پر ادا کرنے سے آدمی اسلام والا یا مسلمان کہا جاتا ہے۔ (اجتہاد) شہر میں سیکڑوں مولوی۔ عالم۔ واعظ، صوفی اور مشائخ بھرے پڑے ہیں یہ بھی میری طرح کے تقلیدی مسلمان ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

"وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"

ترجمہ:۔ "اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین (شریعت بننے کے لیئے (ہمیشہ کو) پسند کر لیا"

اسی لیئے رئیس الاحرار محمد علی مرحوم جوہر نے یہ شعر کہا اور حق یہ ہے کہ شریعت اسلام کی پوری تفسیر اس میں بھر دی ہے

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(جوہر)

جن کو اس وقت میں اسلام کا دعویٰ ہو کمال
غور سے دیکھا تو اے ذوق ہو اُن کا یہ حال
جیسے محفل میں ہنسانے کو مسلمانوں پر
نقل کرتا ہو مسلمانوں کی کافر نقال (ذوق)

راقم سادہ لوح کے نزدیک اسلام نام ہے عمل کا اور ایمان اُسکی روح ہے

ب

بائن ـــــــ کائن

بائن ۔ عربی، ۱ ظاہر ہونے والا، ۲ چھوڑ کر الگ ہو جانے والا، ۳ وہ عورت جو طلاق کے بعد اپنے شوہر سے جُدا ہو جائے ۴ صوفیوں کی اصطلاح میں وہ آدمی جو ایک سے زیادہ محبوب سے دلبستگی نہ رکھتا ہو۔ یعنی دنیا کی مخلوق۔ بی بی۔ اولاد۔ مال و دولت یا اسی طرح کی اور چیزیں جو اُس کے دل میں گھر نہ کر سکیں اسی سے طلاق بائن بنا لیا ہے۔ یعنی ایسی طلاق قطعی طلاق اور تین بار کی طلاق جس کے بعد بے نکاح کیئے ایک دوسرے سے رجوع نہ کر سکے۔

یہ تو نازک فرق ہے بائن اور کائن میں۔ بائن کا لفظ طلاق کے ساتھ اُردو میں ہے اور کائن کا صوفیا کے ارشادات میں۔ عام طور پر کائن اُردو میں نہیں بولتے مگر جب اصطلاح کا ذکر ہو۔

کائن ۔ عربی میں اس کے معنی ہیں ۱ پیدا ہونے والا ۲ موجود ۳ ہونے والا

واقعہ۔ جیسے مال۔ دولت۔ جورو۔ بچے۔ اصطلاح تصوف "صوفی بائن بھی ہے کائن بھی"۔

"اس صوفی کی یہ حالت ہے کہ ساتھ بھی ہے اور الگ بھی"۔ (مکتوبات امام غزالی)

یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جب دل کا قبلۂ محبت در اصل خالق کائنات ہے تو یہ ممکن نہیں کہ دنیا کی موجودات اس کے دل میں گھر کر سکے یعنی اس صوفی کو اپنا نفس اور اپنی ذات محبوب ہوتی ہے اور دنیا کی مخلوقات جس کو وہ بظاہر چاہتا ہے صرف مقصود بالواسطہ ہوتی ہے اور در حقیقت اس کا قبلۂ محبت نفس ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ مان لیں کہ بیوی بچوں کا تعلق نفس سے منقطع ہو جائے یا اپنے نفس سے محبت نہ رہے تو یہ رشتۂ محبت آپ ہی ٹوٹ جائے گا"۔ (مکتوبات امام غزالی)

اسی اصول کی بنا پر عارف کامل حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان جو پردہ یا حجاب حائل ہے وہ بندے کا اپنا نفس ہے"

بَددَماغ ـــــ بیدماغ

بَددماغ (ف) بفتح دال۔ مذکر ۱۔ مغرور۔ چڑچڑا ۲۔ نازک دماغ۔

تو نکہتِ چمن سے نہ ہو بددماغ اگر
پہنچائیں عرش پر ابھی اپنا دماغ باغ (رشک)

فارسیوں نے مذکورہ معنوں میں دال کے زبر کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اب ہماری زبان پر عربی دماغ کے معنی میں اس محل پر بکسر دال نہیں ہے۔ ٹکسالی زبان کے

پرکھنے والوں نے دَماغ کو بفتح دال ہی فصیح لکھا ہے۔

خورشید اس چمن کا اگر شب چراغ ہو
پھر کیا عجب جو عرش پر اُس کا دَماغ ہو
(خورشید بدر۔ نیر کاکوروی)

بے دماغ۔ (عربی میں دِماغ بکسر دال ہے جس کے معنی سر کا بھیجا) مذکر، مغزِ سر، دماغ کا گودا۔ اہلِ فارس نے بفتح دال کرکے اپنایا، اور معنی بھی بدل دیئے۔ اب زبانوں پر بفتح دال ہی ہے اور نیچے دیئے ہوئے معنوں میں بولتے ہیں ۱۔ خواہش ۲۔ غرور۔ گھمنڈ ۳۔ کنایۃً بے وقوف۔

یاں تک ہیں بے دماغ نہ بولیں گے منہ سے وہ
دے گا جواب نامہ نکیرین کو جواب
(ذوق)

بے مغزی کی مثال:۔

"بُوا ان کی تو کچھ پوچھو ہی مت۔ لاکھ بار کہا کہ بُری صحبت میں نہ بیٹھا کرو، خراب عادتیں زہر ہیں زہر۔ لیکن عجیب بے دماغ ہیں کسی ڈھب مانتے ہی نہیں جیسے چکنا گھڑا، بوند پڑی اور پھسل گئی"۔ (افسانہ نادر جہاں)

بَدَن ـــ بدن

بَدَن۔ (س۔ میں وَدَن) مذکر، ۱۔ دہانہ۔ مکھڑا۔ ہندی میں انگ۔ سارا بدن۔ جسم)۔ ۱۔ فارسیوں نے پورے جسم کو سر سمیت بدن کہا ہے۔ ۳۔ اردو میں بے اضافت بولتے ہیں اور کنایۃً شرم والی چیز۔ اندام نہانی کے معنی میں بھی زبانوں پر ہے۔ خصوصاً بیگمات لکھنؤ بدن کا استعمال اندامِ نہانی کے معنی میں

کرتی ہیں ؎

لبوں سے ملے لب دہن سے دہن
دلوں سے ملے دل بدن سے بدن (مثنوی میر حسن)

۴ سینے اور چھاتی کی جگہ بھی عورتوں کی بول چال میں ہے ؎

جُھک جُھک کے بدن چُراتی آئیں
رُک رُک کے قدم بڑھاتی آئیں (گلزار نسیم)

چاندنی بن گئی کُرتی جو نہا کر پہنی
گاج کے پھول ہوئے اُن کے بدن میں ہتاب (برق)

۵ اُردو میں پورے جسم کو بھی بدن کہتے ہیں ؎

"جس طرح لنگڑے لُولے میں روح ہوتی ہے لیکن بدن میں عیب ہوتا ہے۔" (چراغ سخن)

دل لے گیا ہے میرا وہ سیم تن چُرا کر
شرما کے جو چلے ہیں سارا بدن چُرا کر (مصحفی)

جلن کی انتہا میں کیا بتاؤں ہجر دلبر میں
لہو کا نام ہے اور آگ دوڑی ہے بدن بھر میں (شوق قدوائی)

بَدَن ۔ (عربی میں تن) مذکر ۱ وہ حصہ جسم کا جو سر سے الگ ۔ پورا دھڑ بے سر کے ۲ عضو کے معنی میں بھی ہے ۳ چھوٹی زرہ :۔ اس کی جمع اَبدان ہے

یہ وہ خوشی ہو کہ فربہ ہوں جس سے روز بروز
ہلال بستۂ نہم کی طرح بدن کے حقیر (ذوق)

بِدھ ــــ بُدھ

بِدھ - (س - ودھ سرواو) مذکر، ۱؎ چندرما ۲؎ برہما جی کا نام -
ہندی میں آیا تو بِدھ ہو گیا اور مرد سے عورت - یعنی مذکر سے مؤنث۔
۱؎ ضابطہ - قانون ۲؎ جوڑ - میزان -

ع:- لیکن غضب ہے بِدھ نہیں ملتی حسلب کی (آزاد)

۳؎ وہ منتر جس میں کسی رسم کا حکم دیا گیا ہو ۴؎ خشکی ۵؎ اچھے ستاروں کا ملنا - (نجوم کی اصطلاح) (مجموعۂ لکچرز) میں نے بڑی کوشش کی کہ مذہب کے بارے میں سید احمد خاں کی بِدھ ملاؤں وہ نہ ملنا تھی پر نہ ملی۔

بُدھ (ہندی شدھ کے وزن پر) مذکر ۱؎ سات دنوں میں سے ایک دن - فارسی کا چہارشنبہ - ہندی کا بُدھ وار اور اردو کا صرف بُدھ برابر ہے

نہ شُدھ بُدھ کی لی نہ منگل کی لی
بکل شہر سے راہ جنگل کی لی

۲؎ جوتشیوں کی اصطلاح میں عطارد کو بُدھ بولتے ہیں ۳؎ سمجھ، تمیز ۴؎ آئین ۵؎ گیانی - خدا رسیدہ ۶؎ مہاتما بُدھ کا لقب - ملاحظہ فرمائیے زیر - زبر - پیش کے اِدھر سے اُدھر کر دینے میں کیسے کیسے پھول کھلے ہیں -

بَرات ــــ بَرات

بَرات - (س - وَرْیاترا नरयात्रा) وَر بمعنی شوہر - پتی اور یاترا

بمعنی آتا ہے۔ اُردو میں تحیات کے وزن پر کرلیا۔ مؤنث ۱؎ بیاہ۔ جیسے آج تو اُس کی برات ہے اور کل ولیمہ ۲؎ بیاہ شادی کا جلوس ؎

خوشی میں بھرے مومن و منات
احاطے میں رضواں کے اُتری برات (محسن)

جب آئی وہ دولھن کے گھر پر برات
کہوں واں کے عالم کی کیا تم سے بات (سحر البیان)

۳؎ بھیڑ۔ جماؤ ؎

شہید ناز کا تابوت اُٹھا تو فرمایا
برات جاتی ہے کس کی ذرا خبر لینا (امیر)

۴؎ گنجفے کی ایک بازی کا نام۔ یہ برات بے اضافت ہی بول چال میں ہے اور اور فارسی کے برات کے معنوں میں بھی فرق ہے اور پرشیئن میں برات اضافت کے ساتھ بولتے ہیں۔ اردو میں بارات بھی زبانوں پر ہے۔

برات ۔ (ف ۔ بروزن قنات) مؤنث ۱؎ حکم نامہ ۔ فرمان ۔ (الحقوق والفرائض) آج کل کے مولوی اور واعظ بر خود غلط نماز روزے اور دوسروں کو پند و نصیحت کرنے ہی کو اپنے واسطے برات سمجھتے ہیں ۲؎ وہ تحریر جس کی رُو سے خزانے سے تنخواہ ملے (مجازاً ماہوار مشاہرہ) ؎

ہوا مُہر برات عفو سجدہ اپنے مومن کو
قدم رکھتا فلک پر ہو کر سر رکھتا زمیں پر ہے (مومن)

نوکر ہیں ہم قدیم سے غنچہ دہاں کے
گنجینہ ہائے غیب پر اپنی برات ہے (منیرؔ)

فارسی کی برات بھی ہندی اور اُردو کی برات کی طرح زنانی ہے (مونث) لیکن اس کا استعمال اضافت کے ساتھ ہے جیسے شبِ برات۔ یوم برات۔ براتِ عاشقاں برشاخِ آہو۔ یہ نازک فرق ہے فارسی اور اُردو کی برات میں۔ عربی میں برات کے الف پر ہمزہ کا اضافہ کرکے برأت بمعنی چھٹکارا علیحدگی بھی بول چال میں ہے۔

بَرّاق ـــــ بُراق

بَرّاق۔ (عربی صفت۔) چونکہ صفت ہے اس لیے موصوف کی تذکیر و تانیث کے لحاظ سے بول چال میں ہے ۱ چمکیلا۔ نورانی۔ جیسے وہ بَرّاق سے ہر طرف دشت و در۔ (رشکؔ) ع "دانت ہیں بَرّاق منھ کانِ ملاحت سربسر" ۲ تیز رَو۔ مثلاً وہ دوڑنے میں بَرّاق ہے ۳ ذہین۔ بڑی سوجھ بوجھ کا جیسے رفیع احمد قدوائی یا مولانا آزاد سیاست میں بَرّاق تھے۔ یہ برق یعنی بجلی سے بنا ہے۔

بُراق۔ عربی۔ اسم۔ مذکر ۱ وہ بہشتی گھوڑا (رفرف) جس پر ہمارے رسول اکرمؐ معراج کی رات کو سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ تک گئے

پونہچا جو بُراق تک ہے نامہ
دو ہاتھ اُچھل پڑا ہے خامہ (محسنؔ)

۲ اُردو میں وہ گھوڑا جس کو تعزیہ داری کے لیئے استعمال کرتے ہیں اور جس کا چہرہ آدمی کا اور بقیہ دھڑ گھوڑے کا بناتے ہیں ۳ بڑے بڑے والوں پلّی

بَرآمد ——— بَرآوُرد

بَرآمد - (ف - برآمدن - باہر آنا سے بنالیا ہے) نکاس باہر جانیوالی چیز - جیسے آفتاب برآمد ہوگیا - آپ حضور محلسرا سے برآمد ہونے والے ہیں - اُردو میں مؤنث ۱ خرچ - آمدنی (الحقوق والفرائض) "اسکی ماہوار آمدنی سے برآمد زیادہ ہے پھر روزمرہ کی گزران کیونکر ممکن ہوسکتی ہے"

۲ باہر نکلنا - ع :- یہ کہہ کے برآمد ہوئے گھر سے شہ ابرار (دبیر)

(یہاں تانیث کی قید نہیں ہے) ۳ وہ زمین جو دریا کے ہٹ جانے سے نکل آئے ۴ اُبھار مثلاً تمہاری ران میں یہ کیا چیز برآمد ہورہی ہے ۵ روانگی - مال کی نکاسی - جیسے امریکہ ہندوستان کو بیس ہزار ٹن گیہوں روزانہ برآمد کرتا ہے ۶ نمائش - دکھاوا - ع :-

"عجز کو طرز خوشامد کو برآمد سمجھی" (رشک)

بَرآوُرد - (فارسی میں واو پر زبر کے ساتھ یعنی برآوَرد) مؤنث ۱ حساب کا گوشوارہ - تنخواہ بانٹنے کا کاغذ - بِل - اُردو میں واو کے پیش کے ساتھ بولنے لگے اور اب بول چال میں اسی طرح ہے -

درآمد - (فارسی) باہر سے کسی چیز کا اندر آنا - جیسے امریکہ سے منوں اناج روزانہ برآمد ہو کر ہندوستان میں درآمد کیا جاتا ہے - یہ درآمدن سے بنالیا ہے

بُرہان ـــ دلیل

بُرہان - عربی - مؤنث، ۱ حُجت - واضح اور پکّی دلیل ۲ منطق کی اصطلاح میں ایک قیاس ہے جو یقینی مقدمات سے مرکب ہوتا ہے تاکہ نتیجہ نکل سکے۔

"ہر آدمی حیوان اور ہر حیوان جسم ہے، یہ ایک قیاس ہے جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہر انسان جسم ہے۔" (ذکاء اللہ)

دیکھیے بُرہان خاص اور پختہ دلیل جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو اور دلیل میں شک کا شائبہ بھی پایا جائے۔ یہ نازک فرق ہے دونوں میں۔

دلیل - (عربی - تکبیر کے وزن پر) مؤنث ۱ راستہ بتانے والا ۲ ثبوت - فارسیوں نے حجت اور بُرہان کے معنی میں استعمال کیا اور اس کی جمع اَدِلّہ بنائی ہے ۳ منطق کی اصطلاح میں کسی شے کا اس طرح پر ہونا کہ اُس کے جاننے سے ایک اور چیز کا جاننا لازم ہو جائے۔ مثلاً کسی مصنوعی شے کے علم سے اس کے صانع کے وجود کا علم ہوتا ہے۔ یا دھوپ اور دھوئیں کے ہونے سے آگ، اور سورج کے وجود کا علم ہوتا ہے

کیا منھ جو اپنے قول پر لاؤں کوئی دلیل
لیکن خطاب آپ کا ہے وارثِ خلیل (اوج)

بَرَہا ـــ بِرَہا

بَرَہا - (سنسکرت میں باری) ہندی اور اُردو میں بَرَہا - ب کے زبر کے ساتھ)

مذکر۔ ۱ے دیہات اور گاؤں کی وہ زمین جہاں بہت دُور پر مکان ہو۔ جہاں شاگرد پیشہ کی کوٹھریاں بھی ہوں، ۲ے کھیت ۳ے وہ نالی جس کے ذریعے سے کنُویں یا نہر کا پانی بڑا گڑھا بنا کر جمع کرتے اور پھر اس کو کاٹ کر ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں لے جاتے ہیں ۴ے موٹا رستا جس سے کنُویں سے پانی نکالتے ہیں۔ "یہاں ایک برَہا بنالو اور پانی ان دونوں کھیتوں میں بَت تک پہنچا دو" (مفید المزارعین)

برَہا۔ (ہندی بکسر اوّل) مذکر۔ ۱ے ہجر۔ فراق یا جدائی کے مضمون والا گیت۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ گیت خاص ہے دھوبیوں کے لئے۔ ایسا نہیں ہے۔ جیسے۔ برَہا کے ماری میں تو مر گئی رے۔

برّیت —— رہائی

برّیت۔ (عربی) مؤنث۔ اس میں مقدمہ کا فیصلہ ضروری ہے اور مجرم کا بے گناہ یا بے جرم ثابت ہونا بعد ثبوت اور بری ہونا ہوتا ہے یعنی ملزم یا مجرم کے خلاف ثبوت کا نہ ہونا اُس کو صاف چھوڑ دا دیتا ہے۔ مثلاً ملزم رام رتن کو ثبوت کے بعد عدالت نے برّیت کا حکم دے دیا۔ نجات۔ آزادی بے جرم ہونا۔

رہائی۔ (ف) مؤنث۔ بکسر اوّل ۱ے ملزم یا مجرم کو اس وجہ سے چھوڑ دینا کہ ابھی جرم ثابت کرنے کے لئے حاکم کے پاس ثبوت کافی نہیں ہے۔ جیسے شیخ عبداللہ کی نظر بندی اور رہائی کا معاملہ ہے۔ ۲ے خلاصی۔ نجات ہے (میر)

عجب کیا ہے جو یاران چمن ہم کو نہ پہچانیں   رہائی اتفاق اپنی پڑی ہوا ایک مدت میں

بَس ـــــــ بِس

بَس - (س) اس کے معانی شکست - زور - اور قابو کے ہیں

رُوح ہے نام اُس وجودِ پاک کا
جس کے لئے بس میں ہو یہ قالب خاک کا (نظر سوہانی)

دل ہدف اور وہاں تیر بھی چٹکی میں نہیں
بَس کے ناوک ہیں وہ بے پَر کی اُڑا دیتے ہیں (ریاض)

ایک لاطینی بَس ہے جو اُمنی بیوس کا مخفف ہے - اور اس کے معنی عامیانہ ہوائی جہاز کے ہیں - انگریزی میں صرف بَس کو بفتح اوّل بولتے ہیں اور بجلی، پٹرول، یا ڈیزل آئیل سے چلنے والی بڑی گاڑی جس میں بہت سے مسافر بیٹھیں بول چال میں استعمال کرنے لگے - جیسے ہردوئی جانے والی بس سویرے کے بجے جاتی ہے - اب یہ بس ہماری زبان کے لفظ ہیں جن میں ذرا سا ایر پھیر کرکے ہم نے انکو اپنا لیا -

بَس (ف، بفتح یا بستن، باندھنا - روکنا سے اَمر کا صیغہ) ۱ - رُکو - چُپ رہو -

کافی ہے اسی قدر بیان بس
بس اے مری طبع نکتہ داں بس (محسن)

۲ - خوب - بہت سا - کثرت سے - ع :-

”خوب سا دیکھ لیا آپ کو بس دیکھ لیا“ (سحر)

۳ - موقوف کرو -

مجھ گنہگار پہ اس درجہ نزولِ رحمت
بَس کر اے داورِ محشر کہ حجاب آتا ہے

بِس بکسر اوّل اُردو میں زہر۔ سَم کے معنوں میں بولتے ہیں ؎
آنکھیں ملا کے اُس سے اُمّیدِ زندگی کیا
اے شوق اپنے حق میں بِس اب تو بُو چکے ہم (شوق قدوائی)

آپ نے دیکھا یہ نازک فرق ہے تینوں بَسوں میں جو بفتح با ہماری زبانوں پر ہے۔

بصَارت ـــ بصیرت

بصَارت۔ (عربی۔ بفتح اوّل۔ بَصَر۔ دیکھنے کی قوت) مؤنث ۱۔ جاننا۔ بینائی۔ آنکھ کی روشنی۔

"اور خدا نے اُن کی بصیرت کی آنکھیں ایسی روشن کی تھیں کہ بصارت کے محتاج نہ تھے"۔ (آبِ حیات)

ملاحظہ کیا آپ نے بصارت اور بصیرت میں کیا فرق ہے۔

بصیرت (عربی) مؤنث ۱۔ ذکاوت ۲۔ دقتِ نظر ۳۔ شعور ۴۔ احساس ۵۔ دیکھنا ۶۔ دل کی آنکھ سے دیکھنا ۷۔ غور، ۸۔ قابلیت ۹۔ گواہ ۱۰۔ معلومات۔ (اجتہاد) مزید بصیرت کے لیے ہماری کتاب "الحقوق والفرائض" دیکھو (معنی نمبر ۱۱ کے لیے) ؎

صبحِ سعادت، نورِ ارادت، تن بہ ریاضت، دل بہ تمنّا
جلوۂ قدرت، عالمِ وحدت، چشمِ بصیرت، محوِ تماشا (ذوق)

یہاں معنی نمبر ۶ کے واسطے استعمال ہوا ہے۔ معنی نمبر ۳۔۴ کے لیے (الحقوق والفرائض) خدا ورسول کو جاننے کے واسطے بصیرت درکار ہے اور وہ ہم میں اب نہیں رہی۔"

بَن — بِن

بَن (س۔ وَن۔ بروزن مَن۔ ہندی میں بَن بفتح یا آ ہو گیا) مذکر۔ جنگل بیابان، میدان ؎

خاک اُڑائی میں نے کیا طرزِ جنون قیس کی
شہ جہان آباد سارا انجد کا بن ہو گیا (مومن)

کس طرح بَن میں آنکھوں کے تارے کو بھیجدوں
جوگی بنا کے راج دُلارے کو بھیجدوں (چکبست)

سنسکرت میں ایسا جنگل جس میں درخت ہی درخت ہوں اور سب قدرتی طور پر پھولتے پھلتے ہوں۔ مثلاً ڈھاک کا بَن یہی ہے؟ فارسی میں روئی کا جنگل ۲ وہ مقام جہاں دوب اُگی ہو۔ مرغزار۔ بُن (عربی ب کے پیش کے ساتھ) مذکر ۱ قہوہ۔ کافی ؎

رقیب روسیاہ کو بُن پلایا
مجھے بن آگ کے تو نے جلایا (مظفر)

فارسی والوں نے اس کو زنانہ لباس پہنادیا اور جڑ حد وانتہا کے معانی میں بولنے لگے مثلاً (غالب مرحوم کا مصرعہ :- "کرے ہے ہر بُن مو کام چشم بینا کا"۔

بِن - (س - بنا - اُردو میں الف گرا کر بنا لیا) صفت ۱۔ بغیر - سوا

ع :- بِن تیرے اے شعلہ رُو آتشکدہ تن ہو گیا (مومن)

اہلِ فارس بِن کی جگہ بدون بولنے لگے - عربی میں ابن - بیٹا کا مخفف ہو گیا - لیکن اس کو بیچ میں لا کر بولتے ہیں - جیسے حضرت علی بن ابی طالب - محمد بن حنفیہ - ملاحظہ فرمایا آپ نے دوسری زبانوں کے الفاظ کس طرح ذرا ذرا سا اُلٹ پھیر کر کے ہماری زبان میں آئے اور اُن کے معانی میں کس قدر فرق ہو گیا -

بھلا ـــــ ہاں

بھلا - (س میں بھاد - ہندی اور اُردو میں بھلا صفت اور متعلق فعل) ۱۔ اچھا - جیسے بھلے کی باتیں رس کی کھان ۲۔ بُرے کی ضد - جیسے بُرے کی باتیں دُکھ ندھان -

جس میں ہو بدنامیوں کی انتہا
ایسے جینے سے تو مرجانا بھلا (نظر سوہانوی)

۳۔ جو چیز دیکھنے میں اچھی - دلچسپ ہو -

"اری زبیدہ! دیکھ تو تجھ پر یہ کامدار ٹوپی کیسی بھلی لگ رہی ہے" - (افسانۂ نادر جہاں)

۴۔ اچھا کے تابع ہو کر جیسے اچھا بھلا کھیل رہا تھا ٹھوکر کھائی گر پڑا - ۵۔ کسی کو تنبیہ کرنے کے واسطے -

لگائی زلف کو شانے نے جو اُنگلی پکارا دل
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بے ادب آیا (ذوق)

۶ انوکھا۔ نرالا۔ مثلاً تم نے یہ بھلا سا نام لیا ہے۔ عمدہ اور نفیس ؎

ہے یہ بندہ ہی بے وفا صاحب
غیر اور تم بھلے بھلا صاحب (مومن)

۸ حسنِ کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے ؎

ترا خیال نہ جاتا صنم جو تیرے ساتھ
تو ہم لحد میں بھلا کس سے گفتگو کرتے

۹ شریف۔ پاکدامن۔

"محمودہ! دیکھو، تو احسن آرا کو کچھ نہ کہا کرو وہ بڑی بھلی لڑکی ہے
سب کو دیکھ کر خود ہی کام کرنے لگے گی"۔ (مراۃ العروس)

ملاحظہ فرمایا آپ نے "بھلا" اور "ہاں" کا امتیازی فرق۔ بھلا اس وقت کہتے ہیں جب مخاطب پاس ہوتا ہے اور دور کے لیئے ہاں۔ اور بھلا بھلی، اور بھلے تین طرح بولتے ہیں۔

ہاں

(ف میں تنبیہ کے لیے بولتے ہیں) نون غنہ سے ۱ ہوشیار اور خبردار۔

ہاں! وہ نہیں خدا پرست جاؤ وہ بے وفا سہی
جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں (غالب)

۲ کسی کام کی جلدی یا حکم کے موقع پر جواب کا کلمہ ہے۔

"اکبری نے ماما عظمت سے کہا ہاں بوا یہ کام تم کو ابھی کرنا ہوگا"۔

(بنات النعش)

۳ ضرور۔ ٹھیک۔ "ہاں میاں حرفا میوڑی اس خانقہ کشی کا مزا تم کیا جانو"۔
(احمق الذین)

ان معنوں میں (مذکر) ہی زبانوں پر ہے لئے (مؤنث) اقرار کے لیئے ؎

وعدۂ وصل سے انکار کرے ہے وہ ظفر
منہ سے اُس بُت کے خدا جانے کہ کب ہاں ہوگی — ظفر

۵ بیشک تکرار کے ساتھ۔

ع:۔ ہاں ہاں ہمیں نے بات میں پہلو نکالے ہیں — (نیّر کاکوروی)

۶ پکارنے کے لیئے ؎

کاندھے پہ سپر، بر میں زرہ، ہاتھ میں تلوار
فرماتے تھے ہاں غازیو! ہر سمت سے ہُشیار — (انیس)

۷ البتہ کی جگہ ؎

یہ چھیڑ ہے کیا ضبطِ فغاں ہو نہیں سکتا
ہاں کہہ تو دیا آپ سے ہاں ہو نہیں سکتا — (داغ)

۸ طنزاً۔ (دوسری ہاں)

اُن کی پاپوش کو غرض تھی ہاں
جو مجھے بھیجتیں خبر کو یہاں — (جان صاحب)

۹ سوال کے موقع پر کیوں ؟ کی جگہ۔ ع:۔

تو بولے ہاں ابھی امکان باقی ہو لڑائی کا — (امیر)

دہلی میں یہاں کی جگہ ہاں بولتے ہیں۔

بھیس [۱] بدلنا۔ بھیس [۲] کرنا۔ بھیس [۳] لینا

بھیس [۱] بدلنا قطع اور وضع کا تبدیل کرنا۔ دوسرا روپ اختیار کرنا ؎

یہ سمجھی بنا دے کا کچھ بھیس ہے
لگا کہنے جوگی جی آدیس ہے (سحرالبیان)

آیا جو غیر لطف بہت دیر تک رہا
بدلا تھا بھیس میں نے ترے پاسبان کا (ریاض)

بھیس بدلنا۔ بھیس بنانا اور بھیس کرنا میں بہ ظاہر فرق نہیں ہے صرف لاحقے بدلے ہوئے ہیں۔ لیکن بھیس لینا اور ان مذکورہ بھیسوں میں ضرور نازک فرق ہو گیا ہے جو سخن فہم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

بھیس[۲] کرنا۔ اور بھیس بنانا ہم معنی ہیں سے[۱] روپ بھرنا ؎

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں (غالب)

جوگیا بھیس کیے چرخ لگائے ہو بھبھوت
یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمبل (محسن)

بھیس[۳] لینا۔ ایسا روپ دھارنا جس میں صورتاً فرق ہو تو ہو لیکن سیرتاً عادات و خصائل اور مزاج وغیرہ میں تقریباً یکسانیت ہو جیسا اس شعر سے واضح ہوتا ہے ؎

تیرا کرم جو دہر میں جلوہ نما ہوا
انسان کا بھیس لے کے وہی مصطفےٰ ہوا

یعنی ہُو بہ ہُو اللہ نے اپنے رسول کو جو انسان تھے لیکن رُوپ میں اُسی کے تھے۔

بی بی ــــــ بی بی جی

بی بی - ف - خطاب کا کلمہ جو عورتوں سے خطاب کے وقت کہتے ہیں مثلاً کیوں بی بی اب کیا کہتی ہو۔ ۲ عزت والی عورت ۳ ترکی زبان میں بجائے بیگم اور خانم سے

کہا گر کسی نے کہ بی بی چلو
تو اُٹھنا اُسے کہہ کے ہاں جی چلو (سحرالبیان)

۴ محترم و مقدس خواتین کے ناموں کے پہلے یا بعد میں یہ کلمہ لگاتے ہیں۔ جیسے حضرت بی بی فاطمہؓ ، حضرت آسیہ بی بی۔ اور کبھی صرف بی بی بولتے ہیں۔

وصف میں بی بی کے بچّوں کے جو دو مصرعے لکھے
ہو گیا پُر نور وہ مطلع مرے دیوان کا (جان صاحب)

۵ بیٹی اور لڑکی کو پیار میں کہتے ہیں۔ ع

بی بی کہو محمل میں چڑھا جائیگا کیونکر (انیس)

(حضرت حسینؑ نے کربلا جاتے وقت اپنی بیمار صاحبزادی حضرت صغرا سے کہا تھا) ۶ بڑی بوڑھی عورت کے لیئے مثلاً حضرت بی بی رابعۂ بصریہ۔ اس کا مخفف بی ہے مثلاً (جان صاحب) "یہ بی ہمسائی نے سکھائی بات"۔

بی بی جی - ہندی میں جب نوکرانی یا کہارن گھر کی مالکن کو خطاب کرتی ہو تو کہتی ہے "بی بی جی" (اُردو) ۲ عزت والی عورتوں کیلیے

خطاب کا کلمہ۔ اس جگہ بی بی صاحب بھی زبانوں پر ہے ۳ دولھا کی بڑی بہن۔ رانی جی کی جگہ دولھن کو بھی ہندی میں کہتے ہیں (فرہنگ آصفیہ) جی عزت و افتخار کا کلمہ ہے جیسے جواہر لال جی۔ پنڈت جی۔

بے بَس ــــ بے کس

بے بَس۔ فارسی۔ صفت ۱ کمزور۔ بے سکت۔ مجبور ؎

دل کے ہاتھوں کچھ پیش چلتی نہیں
کیسے بے بس ہو گئے اللہ ہم (داغ)

بے کس۔ فارسی۔ صفت ۱ اکیلا ۲ عاجز۔ فقیر ؎

ٹھہر جائے کبھی دم بھر یہ مجھ بیکس کی تربت پر
ترے چلتے ہوئے نقشِ قدم سے ہو نہیں سکتا (ریاض)

بَیت ــ بَیت

بیت۔ عربی۔ مذکر ۱ گھر۔ بھون ؎

سر پا تک اپنے شعلے کی طرح تھرا گئی
شمع کو جب شب مرا بیتِ حزن یاد آگیا (ناسخ)

اسکی جمع بیوت ہے۔ ہندی میں بکسر اول بید ایک طرح کی لچکیلی لکڑی

بیت۔ (عربی۔ بفتح اول) مؤنث ۱ شاعروں کی اصطلاح میں وہ دو ملے ہوئے مصرعے جن کا وزن ایک ہو۔

"اسی بیت کو لے لو کس قدر باریک اور پیچیدہ مضمون ہے اُس کو اس صفائی سے ادا کرتے ہیں گویا شربت کا گھونٹ تھا کہ کانوں کے رستے سے پلا دیا" (آب حیات)

اسکی جمع اَبیات ہے ؎

اے مصحفی مشکل ہے غزل ایک سی کہنا
ایک بیت کبھی اچھی بھی ہو جاتی ہو دس میں

بیم —— رِجا

بیم ۔ فارسی، ۱؎ اندیشہ ۔ ڈر ۔ خوف ؎

پُل سے ہوا عبور جو ہے راہِ مستقیم
کھنچی جس کے ایک سرے اُمید اک سرے پہ بیم (ظریف)

خوفِ خدا بشارتِ حق اور اُمید و بیم
پانی کی جو کمی ہوئی دل ہو گئے دو نیم (نیر کاکوروی)

رِجاء ۔ (عربی میں بفتح اوّل اور آخر میں ہمزہ ہے رَجاء) فارسی میں بکسر اوّل کر کے ہمزہ کو الگ کر دیا رِجا کر لیا ۔ ۱؎ اُمید ۔ بھروسہ ۔ آس ۔

بے مُراد —— نامُراد

بے مُراد ۔ فارسی ۔ بے مدد، بے مطلب، ۱؎ بے مصرف ۔ غالب نے

اسکی وضاحت یوں کی ہے "جس کا صفحۂ ضمیر مدعا سے سادہ ہو۔"

۲ بے غرض جیسے ان باتوں سے تو آپ بے مراد ثابت ہو رہے ہیں اس لئے آپ پر تو کوئی الزام آ ہی نہیں سکتا۔

نامُراد۔ ف ۱ بدنصیب ۲ وہ آدمی جس کی مراد کم پوری ہو۔ ایسا شخص جو اپنے مقصد میں کم فتحیاب ہو ؎

میں بدنصیب وہ محبوبِ شوق ہوں فانی
جو نامراد جیے اور اُمیدوار رہے (فانی)

؎ پ ؎

پاپا ــــــ پاپا

پاپا۔ اردو۔ مذکر، ۱ گھُن۔ کیڑے کی ایک قسم جو اناج میں لگ جاتا ہے مثلاً باجی! کیا بتاؤں گیہوں کی بکھاری میں پاپا لگ گیا سارے کا سارا اناج خراب ہوگیا۔

پاپا۔ مذکر، یہ لفظ لاطینی۔ فرنچ۔ اٹلی۔ جرمنی اور انگریزی پوپ کے اُونچے درجے کے پادری کے لیئے بولا جاتا ہے۔ خاص کر رُوم کے لارڈ پادری کو پاپائے اعظم کہتے ہیں۔ ۲ انگریزی میں عام طور پر باپ کو بچے پاپا کہتے ہیں۔ اب یہ لفظ ہماری زبان میں مغرب زدہ طبقہ زیادہ بولتا ہے جو بدیسی زبان کو پسند نہیں کرتا اور شُدھ ہندی کا دلدادہ ہے۔

پار ـــــ پار

پار - (اُردو و صفت) ۱ ایک طرف سے دوسری طرف ۲ دریا یا سمندر کا کنارہ ۳ حد ؎

ساقی رہے خیال یہ کوئی نہ کہہ سکے
ہے آسمان اور سمندر کے پار کا (ریاض)

پار - فارسی - صفت ۱ بیتا ہوا سال - گزرا زمانہ (سنسکرت میں پر اور پار کے معنی حد اور انتہا کے ہیں) اہل فارس نے اسی سے پار سال بنا لیا -

پاس ـــــ لحاظ

پاس - صفت ۱ نزدیک - قریب ؎

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا (مومن)

۲ اپنے ہاتھ میں - اپنے قبضے میں -

ہوتے کے بہن اور بھائی ہیں ان ہوتے کی جوئے
تلسی رُوپیا پاس کو سب سے نیکو ہوئے (تلسی داس)

۳ (انگ) کامیاب فیل کی ضد ؎

زمانہ طالب العلمی کا جب افکار میں گزرے
تو کہیے پاس ہو جانے کی آخر کون صورت ہے (ظریف)

۲۔ راہ سے گزرنا۔ مثلاً کلکتہ میل کانپور سے کب پاس ہوگا۔ ۳۔ کسی جلسے۔ نمائش۔ سینما وغیرہ میں داخلے کا اجازت نامہ۔ جیسے محرم کی روشنی دیکھنے کے لئے شاہ نجف میں پاس کی ضرورت ہے۔ (فارسی) مذکر ۱۔ پہر۔ دن رات چوبیس گھنٹوں کا ۸/۱ حصہ۔ ۲۔ دیکھ بھال۔ انتظار۔ طرف داری، رو رعایت۔ مثلاً امریکہ نے اسرائیل کا پاس کیا۔ ۳۔ خیال ؎ (داغ)

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

(یہ ہماری زبان کی خوبی ہے کہ تین زبانوں کے "پاس" کو اس انداز سے اپنایا کہ سب اپنے پاس ہوگئے) ملاحظہ فرمایا کہ پاس اور لحاظ میں کیا نازک فرق ہے جو نکتہ شناسوں نے اپنی زبان میں پیدا کر دیا۔

لحاظ۔ (عربی میں بفتح اول) ۱۔ انتظار کرنا ۲۔ گوشۂ چشم سے دیکھنا ۳۔ بکسر اول۔ ایک دوسرے کو دیکھنا ۴۔ مشاہدہ کرنا ۵۔ آنکھ کا کونہ۔ گوشۂ چشم۔ فارسی والے بکسر اول ہی بولتے ہیں اور ہماری زبان پر بھی بکسر اول ہی ہے ۶۔ خیال۔ توجہ ؎

نہیں ہے میری یہ ملک بھر کی ترجمانی ہے
لحاظ اس کا رہے جیشکٹوں کی یہ نشانی ہے (نیر کاکوروی)

۲۔ شرم و حیا۔ ؎

کہنا پڑا درست کہ اتنا رہے لحاظ
ہر چند وصلِ غیر کا انکار ہے غلط

۳۔ پاسداری۔ مروت ؎

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا

جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا (داغ)

۴ پرہیز۔ "تم کو نزلے بخار میں ٹھنڈی چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔" (افسانۂ نادر جہاں)

پاس پورٹ ــــــ ویزا

پاس پورٹ (انگ) مذکر، ۱ پروانۂ راہ داری ۲ وہ حکم نامہ جو کسی کو ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے واسطے وہاں کی سرکار سے ملے۔ مثلاً تم اپنے پاس پورٹ کو نیا کروالو نہیں تو بیکار ہو جائیگا۔ فارسی میں "پاس پرت" (جہاز سے سفر کرنے کے لیے پروانہ) بجائے پاس پورٹ ہے۔ اس کی مزید تحقیق کے واسطے نور اللغات کے نئے ایڈیشن کا راستہ دیکھیے۔ بہر حال پاس۔ پرمٹ اور ویزا ہماری زبان کے ٹکسالی سکّے ہو گئے جن کو اب ہم سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور لُطف یہ ہے کہ یہ سب بدیسی ہیں۔

ویزا۔ (انگ) مذکر، ۱ وہ سرکاری کاغذ جو اسکی تصدیق کرے کہ فلاں آدمی کو ہندوستان یا کسی ملک سے ایران۔ پاکستان وغیرہ جانے کی ایک خاص مدت کے لیے اجازت دی جاتی ہے ۲ فارم یا پروانۂ راہ داری فارسی میں ویزا کردن مذکورہ معنی میں بولتے ہیں۔ نقش بدیع میں ویزہ کردن کے معنی "پروانۂ راہ داری پر دستخط کرنا۔ اس امر کی تصدیق کے لیے کہ وہ جانچ لیا گیا اور ٹھیک ہے۔" ہماری زبان پر ہائے ہوز کی بجائے الف کے ساتھ ہی (ویزا کی مزید چھان بین کے لیئے نور اللغات کے نئے ایڈیشن کا انتظار کیجیے۔

پَتّا پچّ ــ تعصُّب

پَتّا پچّ۔ مؤنث (سنسکرت میں پکش ۱ـــ طرف۔ حصّہ ۲ــ چاندنی کے اعتبار سے مہینے کے دو حصّے) مثلاً چاندنی کا زمانہ جو اُلا (روشن) اُجالا پاکھ اندھیری کا زمانہ اندھیرا پاکھ۔ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ۔ پکش سے پاکھ بنایا اور پھر اُس سے ایک الگ لفظ بنالیا۔ پچّ جس کے معنی بھی الگ ہو گئے۔ اب پچّ کے معنی ہوئے ۱ــ طرفداری اور حمایت کے۔ (الحقوق والفرائض) "مولویوں کی تو کچھ نہ کہو انھوں نے تو ایک دوسرے کی پچّ میں مذہب اسلام میں طرح طرح کے رخنے ڈالے اور آئے دن فساد کھڑے کرتے رہتے ہیں" ۲ــ سخن پروری۔ بات کی لاج رکھنا۔

ع:۔ پچّ آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے (غالب)

تعصُّب (عربی میں عصب مادّہ ہے۔ مذکر ۱ــ طرفداری۔ حمایت۔ بول چال میں خاص کر مذہبی پاسداری کو تعصّب کہتے ہیں۔

"تعصّب، فی نفسہ بُری خصلت نہیں۔ جب آدمی سچے دل سے اپنے تئیں برسرِ حق سمجھتا ہے تو اُس کی طرفداری اور حمایت کیوں نہ کرے، مگر یہ بدنام ہوا لوگوں کے طرزِ عمل سے کہ طرفداری میں حدِّ اعتدال سے بڑھ جاتے اور دوسرے کی تذلیل کے درپے ہوتے ہیں"۔ (اجتہاد)

ع:۔ جس کو مذہب کہتے ہیں حیلہ تعصّب کا ہے وہ (نیر کاکوروی)

"بول چال میں خاص کر مذہب کی طرفداری اور حمایت کو

تعصّب کہتے ہیں۔ یہ فی نفسہ بُری خصلت نہیں"۔ الحقوق والفرائض)

پھیرانا ـــــــ پھیرنا

پھیرانا۔ پھرنا مصدر کا متعدّی ۱ گھمانا ۲ چکر دینا ۳ ساتھ لیئے پھرنا۔ جب پھرنے والی چیز کے لیئے کہنا مقصود ہو ؎

دکھلا کے لبِ خشک سکینہ نہ رُلاؤ
ہر بار نہ ہونٹوں پہ زباں اپنی پھراؤ (انیس)

۴ مُڑکر دیکھنا وغیرہ ؎

جنوں مجھے پھرا رہا ہو شوق اب برہنہ تن
کبھی پہن لیا تھا کچھ یہ اُس کا انتقام ہے (شوق قدوائی)

اتفاق سے انیس ہی کے دونوں شعروں سے دونوں کا فرق ظاہر ہو رہا ہے۔

پھیرنا۔ پھرنا کا متعدّی ۱ موڑنا۔ گشت کرانا ؎

منہ پھیر کر چلے ہو اجی پھر کے دیکھ لو
اک ناتواں کا جاتا ہے جی پھر کے دیکھ لو (مصحفی)

۲ لوٹانا ؎ جب کہا دل پھیر دو بولے کہ دل پہلو میں ہے
میں نے اُنکی ضد سے سینہ کاٹ کر دکھلا دیا (مومن)

۳ رُخ بدلنا۔ جیسے ذرا منہ پھیر کر ادھر دیکھو ۴ گھوڑے کو ادھر اُدھر آگے پیچھے موڑنا۔ مثلاً میں نے ادھر آتے آتے اپنے گھوڑے کو اُدھر پھیر دیا۔ ۵ زبان بدلنا وغیرہ وغیرہ۔ جب کسی چیز کو ایک طرف سے دوسری طرف ٹل

تعصب کہتے ہیں۔ یہ فی نفسہ بُری خصلت نہیں"۔ الحقوق والفرائض)

پھیرانا ——— پھیرنا

پھیرانا۔ پھرنا مصدر کا متعدی ۱؎ گھمانا ۲؎ چکر دینا ۳؎ ساتھ لیئے پھرنا۔
جب پھرنے والی چیز کے لیئے کہنا مقصود ہو ؎

دکھلا کے لبِ خشک سکینہ نہ رُلاؤ
ہر بار نہ ہونٹوں پہ زباں اپنی پھراؤ (انیس)

۴؎ مڑکر دیکھنا وغیرہ ؎

جنوں مجھے پھرا رہا ہو شوق اب برہنہ تن
کبھی پہن لیا تھا کچھ یہ اُس کا انتقام ہے (شوق قدوائی)

اتفاق سے انیس ہی کے دونوں شعروں سے دونوں کا فرق ظاہر ہو رہا ہے۔

پھیرنا۔ پھرنا کا متعدی ۱؎ موڑنا۔ گشت کرانا ؎

منھ پھیر کر چلے ہو اجی پھر کے دیکھ لو
اک ناتواں کا جا نا ہے جی پھر کے دیکھ لو (مصحفی)

۲؎ لوٹانا ؎ جب کہا دل پھیر دو بولے کہ دل پہلو میں ہے
میں نے اُنکی ضد سے سینہ کاٹ کر دکھلا دیا (مومن)

۳؎ رُخ بدلنا۔ جیسے ذرا منھ پھیر کر ادھر دیکھو ۴؎ گھوڑے کو ادھر اُدھر آگے پیچھے موڑنا۔ مثلاً میں نے اِدھر آتے آتے اپنے گھوڑے کو اُدھر پھیر دیا۔
۵؎ زبان بدلنا وغیرہ وغیرہ۔ جب کسی چیز کو ایک طرف سے دوسری طرف ٹل

کرنا مقصود ہو۔

شور اُس وقت یہی تھا کہ دلیرو نکلو
نیزہ بازی کرو رہواروں کو پھیرو نکلو (انیس)

(ت)

تالیف ___ تصنیف

تالیف ۔ عربی ۱ کسی کے خیالات کو اپنے رنگ میں ظاہر کرنا ۲ ایک چیز کو دوسری چیز کے موافق ترتیب سے بنانا یا لکھنا۔ مثلاً فرہنگ آصفیہ کے تالیف کرنے والے سید احمد دہلوی ہیں ۳ ربط دینا ۴ باہم دوستی کرنا۔

نامۂ شوق نے دکھلائی ہے تالیف قلوب
خط ہمارا ہوا تعویذ ترے بازو کا (عاشق)

۵ اُلفت پیدا کرنا۔ "ہم کو کیا غرض ہے کہ منھ پھوڑ کر اُن کو کافر کہیں اور تالیف کے عوض اُن کو نفرت دلائیں۔

تصنیف ۔ عربی ۱ اپنے دل و دماغ سے کوئی بات۔ یا چیز پیدا کرنا۔ جیسے صنم خانۂ عشق" حضرت امیر مینائی کی تصنیف ہے آجکل اس فرق کو لوگ کم سامنے رکھتے ہیں حالانکہ اس سے زبان کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

تان ___ تان

تان (سنسکرت میں تَن ۔ ہندی میں تان) ۱ تاننا کا امر (فن موسیقی کی

۴ خواب کی تعبیر ۵ شرعی حیلہ۔ اُردو میں عام طور پر معنی نمبر ۱ - ۵ - میں زبانوں پر ہے۔ مثلاً " نواب صاحب نے چاندی کے خاصدان سے گلوری نکال کر گاؤ پر رکھ دی، پھر اس کو اپنے منھ میں رکھ لیا۔ اس کرنے میں شرعی تاویل یہ کی کہ باوجودیکہ گلوری چاندی کے خاصدان میں تھی جس کا کھانا شرعاً جائز نہیں ہے لیکن گاؤ تکیہ پر اس کے رکھنے اور پھر اس پر سے اُٹھا کر کھا لینے میں شرعی نقص نہیں رہا اور یوں اس کا کھانا جائز ہو گیا۔ (نذیر احمد کی کہانی)

رح :- کوئی تاویل بن نہیں آتی ۔ معنی نمبر ۴ کے لیئے (سورہ یوسف "ھٰذَا تَأْوِیْلُ رُؤْیَایَ" یہ تعبیر ہے میرے خواب کی۔

تعبیر (عربی۔غیر مادّہ) مؤنث ۱ بیان کرنا مثلاً فَاعْتَبِرُوْا بس بیان کرو ۲ خواب کی تعبیر دینا عَبَرَ الرُّؤیا۔ عبت ۳ ظاہر کرنا ۴ دل کی بات بتانا۔ اُردو میں معنی نمبر ۲ کے لیئے استعمال کرتے ہیں ۵ شاد عظیم آبادی :-

ڈھونڈھو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

خواب کی تعبیر بیان کرنا یا دینا، یا یہ بیان کرنا کہ اس خواب کا نتیجہ یہ کیا ہوگا۔

جو تم نے مے پلائی غیر کو شب خواب میں دیکھا
دل اپنا ہو گیا اس خواب کی تعبیر سے پانی (مصحفی)

تفسیر (معرب۔مؤنث۔اس کی جمع تفاسیر) ۱ تاویل ۲ پردہ ہٹانا ۳ وضاحت کرنا۔ اُردو میں معنی کی تشریح اور وضاحت سے بیان

کرنے کی جگہ زبانوں پر ہے ع :-

لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت (نامعلوم)

بیضاوی ُصبح کا بیاں ہے
تفسیرِ کتابِ آسماں ہے (محسن)

"تمہارا یہ کلام تفسیر کا محتاج ہے" (الحقوق والفرائض)

تب — اَب ۔ تپ

تب ۔ سنسکرت میں تدا ہے۔ ظرف زماں ۱ اس کے بعد (رویائے صادقہ) "اجی مولوی صاحب آپ جا تو رہے ہیں اور وہ کہیں آ گئے تب کیا ہوگا" ۲ اس حالت میں ۔ ؎

تب سر جھکا کے کہنے لگا فاطمہ کا لال
دشمنوں کو اس مہینے کی کھل جائیگا یہ چال (انیس)

۳ شرط کی جزا تو ل جگہ بولا جاتا ہے اور حرف شرط جب لاتے ہیں مثلاً جب تم محنت نہیں کرو گے تب فیل ہو گے۔ جب کی ضد ؎

بچ جائیں گے گر موت سے لے جائیو بھائی
مختار ہو جب چاہیو تب آئیو بھائی (دبیر)

اَب ۔ تپ (سنسکرت میں اِدا ہے۔ اَے ۔ اِس ۔ وا ۔ سمے ۔ وقت اُردو میں اب بولنے لگے ۱ اِس وقت ؎

نسیم اب آئی ہے شمعِ مزارِ گُل کرنے
وہ تپ کے آنے سے پہلے ہی بُجھ چکی ہو گی (ریاض)

۲۔ اسی دم۔

"بھائی حکیم اب اجازت دیجیے۔ کل سویرے ملوں گا، گھر میں مزاج درست نہیں ہے" (توبۃ النصوح)

تپ (سنسکرت) ۱۔ ہندوؤں کے یہاں دھونی رما کر دھیان دینا۔ یا کرنا ۲۔ تپسیا۔ پوجا۔ (فارسی میں تاب کا مخفف تَب اور تپیدن گرم ہونا سے تپ بنا لیا) مؤنث ۱۔ بخار۔ گرمی۔ ؎

گرمیِ عشق جگر سوز غضب ہوتی ہے
آگ لگ جاتی ہے بستر کو جو شب ہوتی ہے (بحر)

بخار کے معنی میں اہلِ فارس جیسے صاحب مویدبے سے لکھنا اچھا نہیں سمجھتے بلکہ اضطراب، بے قراری اور گرمی قلب کے تپ بولتے ہیں ؎

تپ کی سوزش سے مرے چہرے کی سُرخی دیکھنا
کچھ تمھیں خوشرو نہیں یہ بھی طرح داروں میں ہے (شوق قدوائی)

تَبَرّا ـــــــــ تَوَلّا

تَبَرّا ۔ (عربی ۔ برأ) کسی چیز سے نفرت کرنا یا بیزار ہونا۔ (المنجد)
تَبَرّأَ مِنَ الذَّنْبِ۔ "گناہ سے بیزار ہونا"۔ فارسیوں نے الف کے اوپر جو ہمزہ ہے اس کو نکال دیا۔ اور مثل تَوَلّا اسم صفت مذکر بولنے لگے۔

اُردو میں۔ اسم صفت۔ بے ہمزہ ۱ نفرت۔ بیزاری۔ بُرے الفاظ
گالی۔ گلوچ ۲ لعن طعن کے معنی میں زبانوں پر ہے۔ یعنی مذکورہ الفاظ جو
کسی مخالف کے واسطے بطورِ لعنت و ملامت کہے جائیں ؎

اے ذوق نہ کر نور میں آمیزشِ ظلمت
کیا کام تبرّے کو محبت میں علیؑ کی (ذوق)

"تولّا اور تبرّا کے یہ معنی ایران کی ایجاد ہے"۔ (آبِ حیات)
مگر اہلِ راز اور تصنیفات سے یہی ثابت ہے کہ اُن کا مذہب شیعہ تھا اور
اور لطف یہ تھا کہ ظہور اُس کا جوشِ محبت میں تھا نہ کہ تبرّا اور تکرار میں؟

تولّا۔ (عربی۔ تَوَلّی۔ تَوَلّیاً۔ وَلِی مادّہ) کسی بات کی ذمہ داری لینا۔
۱ کام کے لیے مستعد ہونا۔ (المنجد)
(فارسیوں نے ی کو الف سے بدلا اور تولّا بنالیا) اسم صفت۔
مذکر ۱ حکومت کرنا ۲ محبت کرنا۔ رکھنا ؎

دین و دُنیا سے تبرّا مثلِ ناسخ ہے مجھے
بس دلا کافی تولّا ہے نبی کی آل کا (ناسخ)

تبرّا کی ضد، اُردو میں عام طور پر محبت کرنا یا رکھنا کے معنوں میں زبانوں پر
ہے۔ تولّائی اسی سے بنالیا۔ ایسے لوگ (شیعہ) جو پنجتن پاک اور اماموں کی
محبت میں دیگر محترم ہستیوں کی پروا نہ کریں۔ تبرّائی کی ضد۔

تبسُّم ــــ ضِحک ــــ قہقہہ

تبسُّم۔ (عربی) ۱ مسکرانا ۲ ایسی ہنسی جو صرف ہونٹوں تک آئے اور

اُس سے ہونٹ نہ کھُلیں ؂

چھپا کے پھولوں میں منھ صبا کے جو مُسکرائے سحر کلی ہے
تبسّم اس گُل کا یاد کر کے عجب ہوئی دل کو بے کلی ہے (ذوقؔ)

۳۔ زیرِ لب ہنسنا۔ آہستہ آہستہ ہنسنا جس سے ہونٹ نہ کھُلیں ؂

خوں ہوئے لعل جو خنداں گُلِ خوش رنگ ہوئے
دانت شمشیرِ تبسّم کے لیے سنگ ہوئے (امیرؔ)

۴۔ کنایۃً کلی کا کھلنا ؂

کہا ذکرِ تبسّم نبی ہے
گُل کی گُلشن میں جو ہنسی ہے (محسنؔ)

ملاحظہ فرمایا یہ فرق ہے تبسّم۔ ضحک اور قہقہے میں۔

ضحک۔ (عربی) مذ۔ بفتحِ اوّل (سَمِعَ یَسْمَعُ) ضَحِکَ۔ یَضْحَکُ۔ ضَحِکًا، ضِحْکًا و ضَحِکًا و ضِحِکًا ۔ ۱۔ ہنسنا۔ اس طرح کہ دانت نکل آئیں یعنی زور سے ہنسنا ۲۔ چمکنا ۳۔ ظاہر ہونا۔ یہاں جو فرق تبسم اور ضحک میں ہے وہ معنی نمبر ایک سے ظاہر ہے اور اُردو میں اسی معنی نمبر ایک کے لیے بولا جاتا ہے۔ مذاق اُڑانے کی جگہ تضحیک اُردو میں بولتے ہیں۔

اللہ کے کلام میں ہے فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا "تفسیر ماجدی" تو سلیمان اس کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے"۔

اُردو میں مونث ہی بولتے ہیں اور بجز اوّل و دوم زیادہ زبانوں پر ہے۔

قہقہہ ۔ عربی۔ مذکر ۱۔ کھِلکھِلا کر ہنسنا۔ زور سے ہنسنا کہ منھ پوری طرح کھُل جائے

اور منہ سے آواز بھی نکلے۔ ٹھٹھا۔

ایک نقال نے اس وقت جو کی نقل عجیب
قہقہہ مار کے چلمن میں ہنسا تب وہ حبیب۔ (امیر)

تحقیق ــــ تدقیق

تحقیق ۔عربی (حق مادہ ۔سچائی ۔یقین ۔ہوشیاری وغیرہ) ۔اہل منطق والوں کی اصطلاح میں کسی مسئلے کو دلیل سے ثابت کرنا۔ یا کسی ایسی کارروائی کو جس میں غور و فکر کے ساتھ دریافت کرکے فیصلہ کیا جائے ۔اس کا درجہ تفتیش کے بعد ہے کیونکہ تفتیش کے بعد تحقیق کا نمبر آیا کرتا ہے ؎

گماں جس پہ جائے وہ تحقیق ہو
تصور میں آئے وہ تصدیق ہو (محسن کاکوروی)

تدقیق ۔عربی (اس کا مادہ دق ہے) باریک ۔تھوڑا۔ اسی سے دقیقۃ المعانی معنوں کی باریکی بنایا ہے ۲ منطق کی اصطلاح دلیل کو دلیل سے ثابت کرنا (اجتہاد) دیکھو نا فیثا غورث نے اس مسئلے کو کیسی تدقیق و تحقیق سے ثابت کرکے دکھایا ہے جس سے ذرنی چیز کا ہوا کے دباؤ سے نیچے کی طرف بسرعت آنا بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے۔

تحویل ــ تصدیق ــ تفتیش

تحویل ۔ عربی ۔ مؤنث ۱ ماہیت کا تبدیل کردینا ؎

جو انسان کے قالب میں ترا نور ظہور
برجِ خاکی میں ہے خورشیدِ فلک کی تحویل (ذوق)

۲۔ لوٹنا۔ پھرنا۔ حوالے کرنا۔ پاس ہونا۔ جیسے ذرا دیکھنا تمھاری تحویل میں اب کتنی رقم ہے؟

تصدیق (عربی۔ مادہ صدق) سچا سمجھنا۔ صحیح خیال کرنا ۲۔ اہل منطق کی اصطلاح میں چند تصوّرات کے ساتھ حکم ہونے کا نام تصدیق ہے۔ مثلاً مُلّا دو پیازہ فاضل ہے۔ اس کا استعمال کرنا ہونا کے ساتھ ہے ۳۔ مؤنث۔ سچائی۔ یقین۔ کسی بات کی درست ہونے کی تائید۔ جیسے میں اس امر کی تصدیق کرتا ہوں۔

تفتیش۔ عربی۔ مؤنث ۱۔ ابتدائی پوچھ گچھ۔ جیسے اس معاملے میں پہلے پولیس تفتیش کرے گی، پھر مقدمہ قائم کرے گی۔

تخرجہ ـــــ تعمیہ

تخرجہ۔ (عربی۔ خرج مادہ ہے) ۱ نکالنا ۲۔ تاریخ گویوں کی اصطلاح میں جب مادہ تاریخ میں کچھ عددوں کی زیادتی ہو تو اُس کے ٹھیک کرنے کے لیے اُس میں سے کچھ حرف نکال دیے جائیں تاکہ اس کمی سے وہ تاریخ درست ہو جائے۔

ہاں مُفتِ دلِ بے رحم چو فرمود سروش
سر برآورد ز دستش از زُبُر و بَیِّنہا

خط کشیدہ الفاظ کے بعد سب لفظوں کے اعداد کا جوڑ ۱۲۷۷ ہے (اس میں سے نَز = ۷ اور بَ والفَ = ۳ = ۱۰ عدد نکال دیئے ۱۲۷۷ - ۱۰ = ۱۲۶۷ھ ہے اور یہ مادۂ تاریخ تخرجہ کہلایا۔

اِکائی کے عدد کم کرکے کہہ دو
وجیہہ الدین خیدر کی ہے تُربت (ریاض)

آخری مصرعہ کے عدد ۱۳۵۷ھ میں سے سات اِکائی کے عدد کم کردیئے اس لیئے ۱۳۵۷ - ۷ = ۱۳۵۰ھ اور یہی تخرجہ ہے۔

تعمیہ (عربی۔ اس کا مادہ عمی ہے) ۱۔ چھپانا ۲۔ تاریخ کہنے والوں کی اصطلاح میں ایسا مادۂ تاریخ جس کے ہر حرف۔ لفظ یا فقرے میں کمی کو اضافہ کرکے پورا کیا جائے۔

گفت کہ آں شاہوارِ گوہر وحدت محیط
وصلِ خدا در نظر داشتہ خود را گزاشت (محسن)

اس میں "وصلِ خدا اور نظر" کے عدد ۲۰۸۵ ہیں "خود را کے عدد ۸۱۱ نکالے یعنی تخرجہ کیا تو ۱۲۷۴ رہے اب مصرعہ اوّل کے وحدت کو ایک عدد کا اشارہ مان کر ۱۲۷۴ = میں جوڑ دیا (۱۲۷۴ + ۱) ۱۲۷۵ ہجری آیا یہ تعمیہ ہوا۔ یہ تاریخ وصال حضرت شاہ تراب علی قلندر کی جس میں تعمیہ اور تخرجہ دونوں ہیں اور یہی فرق ہے دونوں میں جس کو آج کل ہم مشکل سے جانتے ہیں۔

ترتیب ——— ترطیب

ترتیب - (عربی۔ مادہ رتب) ۱۔ بے حرکت کھڑا ہونا ۲۔ درجہ پر رکھنا۔

۳، اُردو میں قرینے سے سلسلہ وار رکھنا ۴ انتظام کرنا ۵ صف بندی۔ درجہ بدرجہ۔ ایک سلسلے سے ؎

رُوشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع پے دُود
جس کی تربیت کو جبریل امیں ہیں موجود
گو نہ ہو شجرِ طوبےٰ کا بقدرِ مقصود
پانی لیں چشمۂ کوثر سے مگر پڑھ کے درود
صورتِ دیدۂ موسیٰ ہو پُر انوار کھرل
شمع سے طورِ معلّیٰ کی اُڑائیں کاجل (محسن کاکوروی)

معنی نمبر ۳ کے لیئے ؎

بگڑی ترے آتے ہی ترتیب بزم کی
حشر میں ہنگامہ بپا ہوگیا (ریاض)

ترطیب

(عربی) ۱ ترکرنا۔ بھگونا۔ تری لانا ؎

سیر اغیار کے باغوں کی کیا کرتے ہیں
رُوز ترطیب دماغوں کی کیا کرتے ہیں (امیر)

دیکھنے اور ہمارے پڑھنے میں لفظاً ترتیب اور ترطیب دونوں ہی ایک ہیں لیکن معنوں میں کتنا فرق ہے اور اسی طرح استعمال میں بھی۔

ترغیب ـــــــ اِغوا

ترغیب

(عربی) ۱ رغبت دلانا ۲ کسی کام پر آمادہ کرنا ۳ شوق یا لالچ دلانا ــــ "شیطان نے آدمؑ کو بذریعۂ حق ترغیب دلائی

کہ وہ شجرِ ممنوعہ کا پھل کھا لیں"۔ (ترجمان القرآن)

"مولوی صاحب! آپ سچ بولنے کی ترغیب دلائیں اور جھوٹ سے بچنے کی، کیونکہ جھوٹ ہی بُرائی کی جڑ ہے"۔ (اجتہاد)

(اچھے اور بُرے کاموں کی طرف مائل کرنے کے موقع پر بولتے ہیں)

اِغوا۔ (عربی۔ الف اوّل کے زیر کے ساتھ) ۱۔ شہ دینا۔ اُبھارنا، اُکسانا۔

یاد آئی مجھے ناصح کی زباں کی تیزی
دیکھ اِغوائے رقیباں سے نہ تلوار لگا (مومن)

۲۔ التجا ۳۔ اصرار ۴۔ قحبہ عورتوں کا خریداروں کو رِجھانا ۵۔ بھگانا۔

اردو میں اب معنی نمبر ۵ ہی کے واسطے زبانوں پر ہے۔

تربیت ــــ تعلیم

تربیت۔ عربی۔ مؤنث ۱۔ پرورش ۲۔ آدب سکھانا ۳۔ اخلاص اور تہذیب کی تعلیم دینا۔ مثلاً آج کل کے لڑکے تربیت نہ ہونے کی وجہ سے کاواک ہوتے جاتے ہیں۔

تعلیم عربی، مؤنث ۱۔ کسی کو کچھ بتانا یا سکھانا۔ فارسی میں کچھ سیکھنا کے معنیٰ میں بولتے ہیں ۲۔ جانوروں کو سدھانا۔ سیدھا کرنا۔ ۳۔ گانے اور ناچنے کا فن سکھانا۔ ۴۔ تلقین و ہدایت کرنا۔ وہ باتیں جو گُرو اپنے چیلے کو سکھائے، جیسے تمھارے گُرو نے تم کو یہی تعلیم دی ہے؟

ترکیب ــــــ تدبیر

ترکیب - (عربی - رکب مادہ) مؤنث ۱؎ کئی چیزوں کو ملا کر بنانا۔ مرکب کرنا ؎

روشنائی کی یہ ترکیب ہو شمع بے دُود   جس کی ترکیب کو جبریل ایں میں موجود

گو مدہے شجرۂ طوبےٰ کا بقدرِ مقصود

پانی لیں چشمۂ کوثر سے مگر پڑھ کے درود   محسنؔ

یہ کاجل بنانے کی ترکیب ہے ۲؎ بناوٹ، تناسب۔ جیسے حکیم صاحب جو نسخہ لکھتے ہیں اس میں اجزاء کی ترکیب کا بھی لحاظ رکھتے ہیں ۳؎ ارکان۔ مثلاً (الحقوق و الفرائض) صحیح نماز ادا کرنے کی ترکیب بھی ہے جو یہاں بتائی گئی۔ ہمارے یہاں ڈھنگ۔ ڈھب اور طور طریقے کے معنی بھی وضع کر لیئے گئے۔ اس معنی میں بھی زبان پر ہے۔ مثلاً اس جھگڑے کو طے کرنے کی آخر کیا ترکیب ہے ؎

ترکیب جلانے کی پیارے یار کروں گا   تصویر تری لاؤں گا اور سامنے تیرے

چھاتی سے لگاؤں گا اُسے پیار کروں گا   (نامعلوم)

تدبیر (عربی - دبر مادہ) مؤنث ۱؎ کسی کام کے سرانجام کو سوچنا۔ نتیجے یا انجام پر سوچ بچار کرنا۔ اُردو میں تدبیر کی جگہ غور بھی حسن بھی مناسب موقع پر بولتی ہیں ۲؎ تدارک اور انتظام کی جگہ۔ مثلاً اب تین بجے دن کو ان کے کھانے کی کیا تدبیر کروں ۳؎ جوڑ توڑ ۴؎ ہوشیاری ۵؎ احتیاط

۶۔ مصلحت اندیشی ۷۔ کفایت شعاری ۸۔ جماعتی تنظیم ۹۔ علاج۔ چارہ؎

دوڑی جاتی ہے گھٹا سوئے چمن بادہ کشو
پردۂ غیب سے ہونے لگی تدبیر بہار (یاس)

اُن میں بھی ایسے تھے جو تھے تیرے منکر صاف صاف
ہم میں بھی ایسے ہیں جن کو تکیہ ہے تدبیر کا (نیر کاکوروی)

تسلیم ——— رضا

تسلیم ۔ (عربی (۱۔ سونپنا ۲۔ گردن رکھنا ۳۔ راضی ہونا ۴۔ فرمانبردار ہونا وغیرہ۔ جیسے سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے) اُردو میں

۱۔ السلام علیکم کی جگہ۔ مؤنث۔

"آزاد تسلیمیں بجا لائے اور ایک جگہ قرینے سے بیٹھ گئے" (فسانۂ آزاد)

۲۔ ماننا۔ قبول کرنا؎

اُسے تسلیم کر کے قید میں حبسِ دوام میں جاؤں گا
عزیزوں پر گراں گزرے گی یہ میری پریشانی (شوق قدوائی)

۳۔ سپرد کرنا ۔ (غالب۔ ع) "اے شوق! ہاں اجازت تسلیم ہوش ہے"۔
تسلیم کا اطلاق عام طور پر انسان کے ان فعلوں پر ہوتا ہے جو انسان کے مقابلے میں ہوں اور تسلیم عموماً مجبوری نہیں ہوتی۔ یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ اگر کسی کو کسی وجہ سے خوب ستایا جائے یا مارا پیٹا جائے اور وہ مجبور ہو کر اس غرض کیلئے ہاں کر دے

تو اس کو تسلیم کہا جائے نہیں بلکہ اس جگہ راضی کا لفظ بولتے ہیں اور تسلیم بعد نزولِ قضا ہوتی ہے اور تفویض قبل نزول قضا۔ تسلیم کی جگہ اُردو میں آداب اور بندگی بھی بولتے ہیں۔

رِضا۔ (عربی۔ بکسرِ اوّل) ۱۔ خوشنودی۔ بفتحِ اوّل خوش ہونا۔ (اہلِ فارس اجازت کے معنی میں بھی بولتے ہیں) مؤنث ۱۔ خوشی ۲۔ اجازت، رضامندی — "بیوی کو اپنے شوہر کی رضا و رغبت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے"۔ (الحقوق والفرائض)

اُمید کا سودا نہ خلش بیم کی ہے
حاصل دولت رضا و تسلیم کی ہے (شوق قدوائی)

چونکہ رضا کا اطلاق اُن انسانی افعال پر ہے جو اللہ کے مقابلہ میں ہوں اور مجبوری کا پہلو لئے ہوئے ہوں۔

"اللہ تو مالک و مختار ہے ہر حال میں راضی برضا ہوں" (الحقوق والفرائض)

غور کریں کس قدر اہم اور نازک فرق ہے تسلیم اور رضا میں۔

تشبیہ ——— اِستعارہ

تشبیہ۔ (عربی۔ شبہ مادہ) مؤنث ۱۔ مانند۔ مثل۔ نقل ۲۔ معانی و بیان کی اصطلاح میں کسی لفظ سے کسی مشابہت و مماثلت کے سبب دوسرے معنی لینا جو ہو بہو ویسے ہی ہوں۔

ع: — کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے (انیس)

چونکہ شیر کی بہادری مشہور ہے اور اُس کے دھاڑنے سے جنگل کانپ جاتا ہے انیسؔ نے حضرت عباس کی شجاعت اور اُن کی آواز کو شیر سے تشبیہ دی جسے تشبیہ دیتے ہیں اُس کو مُشبّہ بہٖ اور جس بات میں تشبیہ دیتے ہیں اُس کو معانی و بیان کی زبان میں وجہ شبہ کہتے ہیں۔

ناکامیوں میں تم نے جو تشبیہ مجھ سے دی
شیریں کو درد تلخیِ فرہاد آ گیا (مومنؔ)

غور فرمائیے تشبیہ ہمیشہ اعلیٰ سے دی جاتی ہے۔ شاعر کا مطلب یہاں یہ ہے کہ وہ ناکامیوں میں اپنے فرہاد سے (جو شیریں کے عشق میں مبتلا تھا) بھی افضل سمجھتا ہے اس میں مومنؔ مُشبّہ بہٖ ہوا اور فرہاد مُشبّہ اور ناکامیاں وجہ شبہ ہیں، کس قدر اہم اور نازک فرق ہے تشبیہ و استعارے میں۔

اِستعارہ (عربی۔ بکسر اوّل و سوم) مذکر ۱ رعایت طلب کرنا، مانگنا ۲ کسی چیز کو مانگ لینا۔ قواعد میں اضافت مجازی کو بھی استعارہ کہتے ہیں۔ مثلاً قدم ذکر ہے ۳ معانی و بیان کی زبان میں اصلی معنی کے سوا کسی لفظ کو دوسرے معنی میں استعمال کرنا۔ اس میں مجازی اور حقیقی معنوں کے درمیان تشبیہ کا تعلق ہوتا ہے ؎

آتشِ گُل کا دُھواں بامِ فلک تک پہنچا
جم گیا منزلِ خورشید کی چھت میں کاجل

اس شعر میں آتش (آگ) گُل (گلاب کا پھول) گلاب کے پھول کی سُرخی نے آگ کی رنگت مستعار لی ہے یعنی آتشِ گُل سے استعارہ کیا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے

تشبیہ اور استعارہ کا فرق یہ ہوا کہ تشبیہ تو ہو بہ ہو نقل ہوتی ہے یا لفظی اور معنوی مشابہت اور مماثلت۔ استعارے میں حقیقی معنی کا لباس مانگ کر مجازی معنی کو پہناتے ہیں۔ استعارے کی کئی قسمیں ہیں۔

تصویر ـــــ نقشہ۔ خاکہ

تصویر۔ (عربی۔ بروزن تعریف۔ صور مادّہ) مؤنث۔ مصدر ہے باب تفعیل سے لیکن ہماری زبان میں اسم مفعول کی جگہ اکثر استعمال میں ہے

۱ صورت بنانا، روپ دھارنا ۲ شبیہ۔ نقش ؎

یہ خوب دل دہی ہے کہ خط کے جواب میں
تصویر بھیج دی دلِ خانہ خراب کی
(نیر کاکوروی)

تو کھینچے گا اُس کی تصویر مانی
تو نے کہی اور میں نے مانی
(امیر مینائی)

۳ صفت۔ بڑی اچھی۔ خوب صورت ؎

تصویر بے مثال ہے چہرہ حضور کا
نقشہ جما ہوا ہے یہاں شمع طور کا
(نیر کاکوروی)

واہ کیا شکلیں ہیں قابل ہیں یہ تصویروں کے
دیکھو نکلی ہے زرچہ سائے میں شمشیروں کے
(امیر مینائی)

۴ بُت۔ ساکت۔ چُپ سے

نکلے تھے منہ چھپائے ہوئے گھر سے غیر کے
تصویر بن گئے جو میرا سامنا ہوا (ریاضؔ)

نقشہ۔ خاکہ

(ت) مذکر ۱ تصویر۔ شبیہ۔ رُوپ سے

یاد آتا ہے جس وقت وہ پیارا نقشہ
رُوتا ہوں گلے سے تری تصویر لگاکر (مصحفیؔ)

۲ چہرے کی بناوٹ۔ ڈیل ڈول۔

کھینچ لے تصویرِ رُخ یہ منہ نہیں بہزاد کا
رنگ فق ہوجائے گا نقشہ تمہارا دیکھ کر (صباؔ)

۳ کج دھج۔ انداز سے

ڈوبا خدا کے رنگ میں قدِ مصطفےٰ کا ہے
تصویر ہے رسول کی نقشہ خدا کا ہے (نیرؔ کاکوروی)

۴ حُلیہ۔ خد و خال سے

صورت کا تری نقشہ بہزاد دیکھ کے بولا
یوسف کے حُسن سے بس تصویر یہ ملی ہے

۵ کسی بلڈنگ یا کسی کھیت یا ملک کا نقشہ جس کو اُوورسیر۔ نقشہ نویس بناتا ہو۔ مثلاً میری اس کوٹھی کا نقشہ ہادی صاحب کا بنایا ہوا ہے ۶ سانچہ۔ ڈھانچہ سے

لڑکے جواں ہوئے تو جواں پیر ہو چکے
کیا دیکھتا ہوں یاں کے تو نقشے بدل گئے (مصحفیؔ)

۸ طور۔ طریق۔ رنگ ڈھنگ سے ۵

نقشے ہیں یہ اب دیدۂ دیدار طلب کے
رہ جاتی ہے پلکوں میں نظر ضعف سے دب کے (داغ)

۸ فہرست۔ اسم نویسی۔ ناموں کا رجسٹر۔ مثلاً چالان کے نقشے۔ سال تمام کا نقشہ ۹ شطرنج کا چالوں کا نقشہ۔ وغیرہ وغیرہ فارسی میں تصویر اور نقشہ ایک معنی میں ہیں۔ اس سے ہٹ کر دونوں کے معنوں میں کس قدر فرق ہے۔ خاکہ۔ (ف) ڈھانچہ۔ تصویر کا عکس۔ نقشے کا عکس ۵

تپش دل کا اڑایا ہوا نقشہ بجلی
چشم پُرآب کا دھویا ہوا خاکہ بادل (محسن)

تقدیر ــــــــ تدبیر

تقدیر ۔ (عربی۔ اس کا مادّہ قدر ہے) مؤنث ۱۔ علم نحو کے جاننے والوں کے نزدیک کسی کلمے کا لفظوں سے حذف کر دینا لیکن نیت میں مراد ہونا ۲۔ علم کلام کے جاننے والوں کے نزدیک اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے ان کی تحدید کرنا ۳۔ اندازۂ خداوندی جس کو اس نے روزِ ازل سے ہر چیز کے لئے مقرر کر رکھا ہے ۵

کبھو عاشق کے ترے جبہ سے ناخن کا خراش
خطِ تقدیر کے مانند مٹایا نہ گیا (میر)

تقادیر جمع ہے ۴۔ لغوی معنی رزق کے حصے کر دینا ۵۔ اندازہ کرنا

غور سے کرتا ہوں جو میں اگلے لوگوں پر نظر
سا تھ اُن کے اور ہی کچھ ڈھنگ تھا تقدیر کا (نیر کاکوروی)

تدبیر (عربی) مؤنث ۔ اس کو ہم پہلے بھی کہیں لکھ آئے ہیں اور اب یہاں تقدیر کے ساتھ لکھ رہے ہیں ۱۔ اچھی طرح سوچنا ۲۔ کسی کام کی ابتدا اور انتہا پر غور کرنا ہ

جمع کیے خسرو نے ارکیں اور سب رائیں لیں
یعنی کیا تدبیر ہے جس سے سر اُٹھائے فتنہ (شوق قدوائی)

۳۔ خیال ۔ اندیشہ ۔ منصوبہ ۔ جیسے تمھاری یہ تدبیر کارگر نہ ہو گی ۴۔ کوشش ۔ ۵۔ تجویز ہ

خود نمونہ بن کے دنیا کو دکھا اے خود پسند
گر ارادہ ہے کسی اصلاح کی تدبیر کا (نیر کاکوروی)

۶۔ کسی کو زک دینے کا بندوبست کرنا ۔ مثلاً تم ہم کو نیچا دکھانے کی تدبیر سوچو لیکن اتنا سمجھ لو کہ وہ منصف ہمارے ساتھ ہے ۔ بہت ہی نازک فرق ہے تقدیر و تدبیر میں ۔ جو ہم نے بے سوچے بعض اوقات اپنی ناکامی پر تقدیر کو بُرا کہنے لگتے ہیں اور تدبیر نہیں کرتے ۔

تکان ــــــــ تھکن

تکان (ف) مؤنث ۔ ۱۔ تھکن ۔ اضمحلال ۔ سُستی ۔ کاہلی (ریل ۔ موٹر ۔ جہاز ۔ بیل گاڑی ۔ اِکّا ۔ بگھی ۔ سائیکل ۔ ہاتھی ۔ گھوڑے ۔ اونٹ وغیرہ ایسی سواریاں جو حرکت کریں ۔ اُن پر سوار ہونے سے جو خستگی ، سُستی

اور کاہلی پیدا ہو اُس کو شناورانِ سخن تکان کہتے ہیں

"دہلی سے لاہور آتے ہوئے اس بار مجھے بڑی تکان ہوئی اس کا سبب کچھ تو میری ماندگی اور کچھ سواری کی حرکت ناملائم ہے"۔ (مجموعہ لکچرز)

اب نہ بہلی پہ میں چڑھوں گی کبھی
کیا کہوں کس قدر تکان ہوئی (جان صاحب)

"تو پھر لوگوں نے ہریالی کو گھورنا شروع کیا مگر اس کا سنگار ہو گیا تھا باسی اور تمام شب کی بدخوابی اور زحمت کی تکان سے اس کا جوبن بھی نڈھال ہو رہا تھا" (محصنات)

۲۔ فارسی مصدر تکاندن کا حاصل مصدر اور امر کا صیغہ۔ ۳۔ ایڑ مارنا یا لگانا۔ ۴۔ برچھی یا نیزے کا جھٹکا ۵۔

کس قہر کا تھا وار کس آفت کی تکاں تھی
نے ہاتھ میں برچھا تھا نہ برچھی میں سناں تھی (انیس)

ایضاً

اونچا کیا دے دے تکاں اور لعیں کو
ازرق کی طرف پھینک دیا دشمنِ دیں کو (انیس)

پہلی تکان اعلانِ نون کے ساتھ اور دوسری نون غنہ کے ساتھ بولتے ہیں۔

تھکن — اُردو مؤنث۔ ۱۔ ماندگی۔ کاہلی۔ سستی۔ اس میں جو کاہلی اور تھکاوٹ ہوتی ہے وہ کسی حرکت کرنے والی چیز سے نہیں بلکہ پیدل چلنے اور زیادہ چلنے پھرنے سے ہوتی ہے۔

میاں خوجی نے قید سے جو رہائی پائی تو بیک بینی دو گوش نہر سویز کی سمت بھاگنا شروع کر دیا۔ جب شام ہوئی تو پہاڑ کے دامن میں ذرا کی ذرا سستانے کے لیئے دراز ہو گئے۔ ٹھنڈی ہوا جو لگی تھکن کے مارے چُور تھے ہی گھوڑے بیچ کر ایسے انٹا غفیل ہوئے کہ اپنی جان کا بھی خوف نہ رہا۔" (فسانۂ آزاد)

دن بھی ہے گرم دھوپ بھی ہے کڑی
راہ چلنے کی بھی تھکن ہے بڑی

دیکھیے کس قدر نازک فرق ہے دونوں میں۔

تمثیل ——— نظیر

تمثیل (عربی۔ مثل مادہ) مؤنث ۱۔ مثال دینا۔ تشبیہ دینا ۲۔ آمنے سامنے ہونا ؎

چاند میں دھبا ہو زردی ہو رُخِ خورشید میں
دھیان میں آتی نہیں تمثیل روئے یار کی (اختر)

۳۔ کسی چیز کا ذکر وضاحت و تشریح سے کرنا ؎

تو جو محرابِ عماری میں ہوا جلوہ نما
اُس کے دانتوں پہ یہ خرطوم سو جھی تمثیل (ذوق)

اس فرق کو سخن دان ہی خوب سمجھتے ہوں گے

نظیر (عربی۔ نظر مادہ۔ جمع نُظَرَاء) مؤنث ۱۔ برابر کا۔ مساوی ۲۔

(المنجد) نظیرۃ کے معنی ہیں فوج کا ہراول دستہ۔ فوج کا سردار۔ اسکی جمع نظائر بھی ہے۔ اُردو میں نظائر ہی جمع کی جگہ مستعمل ہے ۱ صفت ا مثل۔ برابر کا۔ مانند ؎

تیرا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقتِ خرام
نظر ہے دیدۂ زرقا کے بھی نہ اُس کا نظیر (ذوق)

ع :- نہ کوئی اُس کا مشابہ ہو نہ ہمسر نہ نظیر (محسن)

ع :- کہاں دو جہاں میں نظیر آپ کی (تسلیم)

(اُردو میں قانون کی اصطلاح) ۲ اس پر صرف تائیدی ثبوت ہوتا ہو جو اِس نوعیت کا ہو جس کے بارے میں بحث ہو رہی ہو نہ کہ اُس کے پیڑ یا چیلے یا کسی عزیز اور دوست کو۔

تُو ۔ تُو ۔ تَو

تُو ۔ واحد حاضر کی ضمیر ۱ ادنیٰ اور کم رتبے والے کے واسطے جب مخاطب کریں ؎

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تُو نے پی ہی نہیں (داغ)

یا

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تُو کیا ہے
تمھیں بتاؤ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے (غالب)

۲ محبوب کو مخاطب کرتے وقت ؎

بے وفا کہنے کی شکایت ہے
تو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا (مومن)

۳۔ اللہ کی یکتائی اور اُلوہیت جتانے کے موقع پر ؎

ذرّے کی تو چمک ہے تو قطرے کی آب ہے
جس دل میں تو نہیں ہو وہ خانہ خراب ہے (نیر کاکوروی)

۴۔ مؤنث۔ کتے کو بُلانے کے لیئے کہتے ہیں ؎

اے بھوجان تو کیا بیٹی ہے گرج خان کی
جان صاحب تجھے ہر وقت جو توٗ کرتے ہیں

تُو ۱۔ بے اظہار واوٗ (صرف تُو) حرف جزا اس کو ذیل کی مثالوں میں پیش کے ساتھ بولتے ہیں۔ مثلاً آؤ تو ؎

خُدا وہ دن تو لائے دیکھ لیں گے ہونٹ رکتے
ہنسی ہو کھیل ہے ہر بات ابھی تُو روز محشر کی (ریاض)

(آخری تُو) حرف شرط ۲۔ تب۔ بس کے معنوں میں (واوٗ کا اظہار اس جگہ بھی فصاحت کا خون کرتا ہے ؎

کسی کی یاد نے ٹھہرالیا جو دل کو تو کیا
کبھی تدارکِ بے تابیِ جگر نہ کیا (جلال)

۳۔ کبھی شرط و جزا میں ربط قائم رکھنے کے لیے ؎

ہر اک فکر تھی سنجیدہ ہر اک بات
پاکیزہ طبیعت تھی تو سلجھے ہوئے جذبات (چکبست)

۴۔ جواب میں زور اور اہتمام کے موقع پر ۔

زبانِ خنجرِ قاتل نے کیا کہا تجھ سے
دلِ شہید تو چپ کیوں ہو کچھ جواب تو دے (ذوق)

(اس میں دوسرا تو) ۵۔ ممکن ہونے کے محل کے اظہار کے لئے ۔

ع :۔ وہ آ کے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے (غالب)

۶۔ پہلے ٹکڑے کو کلام کے دوسرے ٹکڑے سے ملانے کے لئے :۔

" تو حضرت یہ کہیے آپ کو وہاں جانا منظور نہیں ہے"۔ (حاجی بغلول)

۷۔ جب بات چیت سے یہ اخذ کریں کہ اس کا نتیجہ کیا ہے تب یہ تو پس کی جگہ جملے میں آتا ہے جیسا کہ مثال سے واضح کیا گیا ۔

تو۔ ۱۔ بسا اوقات ۲۔ دراصل ۔ جب ایک بات دوسری بات پر موقوف نہ ہو اور کلام کو شرط و جزا کی صورت میں لائیں تب حرفِ جزا تو کو زبر سے بولیں گے ۔

" قاعدہ تو صرف لزوم علت و معلول ظاہر کرتا ہے کہ سبب پایا جائیگا تو اس کا نتیجہ لازمی ضرور ہو کر رہے گا سویرا ہو تو اور دیر ہو تو"۔ (اجتہاد)

۳۔ اس وقت ۔ پھر ۔

" آدمیت تو یہ چاہتی ہے کہ بھلا کچھ نہ ہو تو بھی کم سے کم ایک نعمت کے بدلے میں ایک شکر تو ہے" (الحقوق والفرائض) (دوسرا تو)

۴۔ حرفِ شرط "اگر" کے محذوف ہونے کے بعد ۔

چپ رہوں میں تو وہ خود ہی بولتا ہو چھیڑ کر
کچھ اُسے بھی اپنی باتوں کا مزا آنے لگا
(شوق قدوائی)

ٹ یقین اور تائید کے موقع پر حرفِ شرط اگر محذوف ہو سے

تو سہی ناک میں دم ہے وہ سُناؤں تم کو
شمع رُوا ایسا نکالوں کہ جلاؤں تم کو (امیرؔ)

غور فرمایا آپ نے کیا باریک فرق ہے تو۔ تُو اور تَو میں۔ اس تفریق سے زبان میں کس قدر وسعت پیدا ہوگئی۔ آج کل پڑھے لکھے زبر کے ساتھ تَو کا استعمال جانتے ہی نہیں۔ اگر کہیں پُرانے زبان کے رسیا بولتے سُنے جاتے ہیں تو نیا تعلیم یافتہ طبقہ ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیتا۔ وہ تو اپنی ڈاکٹری اور تحقیقاتی ڈگریوں کو معراجِ کمال سمجھتا ہے۔ سدا رہے نام اللہ کا۔

تُوتا۔ تُوتی ــــــ طوطی

تُوتا۔ تُوتی۔ اُردو مذکر۔ مؤنث۔ اس کی مادہ تُوتی ہے سے

میں اس چمن میں بند نہیں اب ہزار سے
تُوتی ہوں ایک ہند کی بحثوں ہزار سے (جان صاحب)

ہندوستان کا ایک مشہور پرندہ۔ عموماً چونچ لال اور بدن ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ فیروزی رنگ کا، اور رنگ برنگی بھی ہوتا ہے۔ جب اس کو پال کر سدھاتے ہیں تو وہ آدمیوں کی بولی بولنے لگتا ہے سے

واعظ تجھے بھی قُلقُلِ مینا سُنائیں گے
توتا ہم آج لائے ہیں کیسا بولتا ہوا (ریاضؔ)

اس کا املا ت۔ و۔ ت۔ آ۔ ہی سے ٹھیک ہے۔ کیونکہ ہندی میں ط

کہاں اور یہ ہند کی پیداوار ہے۔ یہ خیال درست نہیں ہے کہ طوطی سے طوطا بنالیا۔ طوطی کی ہی سے دھوکا دینا ٹھیک نہیں ہے۔ تُوتا بندوق اور تفنگ کا بھی ہے۔ توڑے دار بندوق کا (کسی زمانے میں رواج تھا) لوہے کا وہ آلہ جس میں کپڑے یا روئی کی موٹی بتّی رکھتے اور بارود بھر کر اس میں آگ لگا دیتے ہیں ؎

بد اصل کو کیا نام خدا کوئی بتائے
بندوق کا تُوتا نہ کہے حق اللہ (ذوق)

"تُوتا فوقانی بواو مجہول زدہ فوقانی دوم بالف کشیدہ۔ طائریست مشہور کہ اکثر برنگ سبز و بعض برنگ گوناگوں و خوشگو نقال است۔ فارسی توتی" (نفس اللغۃ)

طوطی (عربی۔ المنجد میں توت عربی میں شہتوت کے معنی میں اس کا درخت یا پھل) صراح و فرہنگ انندراج تود یا توث کہتا ہے نفس اللغۃ میں توت کو فارسی بتایا ہے۔ فارسی کے لغت میں توتی کا معرب طوطی ہو یہ طے ہے کہ یہ چڑیا مذکر ہی بولی جاتی ہے۔ یہ ایک چھوٹی چڑیا گوتے کے برابر ہوتی ہے۔ بڑی خوش آواز اور فارس میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ شہوت یا توت بھی وہیں کی پیداوار ہے اُسی موسم میں زیادہ دکھائی دیتی ہے

"جانورے باشد برابر گنجشک و رحنہ۔ ورنگ کہ در اوائل فصل گرما آید و خوش آواز بود فارسی سعا و مرغ سحوال و سب او یر" (نفس اللغۃ)

اور توت کی بڑی شوقین ہے۔ اس لئے گمان غالب ہے کہ ـــــ

اہلِ فارس نے توت میں یائے نسبتی لگائی اور توتی اس چڑیا کو کہنے لگے جو توت کو بڑے شوق اور رغبت سے کھاتی ہے۔ جب توتی عرب گئی تو عربوں نے اس کو اپنایا اور اسی کا املا طوطی کر لیا۔ بہر حال طوطی معرب ہو گیا۔ صراح۔ المنجد۔ فرہنگ انندراج۔ نفس اللغۃ۔ لغات فارسی اور نور اللغات کے بیان اور تحقیق کے مطابق۔ اب توتے کو جو خالص پرند ہے اور صورت و سیرت میں بھی ایرانی توتی یا معرب طوطی کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا املا بجائے توتے کے طوطے سے لکھنا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں۔ حیرت ہے کہ فارس۔ عرب اور ہندستان میں اس کا مؤنث نہیں بولا جاتا یعنی ہندوستان میں توتا کی مادہ کو توتی بولتے نہیں سنا گیا اور یہی حال شاید فارس اور عرب کا بھی ہے۔ چنانچہ سخن شناس اور شناوران اردو ادب طوطی مذکر ہی استعمال کرتے آئے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی نے طوطی کو مؤنث باندھا ہے ؎

بولے جو شوم بھڑوا مار اسکے سر پہ جوتی
دو دن تو دوستوں میں بلوا لے اپنی طوطی (نظیر اکبرآبادی)

میرے خیال میں یہ خلاف جمہور ہے ورنہ دہلی اور لکھنؤ دونوں اس کو مذکر ہی استعمال کرتے ہیں ؎

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے ان دنوں صیاد کا (ذوق)

دام خط میں غل اسیروں نے کیا فریاد کا
بولتا ہے آج کل طوطی مرے صیاد کا (فروغ)

طوطی بولا مرے خامے کا میانِ شعرا
کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا (محسن)

آئی خزاں فسردہ ہوئے گُل ہَگئی بہار
طوطی چمن میں بول چکا عندلیب کا (اسیر)

تہ ـــــــــ فی

تہ۔ (فارسی) ۱۔ نیچے۔ فرش ۲۔ طاق۔ جفت کا مقابل ۳۔ تلوار یا خنجر کا رنگ) اُردو میں آیا تو مؤنث ہو گیا ۱۔ تلے سے

جو دُور ہی سے آگ لگاتا ہو دِلوں میں
وہ حُسنِ چراغِ تہِ داماں نہیں ہوتا (ریاض)

۲۔ تھاہ۔ ابتدا سے

نام یوں پستی میں بالا تر ہمارا ہو گیا
جس طرح پانی کنوئیں کی تہہ میں تارا ہو گیا (غالبؔ آتش)

۳۔ پرت سے

قفس میں ہم ہیں قفس پر تہیں غلاف کی ہیں
زمیں دیکھی نہ صیادِ آسماں دیکھا (ریاض)

۴۔ باریکی۔ نکتہ ؎

بات کچھ اور ہے تہ اِس میں ہو کیا سمجھو تُو
ناسمجھ ایسے نہیں نامِ خدا سمجھو تُو (مینائے سخن)

۵۔ زمین ع:۔ "صندل کی تہ بھی چاہیئے اس عطر کے لیے" (نامعلوم)
۶۔ جھلک ع:۔ مُنھ پر ایک سُرخی کی تہ سی آئی (مومن)

۷۔ جال پیچ۔ چھل۔ فریب کے معنوں میں ؎

رُک رہا پہلے تو پھر ہنس کے کہا اُس نے کہ واہ
کیا تہیں آپ کی باتوں میں ہیں ماشاءاللہ (مینائے سخن)

فی۔ (عربی۔ حرفِ جر) ۱۔ ظرف ۲۔ مصاحبت ۳۔ تعلیل کے معنوں میں آتا ہے۔ با۔ اِلیٰ اور مِنْ حروفِ جار کا مرادف ہے وہ ہم معنی ہے فارسی والے دَر اور زیر کے معنی میں بولتے ہیں جیسے فی کس۔ فی صدی۔ اردو میں ۱۔ ہر ایک کی جگہ مثلاً اس کتاب کے پورے سٹ کی قیمت اسّی روپے ہے تو فی جلد کیا ہو گی ۲۔ عیب۔ بُرائی۔ کھوٹ۔ کمی۔

"بُوا دو بول تو آج ہو جائیں لیکن جی آگا پیچھا کرتا ہے۔ سُنتی ہوں کہ لڑکے والوں میں فی ہے"۔ (عریضہ طاہرہ)

آپ نے دیکھا نازک فرق کو تہ اور فی کے۔

ٹھُورنا ـــــ زہر مار کرنا

ٹھُورنا۔ (ہندی ۱۔ مارنا۔ جیسے گز پیا تو ٹھوریے کر باہ ۲۔ تکلیف دینا

چبھونا۔ جیسے ہاروں تو ہاروں جیتوں تو ٹھوروں ۳ کھانا جیسے (آپ ہی آپ ٹھور ٹھار کے بیٹھے رہے) اردو میں عورتوں کی زبان ہے اور وہ حقارت اور ذلت کی جگہ پہ کھانا کھانے کے لیئے بولتی ہیں ۱ کھانا ۲ نگلنا ۵

کیسی گدھی ہو بچوں کا کھانا ہو، ہو نستی
راتب تو تین ٹٹو کا جاتی ہو ٹھور آپ

زہر مار کرنا (ف۔ میں زہر مار کردن) ۱ ٹھونسنا ۲ بیدلی اور کراہیت سے کھانا ۳ کسی چیز کا مجبوری سے کھانا۔

"بس بیٹا دو چار نوالے زہر مار کر کے اُٹھ کھڑا ہو گیا" (افسانۂ نادر جہاں)

ٹھونسنا ـــــــ نگلنا

ٹھونسنا ۱ دبا کر کسی چیز کا بھرنا ۲ کسی چیز کو گھسیڑنا ۳ (ذلت اور حقارت یا غصے میں) کھانا۔ نگلنا۔

"تو نے کنوئیں کے کوئیں خالی کر دیئے سیکڑوں من اناج انھیں ہاتھوں سے اپنے منھ میں ٹھونس لیا اور ڈکار تک نہ لی سیکڑوں تھان کپڑے کے پہنے اور پھاڑے ہمارا شکر بھولے سے بھی نہ کیا"۔ (توبۃ النصوح)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کیا فرق ہے ان سب میں۔

نگلنا۔ (بکسر اول و فتح دوم) ۱ کھانا ۲ کسی چیز کو بے چبائے حلق کے نیچے اُتار لینا ۳ حلق میں کھانے کی چیز زبردستی ٹھونسنا (جبر و اکراہ کی جگہ بولتے ہیں) ۵

اُٹھا میں زہر جو کھا کے تو یار نے پوچھا
یہ سنکھیا تھی کہ ہیرا تھا کیا نگل کے چلے (اشرف)

"میاں خوجی نے سرا میں اُتر کے کھانا مانگا۔ بی بھٹیاری سینی میں کھانا لائی۔ دال چکھی تو تمک ڈھیروں اور سالن کا نوالہ جو منھ میں رکھا مارے مرچ کے آنکھوں سے آنسو اور مُنھ سے شوئیں شوئیں کی آواز آنے لگی۔ مرتا کیا نہ کرتا طوعاً و کرہاً دو ہی چار نوالے نگلے تھے کہ سرا کے ایک سمت غُل ہوا۔ لینا لینا۔ میاں خوجی کو کہاں تاب، کھانا وانا چھوڑ یہ جا وہ جا۔" (فسانۂ آزاد)

تیرنا — پیرنا

تیرنا۔ چھری چاقو وغیرہ کا بے ہڈی کے گوشت، کھیرے، ککڑی، تربوز میں تیرنا۔

"محمودہ! ذرا دیکھنا بُوا حُسن آرا نے ناتجربہ کاری کی وجہ سے چھری کو ککڑی میں ایسا تیرا دیا کہ اب اُس کے قتلے ہونا مشکل ہے۔" (بنات النعش)

۲۔ پانی کی سطح کے اوپر جانا ہے

روئے ہیں فرقتِ شہِ عالی جناب میں
نرگس کے پھول تیر رہے ہیں گلاب میں (انیس)

۳۔ کسی فن کا ماہر ہونا ۴۔ شناوری کرنا۔

"اور کیا چاند اور کیا سورج سب اپنے اپنے مدار (گھیرے) میں پڑے تیر رہے ہیں۔ (ترجمان القرآن)

اسی تیرنا کا مخفف، ترنا بھی پہلے بولتے تھے۔

کس قدر سے اعمال سے خفّت اُٹھائی بعدِ مرگ
کیا عجب ترتا پھرے گر سنگِ مدفن آب میں (ناسخ)

(اہلِ لکھنؤ بے جان چیزوں کے پانی پر چلنے کو تیرنا ہی بولتے ہیں)

پَیرنا۔ ۱ بہنا۔ پانی میں رواں ہونا ۲ شناوری کرنا ؎

سر کے نہیں قدم کبھی آگے بڑھے ہوئے
اُبھرے ہیں شیر پَیر کے دریا چڑھے ہوئے (انیس)

دریائے عاشقی سے گزرنا نہ سہل جان
کرتے ہیں وہ عبور جو پَیراک لوگ ہیں (مصحفی)

پَیر دریا کو شبِ ماہ جو میں جاتا ہوں
پَیرنے کو صفتِ موج میں لہراتا ہوں (امیر)

ان باتوں سے یہ پتا چلا کہ جاندار چیز کا دریا تالاب کی سطح پر چلنا، یا آدمی کا دریا میں شناوری کرنا لکھنؤ کے فصحا کے نزدیک پَیرنا ہے اور وہ آدمی جو شناوری کرے اس کو پَیراک کہتے ہیں نہ تَیراک۔ اب آپ تصفیہ کریں کہ آیا ایسی صورت میں تَیراک بولنا درست ہے یا پیراک۔ اور اس سے زبان میں کس قدر وسعت اور نزاکت پیدا ہو گئی۔ ہمارے زبان داں و اہلِ زبان حضرات نے زبانِ اُردو کی کیا خدمات کیں۔ یہ ہماری نااہلی ہے کہ ہم ترقیِ زبان و اَدب کا ڈھونگ کا دے کر ان نازک فرقوں کو مٹانے پر تل گئے ہیں۔

(ٹ)

ٹَیّاں ـــ ٹُیّاں

ٹَیّاں۔ (اردو) نون غنہ سے بفتح اول۔ مذکر ۱۔ ایک قسم کی چھوٹی کوڑی جواری کام میں لاتے ہیں ؎

دہنِ یار تو دُرجِ دُرِ غلطاں نکلا
لی جو بٹوے کی تلاشی تو نہ ٹیاں نکلا (ظریف)

۲۔ اکیلی۔ چھوٹی ؎

میں منڈیا کا ٹوں کوڑیا خانم کے یار کی
ٹیاں سی جان جائے موئے نابکار کی (جان صاحب)

ٹُیّاں۔ (اردو) نون غنہ سے بضم اول۔ مذکر ۱۔ توتے کی ایک قسم جو کھیر سے ڈیل ڈول میں چھوٹا ہوتا ہے ؎

فارسی میں کسی ہندی کا جو دیوان نکلا
بیضۂ بلبل شیراز سے ٹیاں نکلا (ظریف)

ذرا سے زبر زیر اور پیش کے فرق سے معنوں میں کتنا فرق ہو گیا۔ یہی نازک فرق زبان کی گیرائی کی نشاندہی کرتا ہے۔

ٹِیپ ـــ ٹِیپ

ٹیپ ۔ (اردو یائے معروف سے) مؤنث ۱۔ چپت ۔ مثلاً اب میاں ایک

ٹیپ رسید کروں گا ۲؎ اونچا سُر مثلاً محمد حسین نگینے والے گاتے اچھا تھے ہی لیکن ٹیپ لگانے میں اُستاد تھا ۳؎ مسدس کی تیسری بیت۔

"مخمس، مثلث وغیرہ کا آخری مصرعہ۔ گرہ"۔ (اصطلاح شعراء)

"مسدس میں سارا اتہ ور ٹیپ ہی پر لگاتے ہیں"۔ (آب حیات)

۴؎ عمارت میں دراڑوں کو (اینٹوں کی) چونے، سیمنٹ یا کسی مسالے سے بند کر کے سطح کو برابر کرتے ہیں ایسا کرنے سے اس میں مضبوطی اور خوشنمائی پیدا ہو جاتی ہے ۵؎ گنجفے میں فریق مخالف کا ایک پتے کو دوسے لیناوغیرہ وغیرہ۔

ٹیپ ۔ (اُردو۔ یائے معروف سے) مؤنث ۱؎ بڑا تعویذ جس کو بازو پر باندھتے ہیں اس کی جمع ٹپیں۔ نون سے آتی ہے ؎

شرم سے آنکھیں جھکی پڑتی ہیں گردن کی طرح
ٹپیں ہیں بازوؤں پر دیکھیے جوشن کی طرح
کھول کر ٹپیں جو پڑھوائیں تو تھا راست سخن
نام ظاہر ہوئے رسوا ہوئے سارے دشمن (امیر)

۱؎ ایک زیور کا نام جس کو عورتیں بازو بند کی جگہ استعمال کرتی ہیں ۲؎ (انگریزی میں ہم وزن ریپ۔ سیب۔ یائے مجہول سے) ۱؎ فیتہ ۲؎ پتا جو کلوں میں چرخیوں پر چڑھاتے ہیں ۳؎ ناپنے کا فیتہ وغیرہ۔

ث

ثابت ——— ثابت

ثابت ۔ (عربی۔ بکسر سوم۔ ثبت مادہ) اسم مذکر ۱؎ جو نقش جاننے والوں کے

یہاں پورے سال کے مہینے تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) (i) ثابت، (ii) پھاگن (iii) جیٹھ (iiii) بھادوں۔ ان چاروں میں اعمال۔ تعویذ، منترا ور دعائیں فائدے کے واسطے ہوتی ہیں

(۲) منقلب (i) کارتک یا کاتک (ii) ماگھ (iii) بیساکھ (iiii) ساون۔ یہ دشمنوں کے لیئے ہیں۔

(۳) ذوجہتین۔ (i) کنوار (ii) پوس۔ (iii) چیت (iiii) اساڑھ۔ ان مہینوں میں اپنے فائدے اور دشمن کے نقصان دونوں کے لیئے منتر۔ عمل اور تعویذ ہوتے ہیں۔ اس کی جمع ثوابت ہے۔

ملاحظہ کیجیئے ہیں تو دونوں ایک ہی لیکن معنوں میں کس قدر فرق ہوگیا جس سے زبان میں وسعت کتنی ہوگئی۔

ثابت۔ (عربی۔ بکسر سوم۔ ثبت مادّہ) صفت ۱ بہادر ہونا ۲ کسی جگہ ٹھہرنا ۳ ہمیشگی اختیار کرنا ۴ دلائل سے کسی امر یا شے کو اچھا بُرا بتانا۔

جس کی تشبیہ نہ ہو اس کی صفت کیا ممکن
یہ تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن (محسن)

جو ستارہ حرکت کرتا اور اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے اس کو سیارہ کہتے ہیں اور جو ایک جگہ ٹھہرا رہتا ہے اُس کو ثابت ۵

قُطبین کے سایۂ ضیا میں
مشغول دوگانے کی ادا میں (محسن)

۵ (اُردو) وہ چیز جو ٹوٹی پھوٹی نہ ہو۔ اکثر عوام یہاں بجائے ب کو زیر

دینے کے پیش سے پڑھتے (ثابُت) ہیں ۵

پونہچی جو سپر تک تو کلائی کو نہ چھوڑا
ہر ہاتھ میں ثابت کسی گھائی کو نہ چھوڑا (انیس)

۶ درست اور ٹھیک ۵

ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط
بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہیں بنتا

ثمن ــــــ قیمت

ثمن - (عربی - بضم اول و دوم - ثُمُن) مذکر ۱ کسی چیز کا ۸/۱ حصہ (آٹھواں حصہ) اگر بکسر اول و دوم ثِمِن پڑھیں تو وہ آٹھواں مراد ہوگا ۲ جس دن اونٹ کو پیاس لگتی ہے۔ جب بفتح اول و دوم ثَمَن ہے تو اس سے وہ دام سمجھے جائیں گے جو بیچنے والے میں طے ہوں۔ مثلاً اس باغ کا زرِ ثمن تم نے فلاں صاحب کو دے دیا۔ اسکی جمع اَثمان ہے۔ یہ لفظ قانون اور فتاویٰ میں خاص کر مستعمل ہے

قیمت - (عربی) مؤنث ۱ لاگت ۲ وہ دام جس پر کوئی چیز عام طور پر بکتی ہے ۳ نرخ - دام ۴ قدر ۵

کسی نے دل نہ لئے ہم نظر فتادوں کے
اگر لئے بھی تو قیمت بہت گرا کے لئے

(شاد)

ج

جَذب ــــ سُلوک

جَذب - (عربی) مذکر ۱ کھینچنا۔ کشش ۲ کم دودھ دینے والی اُونٹنی، ۳ سوکھنا۔ چوسنا ۴ ایک قسم کا کاغذ جو روشنائی۔ نمی کو سوکھ لے اُسکو جاذب اور انگریزی میں بلاٹنگ پیپر کہتے ہیں۔ عربی میں اس کی جمع جِذاب۔ جوٓاذِب آتی ہے ۵ مائل کرنا ۶ تیز چلنا ۷ دُور تک جانا (اُردو میں بفتح اوّل وسکون دوم بولتے ہیں ۵ معنی نمبر ۱-۳-۴ کے علاوہ صوفیوں کی اصطلاح میں وہ حالت جو مجذوب فقیر دل کے واسطے مخصوص ہے۔ اللہ کی طرف سے کشش جس میں فقیر کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔

"مولانا پر جس وقت جذب کی کیفیت طاری ہوتی ہے حضرت کا
چہرہ آگ کی طرح سُرخ ہو جاتا ہے" (حیات فضل رحمانی)

جَذبات جمع ہے۔ اُردو میں معنی نمبر ۱-۳-۴-۵ میں مستعمل ہے۔ معنی نمبر ۱-

اثر جذب دل نے دکھایا مجھے
کہاں سے کہاں کھینچ لایا مجھے — برق

معنی نمبر ۳-۴ "وہ سُرمے میں سونف کا رنگین تھوڑا ڈال کر اتنا حل کریں کہ وہ سب جذب ہو جائے" (بستان المفردات)

سُلوک - (عربی - سلک مادہ) مذکر ۱ داخل ہونا ۲ راستہ پکڑ کے چلتے جانا ۳ پیٹھنا ۴ اچھا راستہ اختیار کرنا۔ فارسی روش۔ اُردو میں ۱ بھلائی۔

خیر خواہی۔ اچھا چاہنا۔ مثلاً اُس نے میرے ساتھ نیک سلوک کیا ۲۔ برتاؤ
جیسے وہ میرے ساتھ بڑے سُلوک سے پیش آیا ؎

یہ تو نے آتشِ گُل کیا کیا سُلوک
باندھے تھے بُلبلوں نے ابھی آشیاں نئے
(مصحفی)

۳۔ (دہلی) صُلح کرنا

"پڑوسیوں کے ساتھ سلوک ہی بہتر ہے۔ لڑائی جھگڑا تو اُن سے
کسی طرح بھی مناسب نہیں" (الحقوق و الفرائض)

۴۔ صوفیوں کی اصطلاح میں حق کی قربت چاہنا۔

"خدا کے چاہنے والوں کے لیئے سلوک کی راہ بڑی اہم ہے لیکن
اس کا حصُول نہایت دشوار ہے بس اُس کا فضل جس کے شاملِ حال
ہو جائے"۔ (سیرت الاشرف)

جذب میں ایک اضطراری کیفیت طاری ہوتی ہے اور آدمی اپنی حالت اصلی پر نہیں
رہتا لیکن سُلوک میں یہ بات نہیں اس میں فقیر کھویا کھویا جنگل جنگل پھرتا رہتا ہے
یہی نازک فرق ہے جذب اور سلوک میں یعنی مجذوب اور سالک میں۔

جَذبہ ——— غُصّہ

جَذبہ۔ (عربی) مذکر ۱۔ دُور کی مسافت ۲۔ کشمکش ۳۔ دلی جوشش
اہلِ فارس نے ولولے اور کشمکش کے معنوں میں استعمال کیا ہے ؎

میں بُلاتا تو ہوں اُس کو مگر اے جذبۂ دل
اُس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے
(غالب)

اُردو زبان میں دلی جوش و اضطراب اور غصے اور تیہے کے معنوں میں بولتے ہیں

جبریل بھی ہو براق بھی ہے
جذبہ بھی ہے اشتیاق بھی ہے (محسن)

خوب معلوم ہے حالِ دلِ ناشاد مجھے
دیکھ جذبے میں نہ لا او ستم ایجاد مجھے (صبا)

"بُوا حُسن آرا یہ وقت جذبے کا نہیں ذرا صبر و تحمّل کی ضرورت ہے" (مراۃ العروس)

غصّہ - (ع ۔ ں) مذکر ۔ ۱ وہ رنج جس سے گلا گھٹنے لگے ۔ دم گھٹنے والی خفگی ۔ فصحا اس کا استعمال اللہ کی خفگی کے واسطے نہیں کرتے بلکہ اُس کے لیئے قہر و غضب بولتے ہیں ۔ "مجازاً خفگی" (نور اللغات)

بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو
مُنہ کھول کے غصہ تھوک ڈالو (ترانۂ شوق)

"غصّے کا پہلا اُبال ہے سخت کلامی اور وہ تو تڑاق سے شروع ہو کر گالی گلوج اور پھر مار کُٹائی اور پھر خون خرابے تک پہنچ جاتی ہے۔" (الحقوق والفرائض)

جذبہ اور غصے میں کیسا نازک فرق ہے ۔ عربی میں غصّے کے کیا معنی ہے اور اُردو میں کیا معنی ۔ اس سے زبان میں کس قدر وسعت پیدا ہو گئی ۔

جھانکنا ۔ تاکنا

جھانکنا ۔ ۱ موکھے ۔ روشندان ۔ کھڑکی یا دروازے کی آڑ سے دیکھنا ۔

باغباں روزنِ در سے تو ذرا جھانکنے دے
گر نہیں رخصتِ گلگشتِ گلستاں مجھ کو (مصحفی)

۲ چھپ کر دیکھنا۔ کسی اوٹ سے دیکھنا ؎

زیرِ دیوار ذرا جھانک کے تم دیکھ تو لو
ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر (داغ)

۳ ذرا دیر کے لئے کسی کا آنا۔

"کوتوالی والوں میں سے کسی نے آکر بھی نہ جھانکا تو اُس کو یقین ہو گیا کہ ناظر کو حکام کے مزاج میں کچھ اس طرح درخور رہے"۔ (محصنات)

تاکنا۔ ۱ گھورنا ۲ گھات لگانا ۳ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ۴ نشانہ باندھنا ۵ چھپ کر دیکھنا ۶ تلاش میں رہنا ؎

بے وفا یار کے کوچے میں نہ جاؤ اے رند
اور گھر تاکو کوئی اور محلہ دیکھو (رند)

ہزاروں برس کی ہے بڑھیا یہ دُنیا
مگر تاکتی ہے جواں کیسے کیسے (امیر)

آپ نے دیکھا تاکنا کے معنی نمبر ۵ جھانکنا سے ملتے جلتے ہیں ورنہ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔

چ

چاکی ــــ پالٹ

چاکی۔ مؤنث ۱ پٹا۔ لکڑی پھینکنے والوں کی اصطلاح ۲ لکڑی کا وہ

ہاتھ جسے مقابل کے سر پر پھرا کر جگہ خالی پائیں اور مار دیں --- ع

وہ ٹھاٹھ باندھیے چالاکی ہو ہاتھ پالٹ کا (بحر)

پالَٹ ۔ مؤنث ۔ پٹے باز اور پھینکتوں کی زبان ۔ لکڑی سے ایسی مار دیں جو حریف کے پاؤں پر پڑے ؎

غیر سے چھوٹ ہو گئی تھی آج

میں نے سر رُوک کے پالٹ ماری (داغ)

چمک ——— دمک

چمک ۔ (بفتح اول و دوم) مؤنث ۔ اس میں نُور کا ہونا ضروری ہے اور نُور سے سفیدی پیدا ہوتی ہے ؎

چمک ایسی کہ حسینوں کا اشارہ جیسے

روشنی وہ کہ گرے ٹوٹ کے تارہ جیسے (انیس)

" اوّل تو غزل حقانی دوسرے پری نژاد کی خوش الحانی تیسرے اُس برق وش کی چمک جل جلاکہ، جل جلالہٗ " (انتخاب اودھ پنچ)

دَمک ۔ (بفتح اوّل و دوم) مؤنث ۔ ایسی روشنی جس کے لیے سفیدی اور نور کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ سُرخی اُس کی خاص نشانی ہے

ذرّے افشاں کے جبیں پر جو دمکتے دیکھے

اخترِ طالعِ خورشید چمکتے دیکھے (امیر)

دیکھیے کس قدر نازک فرق ہے چمک اور دمک میں ۔

۲ وہ دھمک والی آواز جو نقارے اور طبل پر چوٹ پڑنے سے نکلے۔

"اس سرزمین کی قدرتی تاثیر ہے نقارے کی دمک لوگوں کے غل اور گھوڑوں کے ہنہنانے سے برف پڑنے لگتی ہے"۔ (دربار اکبری)

چمٹنا ـــــ لپٹنا

چمٹنا۔ ۱ گتھنا۔ لپٹنا ۲ چسپاں ہونا ۳ سر ہو جانا، پیچھے پڑنا۔

"چیزے برچیزے چسپانیدن کہ جائے نماند۔ (نفس اللغۃ)

چمٹایا دست پناہ اسی معنی سے عبارت ہے۔ کیونکہ چمٹا کے دونوں پھل یا حصے آپس میں (ایک دوسرے سے ایسے چسپاں ہوتے ہیں کہ اُن میں ہوا کا کہیں سے گزر نہیں ہوتا (اور اب تو چمٹے کی جگہ دست پناہ فصیح ہو گیا۔ دست کی دت نکال ڈالی گئی اور پناہ کی پ یعنی دسپنا کر لیا۔)

"خدا خدا کر کے پانی کچھ تھما تو پھر عدالت پہنچنے کی سوجھی، اپنی ہیئت کذائی پر جو نظر ڈالی تو کچھ عجیب ہو رہی تھی۔ پانی اور کیچڑ میں لت پت بھیگے چوہا بدن پر کپڑے بھیگ کر ایسے چمٹے کہ موم جامہ۔ کیا کرتے کچہری کا وقت ٹھیک دس بجے چار ناچار بدن سے پانی ٹپکاتے غڑاپ سے عدالت میں جا داخل ہوئے"۔ (احمق الذین)

وصل کی خواہش سے نم پاکر بھری برسات میں
آپ کی تصویر چمٹی تھی مری تصویر سے
(ظریف)

"نوکر سرکش نہیں کہ جھٹ جائے مرضی ہوئی رکھا مرضی ہوئی نہ رکھا۔
(محصنات)

ملاحظہ فرمایا آپ نے یہ اہم اور نازک فرق ہے دونوں جو اساتذۂ فن کی مثالوں سے صاف نمایاں ہے۔

لپٹنا: ۱ چھاتی سے لگنا ۲ عاشق ہونا ۳ پیچھے لگنا ۴ ملنا ۵ الجھنا۔ ۶ دوستی ہونا وغیرہ وغیرہ ؎

گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے
الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے (ریاض)

نہ رو کے سے رُکا آخر گیا داغؔ اُن کے کوچے میں
نہ مانا ایک کا کہنا بہت خلقِ خدا لپٹی (داغ)

"سنکھیا کا غصہ، ہریالی کا رنج، اپنی چوٹ، اگلے پچھلے گلے شکوے سب کچھ بھلا بسرا ناظر کے گلے سے لپٹ گیا" (محصنات)

لپٹ گئے مرے سینے سے اٹھ کے وصل کی شب
انھیں بھی آج مزہ دے گیا گلہ دل کا (امیر)

"کمخواب (کم خاب) کی تھیلی جس میں رقعہ دستور کے مطابق لپیٹ کر آیا تھا تمام کیچڑ میں لت پت ہو گئی" (محصنات)

لپٹنا میں چاہے وہ رسّی کا بانس سے یا سانپ کا درخت یا کسی اور چیز سے یا کسی کا کسی کے گلے یا جسم سے ایسا کہ اس میں ہوا کے گزرنے کا امکان ہو یا بیل کا دیوار سے لپٹنا یہ سب ظاہر کرتی ہیں کہ لپٹنا اور چیز ہے اور چمٹنا میں جو لگاوٹ۔ محبت اور باہمی ارتباط کا جذبہ پایا جاتا ہے وہ اپنے ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ سخنورانِ ذی فہم کی دی ہوئی مثالوں کے

بعد بھی ہم اپنی نااہلی کی وجہ سے دونوں کو گڈمڈ کردیں اور اُن نازک مفاہیم کو اپنے دماغوں سے نکال دیں جو ہمارے ماہرین نے زبان میں پیدا کیے ہیں۔ تو اس میں ہماری بے چاری زبان کا کیا قصور ہے۔ البتہ خطا ہے تو ہماری عقل کی اور فتور ہے تو ہمارے دماغ کا۔ سچ تو یہ ہے کہ آزادی کے زمانے میں کھوٹے کھرے کی پرکھ رہی نہیں سب دھان بائیس پسیری کے۔ اس سے زبان کی وسعت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

چہرہ ــــــ مُکھڑا

چہرہ ۔ (فارسی) ۱۔ سامنے کا رُخ سے

پانی کی وہ کمی ہے طبیعت اُداس ہے
چہرے سے غازیوں کے نمودار یاس ہے (نیر کاکوروی)

۲۔ نوکروں کا حُلیہ جو ان کی نوکری کے وقت سرکاری دفتر میں لکھا جاتا ہے (یہ چہرہ اکثر پولیس اور فوج کے محکموں میں لکھا جاتا ہے)

"اور وہاں تو بخشی گیری کے خال وخط اور چہرے لکھے جاتے ہیں۔" (انتخاب اودھ پنچ)

امدادِ غیب بھیجی ہے ربِ جلیل نے
چہرہ لکھایا غازیوں میں جبرئیل نے (نیر کاکوروی)

۳۔ مرثیوں کے وہ شعر جن میں شاعر غازیوں کے خدوخال کا ذکر کرے
۴۔ اردو میں وہ بنایا ہوا مٹی کا چہرہ جو سوانگ بھرتے وقت کوئی شخص لگالے۔

اب سے پہلے بڑی بوڑھیاں بچوں کو ڈرانے کے لیئے خود لگا لیتی تھیں اور اس کو وہ بیجا اور رہلوّا یا حبش اللہ کہہ کر ڈرایا کرتی تھیں۔

مُکھڑا۔ (سنسکرت میں چہرے اور مُنہ کے معنی میں ہے) کہتے ہیں کہ لکھنؤ اسکول کا لفظ ہے۔ چنانچہ نفس اللغتہ میں ہے بمعنی روئے۔ اطلاق بروئے محبوب کُنند" اور ایسا ہی ہے۔ غلام امام شہید نے پیغمبر اسلام کی شان میں کہا ہے۔ ع:۔ تیرے مکھڑے کی بلائیں لے لوں۔

پیار۔ محبت میں معشوق کے چہرے کے لیئے کہتے ہیں۔ کم وبیش پچاس برس پہلے فصحا نے اس کا استعمال ترک کر دیا تھا اب پھر بولنے لگے

دل پر ہزار حرف شکایت سے تھا ہجوم
مُکھڑے کو دیکھتے ہی یہ کچھ جی پگھل گیا (ہدایت)

سچ یہ ہے کہ مکھڑا قابل ترک نہیں تھا اور اس میں موقع کے مناسب جو ندرت پیدا ہوتی ہے وہ چہرے میں نہیں۔ ان دونوں کا فرق تو کچھ سخن شناس ہی سمجھ سکتے ہیں۔

چھڑ ـــــ عَلَم

چھڑ۔ (خالص لکھنوی ہے) مؤنث ۱ لامبی پتلی چھڑ کا علم جس کے سرے پر نوک دار لکڑی لگاتے ہیں ؎

کہیں عشاق بھی ایسے اَلَم برداشت کرتے ہیں
اُٹھانا ختم ہے آغا کی مرزا پر بڑی چھڑ کا (ظریف)

۲ مچھلی کے شکار کے واسطے بانس لامبا اور پتلا لیتے اور اس میں ڈور باندھتے

اور سرے پر کٹیا لگا کر اس میں چارہ لگاتے ہیں ۳ :۔

"نے باریک و دراز باشد کہ ازاں حلقہ بر انگشت پائے کبوتر کابلی را گرفتار کنند"۔ (نفس اللغۃ)

وہ لمبا پتلا بانس جس میں کابلی کبوتر کے پاؤں کی اُنگلیوں میں پھندا لگا کر پکڑتے ہیں۔

عَلَم ۔ (عربی) ا۔ بلند۔ اونچا۔

وہ اب نیچہ کر چکے ہیں عَلَم
اَجَل آ چکی سر پہ کیوں کر ٹلے (رِنْد)

۲۔ قواعد عربی میں اسم معرفہ جیسے لکھنؤ۔ دہلی۔ نور اللغات ۔ پنڈت آنند نرائن مُلّا

۳۔ شہدائے کربلا کا جھنڈا جو اُن کے نام کا ہو جس پر پان کی شکل بنی ہوتی ہے۔ پورب میں بجائے پان کی شکل کے پنجہ بناتے اور سدّا کہتے ہیں۔ جیسے یہ عَلَم حضرت عباس کا ہے ۔

عَلَم بردارِ شاہِ بیکس و مظلوم کا صدقہ
علی قاسم کا صدقہ عابدِ مغموم کا صدقہ (قدر)

اب کی نوچندی میں آئے نہ زیارت کو اگر
عَلَم حضرتِ عباس ہی کی مار پڑے (رِنْد)

اس کی جمع اعلام اور بکسر اول عِلام بھی ہے۔

ح

حال ــــ قال

حال - ع - ۱ - گرامر میں موجودہ زمانہ - ۲ - وہ حالت جو اب ہے - جمع اُسکی احوال اردو میں کسی وقت حال ہی کے معنی بولتے تھے ؎

غالب ترا احوال سُنا دیں گے ہم اُن کو
وہ سُن کے بُلا لیں یہ اجارہ نہیں کرتے (غالب)

اہل فارس نے خیر و خبر اور وجد و عشق کے معنی بھی پیدا کر لیئے - اخیر - خبر

فیضِ غمِ حسین سے ہوتے ہیں اے انیس
ہر سال ایک حال کے دفتر جدا جدا (انیس)

۲ - کیفیت ہونا - وجد کی حالت طاری ہونا ؎

کانپ اُٹھے غصّے سے وہ سُن کر مری فریاد کو
نغمہ ایسا تھا کہ آخر اُن کو حال آ ہی گیا (شوق قدوائی)

۳ - صوفیوں کی اصطلاح حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے خان خاناں کو ایک خط میں لکھا

"خدا ہم کو اور آپ کو بحرمتِ سید البشر علیہ الصلوٰۃ قال خالی از حال اور علم بے عمل سے نجات بخشے - اس کی مثال ایسی ہے - قال یہ ہے کہ آدمی زبان سے شجاعت کی تعریف ماہیت کر دے اور اس کے متعلق لمبی چوڑی داستانیں بیان کرے لیکن دل کی یہ حالت ہے کہ تلوار کو دیکھ کر کپکپی آجائے یہ تو ہوا اُس کا قال اور حال یہ ہے کہ ایک شخص

سینہ سپر ہو کر بندوق تلوار ہر مہلک ہتھیار کا مقابلہ کرے اور اس کو کسی قسم کا ڈر و خوف طاری نہ ہو"۔

قال۔ عربی۔ قول کا ماضی مطلق۔ فارسیوں نے بسکون حرف آخر "ل" کہنا شروع کر دیا۔ اردو نے اس کو مان کر نیچے دیئے ہوئے معانی پیدا کر لیئے۔ بات چیت۔ بیان ؎

تیش قیامت ہو آہ محشر نہ پھوٹ بلبل پہ اے گلِ تر
کہ تو نے دیکھا سنا نہیں ہو جو غم میں بے حال و قال دل کا (قلدر)

۲۔ بحث مباحثہ۔

"آج کل کے مولویوں میں قال قول کا مادہ بہت ہے وہ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں"۔ (اجتہاد)

۳۔ جس جگہ قول اور فعل میں یکسانیت نہ ہو وہاں کہتے ہیں ؎

بھلا ایسے جھوٹوں کا قول و قسم کیا
موافق نہ ہو حال سے قال جس کا (ناصر)

"بھلا ان مولویوں کا کیا پوچھنا جن کا حال ان کے قال سے میل نہیں کھاتا۔ وہ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔ زیادہ تر حال و قال کی محفلیں صوفیائے کرام کی خانقاہوں میں گرم ہوا کرتی ہیں"۔ (مجموعہ لکچرز)

حج ـــــ عُمرہ

حج ۔(عربی۔ بروزن جج) مذکر۔ اسلام کی چار اہم عبادتوں میں ایک عبادت۔

اس میں شروع سے آخر تک اللہ کے ذکر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس میں اتفاق واتحاد کا قابلِ فخر نظارہ ہوتا ہے جو دنیا بھر میں کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ قرآن شریف میں ہے "اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ لِلّٰهِ"۔ یعنی مسلمانو! حج اور عمرے کی نیت کر لی ہو تو اُس کو پورا کرو۔ حج میں احرام باندھنا اور عرفے یعنی نویں ذی الحجہ (بقر عید) کو عرفات پر حاضر ہونا۔ وہاں سے لوٹے تو مزدلفہ میں رات بسر کرے اور بقر عید کے دن منیٰ میں پہنچ کر قربانی کرے۔ وہاں سے واپسی پر کنکریاں مارے اور مکّہ آکر کعبے کا طواف کرے۔ سر کے بال منڈوائے اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے۔ حج کے لغت میں معنی ہیں ارادہ کرنا۔ یہ بھی جان لیجئے کہ یہ فرض ذی الحجہ (بقر عید) ہی کی مقررہ تاریخوں میں ادا ہوتا ہے وہ چاہے اہل مکہ ہوں یا آفاقی سب برابر ہیں۔

عُمرے۔ عربی۔ مذکر۔ حج کرنے والوں کی ایک خاص عبادت کا نام ہے۔ اس میں حج کی طرح یہ شرط نہیں کہ بقرعید ہی کے دنوں میں ادا کیا جائے۔ نہیں۔ یہ عبادت حج کے بعد جب اور جس مہینے اور دن میں ہو سکے ادا کریں۔ ہر وقت ممکن ہے۔ حج کی طرح اس میں جبلِ عرفات کی حاضری بھی نہیں ہے بلکہ نیچے دیئے ہوئے ارکان ادا ہوتے ہیں۔ احرام باندھنا۔ کعبۃ اللہ کا طواف (گرد گھومنا) کی صفا و مروہ۔ اس کو کسی وقت اور کسی زمانے میں بھی کر سکتے ہیں۔ یہی فرق ہے حج اور عمرے میں۔

حدیثِ حَسَن ـــــ حدیثِ صحیح

حدیثِ حَسَن۔ عربی۔ مؤنث۔ اس کے روایت کرنے والے حفظ و یاد میں

حدیث صحیح کے بیان کرنے والوں (راویوں) سے کم ہوں یعنی ایسے لوگ جن کا حافظہ اور یادداشت تو ہو لیکن صحیح حدیث کے جاننے والوں کی برابری نہ کر سکیں اُن کی بیان کی ہوئی حدیث کو حدیثِ حَسَن اصطلاحِ علمِ حدیث میں کہتے ہیں۔

حدیث صحیح عربی۔ مؤنث۔ ایسی حدیث جس کو دین دار، ثِقہ اور خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہے۔ اس میں نہ کوئی بُرائی چھپی ہوئی ہے اور نہ اس کی معتبر (قابل بھروسہ) لوگوں نے کبھی مخالفت کی ہے (باضافت ہے)

حدیثِ ضعیف ـــــ حدیثِ قُدسی

حدیثِ ضعیف ۔ (عربی ۔ باضافت) مؤنث۔ جس کے بیان کرنے والے ہوں یا کوئی اور وجہ کمزوری کی ہو۔ مثلاً اُن بیان کرنے والوں میں کسی نے واقدی ایسے دروغ گو سے کوئی حدیث سُن لی تو ایسی حدیث کو قابل نہیں سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس کا راوی خود ہی سچا نہیں۔

حدیث قُدسی (عربی ۔ مؤنث ۔ باضافت) وہ حدیث جس کے بیان کرنے والے خود اللہ کے رسول ہوں اور اصل روایت اللہ کی طرف سے ہو۔ مثلاً اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بی ۔ (اجتہاد) یہ ایک حدیث کا بڑا ٹکڑا ہے جس کو صحیح بخاری، مُسلم اور ابوداؤد نے کچھ الفاظ کا اضافہ کر کے لکھا ہے۔

حدیثِ متواتر ـــ حدیثِ مرفوع

حدیثِ متواتر ۔ (عربی باضافت) مؤنث ۔ ایسی حدیث جس کو ہر زمانے میں اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ جھوٹ کا شبہ ان کے نزدیک نہ ہو یعنی اُن راویوں کی غلط بیانی کی طرف عقل کی رسائی نہ ہو۔

حدیثِ مرفوع ۔ (عربی باضافت) مؤنث۔ وہ حدیث جس کے راویوں کا سلسلہ پیغمبر اسلام تک پہنچتا ہے ؎

مرفوع ہیں پیمبروں کے روایات
یا سورۂ انبیار کی آیات
(محسن)

"ترمذی اور مسلم وغیرہ میں اس کی تفسیر مرفوع آئی ہے کہ جس شخص نے روئے زمین پر جیسا عمل کیا ہوگا بھلا یا بُرا زمین سب کہدے گی بطور شہادت عنداللہ"۔ (موضح القرآن)

حدیثِ موقوف ـــ حدیثِ مشہور

حدیثِ موقوف ۔ (عربی باضافت) مؤنث۔ وہ حدیث جس کے راویوں کا سلسلہ صحابہ تک جائے ؎

موقوف حدیث شب کی تصحیح
رکھ دیجیے طاق پر مصابیح

حدیثِ مشہور ۔ (عربی ۔ باضافت) مؤنث ۔ حدیث کی وہ قسم جس کا راوی

اگر صرف ایک ہو تو اُس کو غریب کہیں گے اور دو یا اس سے زیادہ ہوں تو اس کو مشہور ؎

مضمونِ طلوعِ صبحِ صادق
مشہور روایتِ مشارق (محسن)

حسرت ـــــ ارمان

حسرت ۔ (عربی ۔ مؤنث) صفت ۱؎ افسوس کرنا ۲؎ کھولنا ۳؎ ہٹانا ۔

"ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ" (قرآن)

(پھر وہ مال ان کے حق میں باعثِ حسرت (شرمندگی ۔ افسوس) ہو جائیں گے پھر آخر مغلوب بھی ہو جائیں گے)

فارسیوں نے شوق ۔ ہوس ۔ آرزو اور تمنّا کے معنوں میں استعمال کیا ہے ۔ اردو افسوس ۔ آرزو، شوق اور تمنّا کے معنی میں بولتے ہیں ۱؎ افسوس ؎

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بِن کھلے مرجھا گئے (ذوق)

۲؎ شوق ۔ تمنّا ؎

حسرتِ دید مٹی ہے نہ مٹے گی حسرت
دیکھنے کے لیے چاہیے آنکھیں جتنا دیکھو (حسرت)

ملنے کی ترے رہ گئی حسرت نہ مجھے صغرا
اک دم بھی نہ دی موت نے فرصت مجھے صغرا (انیس)

طائرِ رنگ اُڑ کے چل نہ سکے
تیری حسرت کبھی نکل نہ سکے (داغ)

حسرت کبھی پوری نہیں ہوتی اور حسرت والا کبھی اپنی مراد کو نہیں پونہچتا ہے

حسرت کی چھری چل گئی نازک بدنوں پر
یاقوت نظر آنے لگے یاسمنوں پر (نیّر کاکوروی)

اہلِ زبان اور سخن فہم ہی اس نکتے کو سمجھ سکتے ہیں۔ عام طور پر بول چال میں حسرت و ارمان ایک دوسرے سے گلے ملتے دکھائی دیتے ہیں (مرادف) زبان کے رسیا ہی ان نازک مفاہیم سے لُطف اُٹھاتے ہیں۔

ارمان۔ (ترکی۔ بالفتح) بروزن جھان۔صفت) مذکر۔ وہ دبی ہوئی مُراد جو بڑی مشکل سے اور ہزاروں جتن کے بعد پوری ہو سے

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے (غالب)

"ایک مدت سے دلی کی تعریفیں سُن سُن کر جی پھڑکتا تھا اور دل میں ارمان تھا کہ اگر پر ہوتے تو اُڑ کر دلی جاتی اور ایک نظر اسکو دیکھ آتی۔ بارے سال نہ گزرا ایسا اتفاق پیش آیا کہ خدا نے دلی میں لا بٹھایا" (محصنات)

(ارمان پورا تو ہوا لیکن بڑی مشکل سے) ۔۔۳ کبھی کبھی ارمان نہیں نکلتا ہے۔

ع:۔ ارمان ہے کہ پھول کھلے ان کے ہار کا (ریاض)

حسرتِ دل غم دیدہ میں آن نہ رہ جائے دولہا نہ بنے کو ہاں کو یہ ارمان نہ رہ جائے (انیس)

"میر متقی کو یہ ارمان رہ گیا کہ مبتلا راہ راست پر آجائے" (محصنات)

ترکی زبان میں اس کے معنی ہیں اُمنگ اور مُراد کے۔ لیکن فارسی والوں اور اُردو والوں نے اس کو آرزو۔ شوق۔ تمنا اور حسرت کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

سخن داں اور سخن فہم حضرات نے اپنی اپنی جگہ پر حسرت و ارمان کے نازک فرق کو پیش نظر رکھ کر استعمال کیا ہے ؎

جب ڈوب گیا چاہ میں خورشیدِ درخشاں
بیتاب ہوئے دل کی چمک سے شہ کنعاں
پھر وقت وہ آیا کہ ملا درد کا درماں
خوش ہو کے گلے ملنے لگے حسرت و ارماں (تیر کاکوروی)

شاعر نے ان مصرعوں میں حضرت یعقوبؑ کی نسبت بتایا ہے کہ وہ (یوسفؑ) کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور چہیتے بیٹے کی فرقت میں روتے روتے آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں لیکن جب یوسفؑ نے اپنا کُرتا اُن کے پاس بھیجا تو اُسکو سونگھ کر باپ (نابینا) کو بیٹے کے دیکھنے کا ارمان تازہ ہو گیا جو آخر میں باپ بیٹے کے ملاپ کی شکل میں پورا ہوا۔ اب نکتہ شناس اور سخن فہم ان دونوں کے نازک فرق کو اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔

حَسِین ـــــ جَمِیل

حَسِین۔ (عربی بفتح اول حُسن کی جمع) صفت ۱ خوب۔ دلرُبا سُندر ؎

اک آن ہے جس میں وہ حسیں ہے
یوسف ہونے کی قید ہی کیا ہے (محسن)

۲۔ خوش وضع ۔ انوپ ۔ بھولا سہ

حسیں ہٹ گئے نکہتِ گُل کی طرح
اسیر اُڑتے پھرتے ہیں بُلبل کی طرح (محسن)

"کیا بنی ٹھہری شرطِ حُسن کیونکہ اگر حسین کثرت سے ہوں تو حُسن بے قدر ہو جائے"۔ (محصنات)

اس کا مبالغہ حُسّان آتا ہے ۔ عربی میں اور اُس کے بعد فارسی اور اُردو میں لفظِ حسین کے استعمال سے اکثر و بیشتر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ناپائدار اور فانی اسم کی صفت بیان کر رہا ہے ۔

غمزۂ بے جا سے کوئی ہو نہیں جاتا حسیں
رُوئے زیبا چاہیئے زلفِ معتبر چاہیئے (اکبر)

نہیں تو کہنے والے اَللّٰہُ جَمِیْلٌ کی جگہ اَللّٰہُ حَسِیْنٌ کہتے اور حدیث میں اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ کی جگہ اَللّٰہُ حُسَیْنٌ وَّیُحِبُّ الْحُسَّانَ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ اس کی نشان دہی ہے کہ جو فرق حسین و جمیل کا اوپر بیان ہوا وہی ٹھیک ہے ۔ اُردو میں فارسی کی طرح حسین اور جمیل مرادف ہیں یہ لیکن نازک فرق کے ساتھ جس کو دانشور اور سخن داں ہی خوب سمجھتے ہیں ۔

جمیل ۔ (عربی ۔ بالفتح اول ۔ اسکی جمع جُمَلَاَ آتی ہے) صفت ۱۔ اچھلی ہوئی چربی ۲۔ اِحسان ۔ نیکی ۳۔ خوب صورت ۴۔ اچھی سیرت کا (المنجد)

"بمعنی روئے دیدار وچہرہ استعمال می کنند۔ وایں مجاز است"۔ (فرہنگ آنندراج)

عربی لغات میں نیکوئی، خوبی اور احسان کے سوا چہرہ "مجازاً خوبصورتی کے معنی میں نہیں مستعمل ہے۔ ایسی خوبیاں جو جاندار اور بے جان کی (ناپائداری کے ساتھ ہوں) اُن کے واسطے عرب کے لوگ نہیں بولتے ہاں جمیل اس وقت کہیں گے جب سیرت کی اچھائی یا اللہ کی خوبی بیان کریں۔ حدیث ہے اَللّٰہُ جَمِیۡلٌ وَّیُحِبُّ الۡجَمَالِ اس سے ہماری بات کو تقویت ہوتی ہے اس لیئے کہ ظاہر صورت اور مجازی حُسن کے واسطے اس کا استعمال نہیں ہوا۔ دراصل جمیل کا لفظ پائدار اور غیر فانی چیزوں ہی کے لیئے مخصوص ہے ؎

اللہ جمیل کہ یہ شمع تہ دامن
اِکا ہوا اُس نور کا حسن ذات سے روشن
(تیر کاکوروی)

شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب کا نام جو مذاکرات نبوی سے بھری ہے "القول الجمیل" رکھا کیونکہ اس میں سیرت محمدیؐ پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ فرق ہے حسین اور جمیل کا جو مثالوں سے واضح کیا گیا۔ ورنہ یہ دونوں مترادف ہیں۔

حقیقت ۔ مجاز [1] ۔ شریعت [2] ۔ طریقت

حقیقت ۔ مجاز ۔ عربی (حقیقت بفتح اوّل، حق مادّہ) مؤنث ۱۔ اصل ۲۔ واجب الحمایت چیز۔ ایسی شے جس کی حمایت آدمیوں پر واجب ہے ۳۔ کسی چیز کی اصل یا ذات ۴۔ صوفیوں کی زبان (اصطلاح) میں ماہیت حالت

"راز حقیقت ظہور ذاتِ حق است بے حجاب تعیّنات و محو کثرات موہومیہ در اشعۂ انوار ذات" (شرح گلشن راز)

"حَقِیقَۃُ کُلِّ شَیْءٍ ھُوَ الْحَقُّ" (المنجد و منتہی العرب)

"صاحبِ اُلوہیت کی حقیقت کا معلوم کرنا ہمارے علم و عقل سے باہر ہے ہم کو تو بس یہی کافی ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اُس کے عالم الغیب ہونے کا اقرار کریں۔ انسان کی طبیعت میں مادّہ کچھ بڑی ایسا ہے کہ وہ ہر چیز کی کنہ میں لگا رہتا ہے اور یہی سبب ہے اُس کے ادھر اُدھر بھٹکنے پھرنے کا" (الحقوق والفرائض)

کلام ناطق آیاتِ قرآنِ حقیقت میں
سراپا معنیِ تحقیق ہے جملہ ترے قد کا (محسن)

اُردو میں معنی نمبر ۱-۴ کے سوا ۵ بساط- حیثیت کے معنی میں بھی بولتے ہیں ؎

دل میں اک بوند لہو کی بھی حقیقت کیا ہے
دوڑ دھوپ ایسی غضب ہے کہ قیامت کیا ہے (نیر کاکوروی)

۶ ناچیز- ذلیل- بے توقیر ؎

نہ کہو عاشقِ گریاں کی حقیقت کیا ہے
موتی کیا مال ہے نیساں کی حقیقت کیا ہے (سحر)

(دوسری حقیقت) ۷ ماجرا

"بھائی اس کمبخت ہریالی کے یہاں تک آنے کی حقیقت تو بتاؤ" (فسانۂ مبتلا)

نہ حرف و صوت میں نہ کام لب میں گنجائش
حقیقت شب معراج کے بیاں کے لئے (حالی)

مجاز ۔ بفتحِ اول ۔ عربی ۔ مذکر ۔ (المنجد و صراح) جاز (ن) جَوْزًا ۔ جُؤُوْزًا و جَوَزًا و مَجَازًا ۔ ا۔ کسی جگہ چلنا ۔ گزرنا ۔ جائز ہونا ۔ درست ہونا ۔ معانی و بیان کی اصطلاح میں وہ لفظ جو اپنے موضوع کے علاوہ کسی اور معنی میں کسی مناسبت سے استعمال کیا جائے ۔ جن معنوں کے واسطے لفظ وضع کیا گیا ہے اور انھیں معنوں میں اسکو بولیں تو وہ حقیقت ہے جیسے سانپ یا شیر کہ جب اس کو اسی جانی پہچانی مشہور و معروف ذات کے لیئے بولیں تو وہ مجاز ہوگا ۔ حقیقت کے برعکس ۔ جو حقیقت نہ ہو لیکن اُس کے حقیقی وضع کیے گئے معنی ترک نہ کر دیئے گئے ہوں ۔ اسی لیئے عربی میں کہتے ہیں اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ ۔

ہے حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام
بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل (محسن)

یعنی آپ کا مجاز حقیقت کے واسطے مقام حیرت ہے اور آپ کا نیاز بے نیازی کے لیئے مقام عزت و افتخار ہے ۔ مثلاً ذیلی شعر میں شاعر نے زلف اور کالا استعمال کیا ہے تو یہاں کالا (جس کو حقیقت میں سانپ کہتے ہیں) سے مُراد زُلف ہے جو مثل سانپ کے ہے اور یہی مجاز ہے ؎

دکھلا کے زُلف گیسوؤں والا نکل گیا
پیٹا کرو لکیر کہ کالا نکل گیا (شاہ نصیر)

آپ نے دیکھا کہ کیا اہم فرق ہے ان چاروں میں ۔ نکتہ رس دیکھیں اور ہم سب ان کے سکھانے اور جتانے کی کوشش کریں ورنہ یہ خزانہ رفتار زمانہ کو دیکھتے ہوئے لٹا ہی چاہتا ہے ۔

شریعت ۔ طریقت

۔ عربی ۔ مؤنث ۱؎ بڑا دریا ۲؎ بہنے والا پانی جس سے سیراب ہوسکیں ۳؎ ہندی میں سنگھٹ ۴؎ قانون الٰہی ۔ وہ راستہ جو اللہ کی مخلوق کو لے جانے کے لیے پیغمبروں کے ذریعے ہم کو معلوم ہوا ۔ مذہبی قانون ۔ وہ ظاہری مذہبی قانون جو انبیائے علیہم السلام کے ذریعے سے خالق کائنات اپنے بندوں کی رہنمائی کے واسطے بنا کر بھیجا ۔ دنیاوی حکمراں رعایا کو اپنے دستور پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی ہدایت چمکار کر، بہلا کر اور پھسلا کر ۔ قیدخانوں کی ایذا اور تکلیفوں سے ڈرا کر ۔ پھانسی پر چڑھا کرتے ہیں ۔ انھوں نے اُن قانونوں اور ضابطوں کے مختلف نام رکھ چھوڑے ہیں ۔ جیسے تعزیرات ہند ۔ سول پروسیجر کوڈ ۔ اینٹی کرپشن ۔ تنسیخ زمینداری ایکٹ ۔ دستور ہند وغیرہ وغیرہ ۔ یہ قانون اور ضابطے ہم دُنیا داروں کے لیئے بنائے ہیں ۔ ان کے فعلوں کی پرسش اور سزا دُنیا ہی میں جیسا ثبوت مِل جائے ہو جاتی ہے ۔ ارادے کا حال وہ نہیں جانتے اور نہ جان سکتے ہیں اس لیئے اسکی کوئی سزا نہیں ۔ اس کے خلاف قانون الٰہی جو عبارت ہے کلام الٰہی سے (قرآن یا اس سے پہلے زبور ۔ توریت اور انجیل وغیرہ) قرآن میں ہر اچھے بُرے کام کی یہاں تک کہ ارادے اور خیال تک کی جزا اور سزا رکھی اور نیکی ۔ بدی کی راہیں بھی بتادیں اور فرائض و واجبات سے بھی خبردار کردیا ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ جہاد ۔ جھوٹ ۔ زنا ۔ بدکاری ۔ شراب خواری ۔ چوری اور غیبت وغیرہ کو قانون شریعت میں داخل کرکے اُن کی سزا بھی اور جزا بھی جتادی ۔ اور یہ بھی کہہ دیا کہ دنیا میں رہ کر اسی قانون کو برتنا پڑے گا ۔

کشتی پہ تھے شریعتِ اسلام کی سوار
بحرِ طریقت ان کے لیئے راہِ خوش گوار (نیر کاکوروی)

طریقت ۔ (عربی ۔ طرق مادہ ۔ جمع طرائق) مؤنث ۔ ۱ کپڑے کا لمبا ٹکڑا ۔ ۲ خرمے کا لامبا درخت ۔ ۳ خیمے کا ستون ۔ ۴ قوم کا شریف ۔ ۵ عادت ۔ ۶ خصلت ۔ ۷ مذہب ۔

"طریقت تزکیۂ باطن و شریعت تزکیۂ ظاہر است ۔ اصطلاح سالکاں و دایں معنی را عبدالکریم خاں مغفور از منہاج تحقیق کردہ اند۔" (فرہنگ آنندراج)

نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک اسلام کے ظاہر قانون اور قاعدوں کی پابندی نہ کر لی جائے (شریعت) اس وقت تک طریقت کا راستہ کسی مسلمان کو نہیں مل سکتا ۔ یعنی اسلام میں پہلے شریعت اور اس کے بعد طریقت ۔ کوئی آدمی اس وقت تک سالک مجذوب ۔ صوفی ۔ درویش یا فقیر نہیں ہو سکتا ۔ جب تک وہ شریعت اسلام کا اچھی طرح پابند نہ ہو ۔ طریقت کے بعد درجہ ہے معرفت کا ۔

نہ شریعت نہ طریقت نہ حقیقت نہ مجاز
کون کافر مجھے کہتا ہے مسلمان ہے یہ (مصحفی)

خ

خاصا ۔ خاصہ ۔ خاصّہ

خاصا ۔ خاصہ ۔ (خاصا ۔ اردو میں امالہ کر کے خاصہ کی تشدید غائب کر دی اور ہائے ہوز کو الف سے بدل اور معنوں میں بھی اضافہ کر دیا) صفت مذکر

۱ـ موزوں۔ اچھا۔ سُڈول۔ مناسب ۲ـ بے عیب۔ مؤنث کے لئے خاصی ہے

"بیرا بیچارہ ایک کمھار سے جا کر خاصا سنڈا مسنڈا گدہا خرید لایا" (انتخاب اودھ پنچ)

بے دھڑک دیکھو نکیرین چلے آتے ہیں

خاصی اچھی یہ سڑک ہے مری تُربت کیسی (امیر)

خاصّہ ۔ (فارسی والوں نے عربی خاصّہ کی تشدید صاد کو نذار دکر دیا اور اُس کے معنوں میں بھی تراش خراش کر دی) مذکر۔ بادشاہوں اور امیروں کے کھانے کی جگہ استعمال کرنے لگے۔ اُردو میں بھی شل اہل فارس بولنے لگے اور معنی میں اضافہ کرلیا ۱ـ بادشاہوں۔ امیروں اور رئیسوں کا کھانا۔

"یہاں تک کہ خود حضور قیصر ہند نے دو مرتبہ اپنے ساتھ خاصہ کھلایا"۔ (انتخاب اودھ پنچ)

۲ـ ایک قسم کا کپڑا جو ہندوستان کی ایجاد ہے۔

"حسن آرا رئیس زادی ہے وہ خاصے اور ململ سے کم دیکھتی کب ہے" (مراۃ العروس)

۳ـ بادشاہوں اور رئیسوں کی سواری کا گھوڑا۔

"یہ مُشکی شاہ کے خاصے کی سواری میں ہے اس پر وہ سیر و شکار کے واسطے جاتے ہیں"۔ (توبتہ النصوح روزہ)

ع :۔ خاصے جاتے ہیں چمکتے ہوئے بجلی کی طرح (سحر)

خاصّہ ۔ (عربی۔ بفتح سوم و تشدید سوم) صفت۔ مذکر ۱ـ عامّہ کی ضد۔ خود اپنے لئے یا چُنی ہوئی چیز اس کی جمع خواص ہے ۲ـ وہ وصف جو ایک ہی چیز میں پایا جائے۔ جیسے ہنسنا۔ رونا۔ کسی شے کی خاصیت ۵ـ

سارے عالم سے یہ کر دیتی ہے بے پروائے محض
خاکساری میں بھی پایا خاصہ اکسیر کا (امیر)

"بھائی شیر کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود کو پانے کے لیئے اسی راہ پر جاتا ہے خواہ اس کو راہ میں کیسے ہی خطرے اور دشواریاں کیوں نہ اُٹھانا پڑیں۔ اس کو یوں سمجھو کہ جب وہ دریا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے جانے کا قصد کر لیتا ہے تو پھر دریا کی تیز و تُند موجیں اور گرداب اس کو اس راہ سے ہٹانے پر کتنا ہی مجبور کریں لیکن وہ پلٹ کر پھر اسی راہ پر جائے گا۔ پانی اور تیز ہوا کی زور دستی کے اس کو غصہ آتا ہے۔ یہ اس کا خاصہ ہے کہ باوجود ٹیڑھی راہ ہو جانے کے مارے غصے کے وہ بار بار سیدھی راہ چلنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی منزل کو پالے۔ اس اُلٹ پھیر میں کتنی ہی دیر کیوں نہ ہو جائے"۔ (الحقوق والفرائض)

اس کی جمع اُردو میں خواص بے تشدید حرف صاد ہے۔ ملاحظہ کیجیئے اہلِ زبان کے تصرفات کو کہ ذرا ذرا سے اضافے اور تفریق سے زبان میں کیسے کیسے پھول کھلائے گئے۔

خال ــــ خال

خال ۔ عربی (فارسی میں ۱ ماموں۔ ماں کا بھائی اور خالو۔ خالہ کا شوہر) مذکر ۲ سیاہ نقطہ جو آنکھ پر ہوتا ہے ۳ تل ۴ آبلہ ۵ غرور۔ بزرگی۔

عقل مندی۔ (اُردو میں نمبر ۱۔۳ میں بولتے ہیں) ۹ دو رنگ والا کبوتر۔

"خال بروزن قال نوع از کبوتر باشد وہر رنگ کہ بود خال بہمارنگ گویند" (نفس اللغۃ)

(یہ اُردو میں بھی بولتے ہیں اور یکرخیال میں لکھنؤ کی خاص اصطلاح ہے) ۶ کاجل کا وہ نشان جو نظر بد کی حفاظت کے لیئے خوبصورت اور کمسن بچوں کے چہرے پر لگا دیتے ہیں ۔

آتا نہیں نظر مسی آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہے وہ خال رُخِ آفتاب کا (وزیر)

خالِ سیہ بتاتا ہے رُخسار پر وہ ماہ
کیا ان دنوں زحل کا ستارہ بلند ہے (آتش)

فارسی میں اس کا مؤنث خالہ ہوگیا اور اُردو میں خالا۔

خال - (عربی) ۱ ماموں - ماں کا بھائی - اسکی جمع اَخوال ۔ اَخوُلہ ہے۔ اس کا مؤنث خالۃ مزید علیہ - ماں کی بہن ۲ خیر کا نشان ۳ فوج کا جھنڈا ۔ ۴ کسی شے کا مالک ۵ اونٹ میں نر و مادہ کی ضد وغیرہ وغیرہ - اُردو میں صرف معنی نمبر ۱ کیلئے مستعمل ہے اور دوسرے معنوں کا اضافہ اُردو زبان کی ایجاد ہے جو دوسرے کالم میں درج ہیں، اس سے اُردو زبان میں کس قدر کشادگی اور وسعت پیدا ہوگئی

خشوع ـــــ خضوع

خشوع - (عربی - بضم اول و دوم) خَشَعَ (باب) عاجزی کا اظہار کرنا۔

فروتنی کرنا۔(المنجد) صفت مذکر۔ اردو میں زبان اور آنکھ سے گڑگڑانا اور رونا۔

۲۔ فروتنی۔ عاجزی اور ڈر کا ظاہر کرنا۔ خاکساری، عاجزی، ڈر اور خوف۔

"اُس نے کچھ ایسی عاجزی اور خُشوع و خُضوع کے ساتھ نماز پڑھی
کہ واہ واہ سُبحان اللہ" (توبۃ النصوح)

کہ سیپارۂ دل کا ہر اک رُکوع
گرا سجدے میں باکمال خشوع (محسن)

"خشوع اور خضوع میں فرق یہ ہے کہ آواز میں اظہارِ سکنت
کرنے کو خشوع کہتے ہیں اور جوارح سے مسکنت و عاجزی ظاہر
کرنے کا نام خضوع ہے۔

خُضُوع۔ (عربی۔ بضم اوّل و دوم) خَضَعَ۔ باب فتح سے خضوعًا و خَضعًا و خضعانًا۔ عاجزی کرنا۔ تواضع کرنا۔ فروتن ہونا (المنجد) مذکر (اُردو میں) دل کی زبان سے خوف۔ ہراس۔ انکساری اور عجز کا اظہار کرنا۔

"بے خضوع نماز میں کوئی لطف نہیں مزہ نہیں، کہنے کو فرض ادا ہوجاتا
ہے" (الحقوق والفرائض)

خشوع اور خضوع کا استعمال ان معنوں میں مرادف ہے یعنی خشوع زبان سے اور خضوع دل سے۔ لیکن غور کریں تو بڑا اور نازک فرق ہے دونوں میں۔

خَطِ ترسا ــــــ خَطِ توَام

خَطِ ترسا۔ فارسی باضافت۔ آتش پرستوں کے خط میں سے ایک قسم کی تحریر ہے۔

یہ نہایت پیچ دار ہوتا ہے۔ لاطینی رسم الخط ہے۔

مر گئے رشک سے ہم تو کہ وہ دشمن کو خطاب
خطِ ترسائی پہ اعجازِ رقم دیتے ہیں (مومن)

خطِ تو اَم ۔ ف۔ باضافت اس کو توامان بھی کہتے ہیں۔ فارسی (خوش نویسوں کی اصطلاح) دو صفحوں پر کاغذ کے ایسے مختلف نقش بنائیں کہ جب ان صفحات کو سامنے رکھیں تو ان نقوش کی صورت سفید رنگ میں دکھائی دینے لگے ہے۔

خطِ تو اَم سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہم کو (ذوق)

خطِ غُبار ــــــ خطِ گُلزار

خطِ غُبار ۔ فارسی۔ باضافت۔ خوشنویسوں کی اصطلاح۔ بہت باریک یا مہین حروف میں لکھی ہوئی تحریر جو ایک ہی نظر میں آسانی سے پڑھ لی جائے نہیں تو غبار سا معلوم ہو ہے۔

عیاں ہے آئینۂ رُخ پہ جب سے خطِ غبار
وہ خط ہیں لکھتے مگر در خطِ غبار مجھے

خطِ گلزار ۔ ریحان۔ فارسی۔ باضافت۔ موٹے حرفوں میں لکھی ہوئی تحریر جس کی دونوں طرف چوڑائی میں باریک لکیریں ہوں اور اُن میں پھول بیل بوٹے بھی بنے ہوں ہے۔

سبزۂ خط گل رُخسار پہ ایک عالم ہے
خطِ ریحان خطِ گلزار نظر آتا ہے (ذوق)

کہتے ہیں کہ اس کا موجد ابن مقلہ ہے جس نے چھ قسم کے خط ایجاد کیئے تھے۔

خطِ طغرا۔ خطِ رنگین۔ خطِ شفیعا

خطِ طغرا۔ ترکی زبان کا خط۔ باضافت۔ چونکہ سلطان سلجوقی کے وزیر اسمٰعیل طغرائی سے منسوب ہے۔ اس لیئے اسکو خط طغرا کہنے لگے۔ طغرائی کا خط بہت اچھا لیکن پیچیدہ ہوتا تھا ۔۱ وہ پیچیدہ خط جس میں فرمان پر بادشاہوں کے نام اور القاب لکھے جاتے تھے ۔۲ مُہروں پر اس خط میں نام بھی کھودے جاتے تھے۔

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دُنیا میں
خوب فردوسیہ لکھا ہے خطِ طغرا میں (محسن)

ہر نگین دل پہ اسے شاہِ جمال
کندہ ہے طغرا تمھارے نام کا (نوازش)

خطِ رنگین۔ فارسی باضافت۔ ایسی تحریر جو رنگ برنگی حرفوں میں لکھی جائے۔

مشکل از بسکہ تھا مضمونِ دہن کا نکتہ
اس لیئے حاشیہ لکھا ہے خطِ رنگین کا (محسن)

خطِ شفیعا۔ فارسی۔ باضافت۔ وہ تحریر جو گھسیٹ (شکست) اور نستعلیق دونوں کی حامل ہو۔

ریشِ مُرسل کو نبوت کا رسالہ کہیئے
کششِ خطِ شکستِ دلِ اعدا کہیئے

سرِ فرمانِ خدا کا خطِ طُغرا کہیے
کلکِ تحریر کا یا خطِ شفیعا کہیے (محسن)

خطِ نسخ ــــ خطِ نستعلیق

خطِ نسخ - فارسی - باضافت (عربوں) یا عربی جاننے والوں نے بھی چھ قسم کے خط بنائے تھے ۱ مصری ۲ کوفی ۳ بصری وغیرہ خواجہ عمادالدین نے ان سب خطوں کو اس خط کی خوبی کے آگے نسوخ کردیا کیونکہ ان کے پڑھنے اور لکھنے میں دشواریاں ہوتی تھیں ۔

واہ کیسا کروں پر یہ خطِ نسخ لکھا
کہ یار کو معدوم ہی نہ سمجھے شعرا (محسن)

خطِ نستعلیق - فارسی - باضافت - وہ پُرانی وضع کی تحریر (خط) جو نسخ اور تعلیق سے ملاکر بنائیں (نسخ + تعلیق) نسخ کی (خ) کثرتِ استعمال سے گر گئی - اچھے حروف جس میں ہر حرف اور نقطہ اپنی جگہ پر صاف صاف لکھا جائے ایسا کہ اس کو ایک اندھا بھی پڑھ سکے - خوش خط تحریر -

" دیکھو ہاتھ سنبھال کے لکھا کرو - زبیدہ کی تحریر کیسی نستعلیق ہوتی ہے " (عریضۂ طاہرہ)

خفا ہونا ــــ رُوٹھنا

خفا ہونا - فارسی میں یہ خفا ہائے ہوّز سے (خفہ) ہے - بفتح اوّل و دوم -

اس کے معنی ہیں گلا گھونٹنا۔ مجازی معنی برہم ہونا۔ ناراض ہونا۔ اُردو میں کسی حاکم کا اپنے محکوم، آقا کا اپنے نوکر پر برہم ہونا۔ ناراض ہونا۔

"آج کل مسٹر گلیڈسٹن کی خفگی ہم پر بہت سے دیکھنے کیا ہو"۔ (اودھ پنچ)

"نصوح کلیم کی خفیف الحرکاتی سے بے انتہا خفا ہیں (توبۃ النصوح)

۲۔ بڑوں کی برہمی اور ناراضی چھوٹوں پر۔ محبوب پر حبیب کی خفگی ے

میں خود ہی دوڑ کے آ تا منا کے چوکے تم
خفا تھا میں تو یہ موقع تھا کج ادائی کا (شوق قدوائی)

دیکھا آپ نے کس قدر نازک فرق ہے جو اہل زبان اور نکتہ رسوں نے رکھا ہے۔ ہم اپنی نا اہلی سے نہ سمجھیں یا غلط بولیں تو یہ وقت کی خوبی ہے۔

روٹھنا۔ اُردو سے۔ بگڑنا۔ آزردہ ہونا۔ ناراض ہونا بہ ظاہر معنی تو وہی ہیں جو خفا ہونا کے۔ لیکن دہلی اور لکھنؤ میں یہ مصدر عام طور سے محبوب۔ معشوق کی خفگی کی جگہ بولتے ہیں ے

دشمن کے کہے سے روٹھتا ہے
وہ کہے تو منائیں گے ہم (مومن)

روٹھے ہوئے تھے آپ کئی دن کے من گئے
بگڑے ہوئے تمام مرے کام بن گئے (ناسخ)

۲۔ لکھنؤ میں ناراضی تو ہے ہی اس کے سوا پیار سے چھوٹے بچوں کے واسطے خاص کر بولتے ہیں۔

"حسنا تو تو بڑی ہٹیل ہے۔ اس ایک گڑیا کے نہ دینے پر روٹھ گئی"
(عزیزہ طاہرہ)

کیا مجھ سے خفا ہو مری جان
کس بات پہ روٹھی ہو میں قربان (اختر شاہ اودھ)

اسی سے روٹھائی کی رسم نکلی ہے۔

خَوف ۔ حُزن ۔ رِجا

خوف ۔ عربی ۔ (بفتح اول وسکون دوم) مذکر ۔ ا ہول ۔ ڈر ۔ ''یار چھے ٹرکی اب تم کو کس بات کا خوف ہے ۔ قرص اور دریائے ڈینوپ کی مقابل ہو رچہ نیدیاں خاک میں مل گئیں ارض روم کے مختار پاشا نے روسی بھالو کو شکست فاحش دیدی لیکن ذرا مہر سوز کی بھی جو کسی رکھنا'' (انتخاب اودھ پنچ)

۲ ۔ وہ رنج جو کسی ایسی مکروہ چیز یا بھونڈی اور ناپسندیدہ بات کی وجہ سے پیدا ہو جس کی اُمید آنے والے زمانے سے ہو ۔ بس یہی نازک فرق ہے خوف حُزن اور رِجا میں ۔ اس کو دیدہ ور اور نکتہ رس ہی جان سکتے ہیں ۔

حُزن ۔ **رَجا** ۔ (عربی ۔ بضم اوّل) مذکر ۔ ا غم ۔ رنج ۔ ملال ۲ حزن اس کو کہتے ہیں جو کسی ایسی مکروہ اور ناگوار بات کی وجہ سے پیدا ہو جو گزرے ہوئے زمانے میں ہوئی ہو ۔ معنی نمبر ۲ سے خوف اور حزن کا فرق ظاہر ہو گیا ۔ اب لگے ہاتھوں رجا کو بھی دیکھتے چلیں ۔ یہ عربی میں بفتح اوّل اور آخر میں ہمزہ کے ساتھ ہے (رَجاء) اُمید و خوف کے معنوں میں ۔ فارس گیا تو زیر زبر ہو گیا اور آخری ہمزہ بھی ندارد کر دیا گیا یعنی شکل

کچھ بدل گئی معنی عربی رہے۔ بلکہ بھروسہ اور آرزو کا اضافہ ہوگیا۔ عربی میں بھی رَجا بفتح اوّل اور بے ہمزہ ہے اُس کے معنی ہیں سمت۔ کنارہ کسی چیز کا ہو آسمان کا یا کوئیں کا اُردو میں مستعمل نہیں ہے جمع اَرجاء ہے ؎

صورت میں یارِ غار کی حاضر ہوئی رِجا
چادر اُٹھا کے پھر بادب کی یہ التجا (نیر کاکوروی)

"سرحد کا جھگڑا کچھ تمھیں کو بیم و رِجا میں نہیں رکھتا بلکہ سارے ہندوستان انگلستان اور افغانستان میں بکر کوڈ مچاتا پھرتا ہے" (گلدستہ پنچ)

عربی میں رَجا بفتح اوّل ہی درست ہے لیکن زبانوں پر اب بکسر اوّل ہی ہے۔

(د)

دُر ـــــ دُرّ

دُر۔ (سنسکرت [illegible]) ا۔ خطاب۔ لاحقہ۔ ہندی میں نکل جا۔ دُور ہو جا۔ ذلت و حقارت کا کلمہ۔ نفرت ظاہر کرنے کی جگہ بولتے ہیں۔

گو ہر وصف سے گر دامنِ دریا پُر ہو
یوں صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دُر ہو (محسن)

دیا انعام سب کو دُر دُرایا یار نے مجھ کو
غضب ہے یہ مرے حصّے میں آیا دُر تکدّر کا (شعور)

(اس کا استعمال کرنا ہونا کے ساتھ ہے)

دُرّ۔ (عربی میں بہ تشدید حرف دوم و بضم اوّل ہے) مذکر ا۔ بڑا موتی

اس کی جمع دُرَر اور دُرّات ہے۔ جیسے دُرّۃُ التاج۔ دُرِّ نجف۔ فارسی گیا تو ر کا تاج اُتار لیا گیا اور بے تشدید دُر ہو گیا اور صرف موتی کے لیے بولا جانے لگا جیسے دُرِ خوش آب۔ دُرِ ناسفتہ۔ دُرِ شہوار۔ اردو میں بھی فارسی کی طرح بہت سے لاحقوں کے ساتھ بولنے لگے ؂

فکرِ وصفِ دُرِ دنداں میں کٹا سارا دن
رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسنؔ (محسنؔ)

۲۔ ایک زیور کا نام جو کانوں میں پہنا جاتا ہے ؂

وہ شعرِ تر میں وصفِ دُرِ گوش میں پڑھوں
سیپی اُتار دے مجھے دُر اپنے گوش کا (اسیرؔ)

دفع ـــــــ رفع

دَفع ۔ (عربی۔ بفتح اول۔ بسکون دوم) ۱۔ ہٹانا ۲۔ دُور کرنا ۳۔ رد کرنا ۴۔ داخل کرنا ۵۔ ادا کرنا ۶۔ کسی بات کو دلیل سے باطل کرنا۔ ۷۔ مجبور کرنا ۸۔ کسی کو اذیت سے بچانا ۹۔ کسی کو کچھ دینا وغیرہ۔

"ایک سال سُنا کہ ایسا اچھا امتحان دیا کہ تمغہ ملا یہ کچھ تعجب کی بات نہیں اور نہ اس سے آوارگی کا الزام دَفع ہو گیا"۔ (محصنات)

اردو میں سوا دو تین محاوروں کے جس میں دفع بفتح اول و دوم ہے مثل سابق ہی نفظ سے گزرا ہے۔ جیسے دَفع دَخل کرنا۔ یا رَفع دَفع کرنا یا ہونا۔

"ناظر نے بہت تسلّی کی اور بولا کہ اتنا تو سمجھئے کہ اگر میرے دل میں کوئی فساد ہوتا تو میں سویرے منھ اندھیرے آپ کے پاس دوڑا ہوا کیوں آتا۔ خیر جو کچھ ہونا تھا سو ہوا میں جس طرح بن پڑے گا مبتلا بھائی سے کہہ سُن کر رفع دفع کروانے کی سعی بلیغ کروں گا" (فسانۂ مبتلا)

میری ناچیز رائے میں مثالوں پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دَفع اس جگہ بولتے ہیں جہاں عدم ہو یعنی جس چیز کا وجود نہ ہو اور فوری پیدا ہو جائے جیسے بیماری۔ یا لڑائی، جھگڑا۔

"بہرکیف نفس انسانی کا خاصۂ طبعی ہے، اُس کے لئے غصّہ دیا گیا ہے کہ دَفعِ مضرّت کر سکے"۔ (اجتہاد)

"یعنی برتن کو پورا نہ ڈھک سکو تو دَفعِ کراہت کے لیئے اتنا ہی کافی ہے۔ (الحقوق والفرائض)

رَفع (عربی) ۱ اُٹھانا ۲ بڑھانا۔ بلند کرنا ۳ حدیث کی سند ۴ عربی قاعدے کے مطابق زبر کا نشان لگانا ۵ موقوف کرنا۔ ۶ دُور کرنا۔ الگ کرنا وغیرہ۔ اُردو میں بھی انھیں حرکتوں کے ساتھ بولتے ہیں لیکن اس طرح نظم میں زیادہ کہتے ہیں ؎

ہو رفع اختلاف جو نیّت بخیر ہو
نفسانیت مٹے تو نہ آپس میں بیَر ہو (زیر کا کردو گا)

نثر میں بفتح دوم ہی زیادہ مستعمل ہے، بخلاف دَفع کے۔

"جس قدر رکم تو جہی کی شکایت تھی غالباً رفع ہو گئی ہو گی" (گلدستۂ پنج)

"بھائی سید احمد خاں نے اسباب بغاوت ہند لکھ کر انگریزوں اور مسلمانوں کے مابین اختلافات کو بڑی حد تک رفع کردیا (مجموعۂ لکچرز)

"رَفع یا رَفَع کا استعمال وہاں کرتے ہیں جہاں اس چیز کا وجود ہو جیسے رَفع حجاب۔ رَفع مرتبہ یا درجہ یعنی مراتب"۔ (آبِ حیات)

اسی لیئے رافع الدرجات بولتے ہیں اور معنوں میں قریب رَفع اور دفع یکسانیت کا درجہ رکھتے ہیں سو امعنی نمبرا اور نمبر ۲ کے اس لحاظ سے اور عدم دوجود کے نازک اور اہم فرق سے دونوں میں بہت بڑی تفریق ہے۔ البتہ جب دونوں ساتھ بولے جائیں تو حرکت دونوں کی (بفتح اول و دوم) ایک سی ہوجاتی ہے اور معناً بھی دونوں مترادف ہوتے ہیں۔

"اب کچھ ہندو انگریزی تعلیم کی بدولت اس علم کو جان گئے ہیں اور آپس کے اختلافات کو رفع دفع کرنے کی کوشش میں لگے ہیں"۔ (اجتہاد)

دُودھ پینا — دُودھ کھانا

دُودھ پینا۔ اردو ۱۔ شیر نوشیدن کا ترجمہ ؎

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا پیئے وہ دودھ جو پی کر ابل چلے

۲۔ بچے کا دودھ پینا ؎

ہوگیا شیطان ہے مرد دودھ میرا پی کے دودھ
اور اتنا میں ہو کر دودھ کی تاثیر تو ج (جان صاحب)

"شیر مکیدن۔ ع. بی رضع بالفتح مکیدن کے معنی چوسنا کے ہیں" (نفس اللغۃ)

نور اللغات میں اتنی عبارت زیادہ ہے جس سے دہلی اور لکھنؤ کا فرق سمجھ میں آتا ہے "ایسے محل پر جہاں معنی نمبر ۲ کا پہلو قابل مضحکہ ہے دودھ پینا کی جگہ دودھ کھانا۔ دودھ استعمال کرنا بول چال میں فصیح ہے اور جہاں ذم کا پہلو نہ ہو وہاں دودھ پینا ہی فصیح ہے۔"

گمان غالب یہ ہے کہ ناسخ کے زمانے میں یہ نازک فرق کیا گیا اس لیے کہ میر علی اوسط رشک شاگرد رشید حضرت ناسخ نے اپنے لغت (نفس اللغۃ) میں مکیدن مصدر لکھ کر اس کو صاف کر دیا۔ مکیدن کے معنی چوسنا۔ وہ چاہے بچے اپنی ماؤں یا دائیوں، اَناؤں کی چھاتی سے لگ کر دودھ چوسیں یا جانوروں کے تھنوں سے۔ بقیہ صرف دودھ پینا میں دیکھیے اب آپ بولیں یا نہ بولیں یہ آپ جانیں۔

دُودھ کھانا۔ فارسی کے شیر خوردن کا ترجمہ۔ اُردو ۔ ۲ بچے کا دودھ پینا یا بڑے آدمی کا، دونوں کے واسطے بولتے ہیں۔

خواجہ آتش تک تو لکھنؤ میں بچے سے لے کے بالا اور جوان سے لے کے بوڑھا تک حسب ضرورت دودھ پیتا ہی تھا۔ شیخ ناسخ جن کو زبان اُردو کا ناسخ کہا جاتا ہے انھوں نے اس میں فرق کیا اور اس میں شک نہیں کہ اس نازک فرق سے زبان میں وسعت اور کشادگی پیدا ہو گئی یعنی جو بچے اپنی ماں یا اَنا کی چھاتیوں سے لگ کر دودھ پئیں ان کے واسطے دودھ پینا بولیں گے اور جب وہ بچپن سے بڑھ جائیں یا اچھے خاصے جوان یا اس سے تجاوز کر کے

بوڑھے ہو جائیں اُن کے لیئے دودھ کھانا ہی بولیں گے لیکن یہ اُسی وقت ہوگا جب دل لگی اور مزاح کا پہلو نہ ہو۔ اگر بڑا اپنے چھوٹے سے یا برابر کا آدمی بات چیت میں کہے کہ میاں دودھ پی لو نہیں تو کمزوری اور بڑھے گی تو ظاہر ہے کہ اس میں مذاق کا پہلو نہیں ہو سکتا، ایسے موقعوں پر دودھ پینا ہی فصیح ہے۔ ہاں جب ہنسی مزاح والے لوگ اکٹھا ہوں اور اس میں آفاقی اور مہذب بھی ہوں تو البتہ کہیں گے کہ میاں تم نے دودھ کھایا۔

"خواجہ صاحب۔ خوجی سے دودھ پیجیئے۔ چُپ بے گیدی اتنا بڑا لومبڑ ہو گیا اب تک تمیز کا پتہ نہیں یہ دودھ پینا کہاں کا محاورہ ہے (اور پھر ہمارے لیئے) گنوار کہیں کا دودھ کھانا نہیں کہتا۔

۲۔ جب خوجی نظر سے اوجھل ہوئے میاں آزاد دودھ کھا گئے" (فسانۂ آزاد)

دُھنگارنا ــــ بگھارنا

دُھنگارنا ۔ ہانڈی یا پتیلی جب تیار ہو جاتی ہے اُس وقت کرچھے میں گھی کڑکڑا کے پان یا امرود کا پتا اس میں ڈال کے اسی پتے پر گرم کوئلہ رکھ دیتے اور کرچھے کو دیگچی یا ہانڈی میں ڈال دیتے ہیں، کرچھا نکال کر ہانڈی کا منھ ڈھک دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ہانڈی میں پکی ہوئی چیز خوش ذائقہ اور خوشبودار ہو جاتی ہے۔ دُھنگار خاص کر رائیتے۔ کبابوں کے قیمے اور بھرتے میں دیا جاتا ہے۔

"حُسن آرا نے جواب دیا کہ اُستانی جی میں ضروری کام سے چلی گئی تھی اور کریمن بُوا سے کہتی گئی تھی کہ اس ہانڈی میں اُستانی جی سے پوچھ کر دُھنگار

لگا دینا۔" (بنات النعش)

یہی نازک فرق ہے دونوں میں۔

بگھارنا۔ جب ہانڈی گرم ہو جاتی ہے تو اس میں گھی ڈال کر پیاز کتر کر ڈالتے اور پیاز کو لال کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد اس میں گوشت یا دوسری چیز ڈال کر بھونتے ہیں۔ یہ بگھار پیاز کے علاوہ لہسن اور زیرے وغیرہ سے بھی دیا جاتا ہے۔

"محمودہ! ذرا ابوالحسن آرا کو بگھار کی ترکیب بتا دینا۔ یہ سُن کر لڑکیاں ہنسنے لگیں۔ اصغری نے اُن کو سمجھایا کہ تم جب مدرسہ میں آئی تھیں تم کو بھی کیا آتا تھا میں نے اگر حُسن آرا کو بگھار کی ترکیب بتانے کے لیے کہا تو اس میں تمہارے ہنسنے کی کیا بات ہے۔" (بنات النعش)

بگھار سالن۔ دال۔ بھجیا وغیرہ کے واسطے اور دُھنگار رائیتے آلو، یا کسی اور چیز کے بھرتے اور ماہی توے کے کبابوں کے قیمے کے لیے ہوتا ہے۔

ڈ

ڈھانپنا ـــــ ڈھانکنا

ڈھانپنا۔ (سنسکرت میں आपि + धा + पिधा) ۱ بند کرنا ۲ ڈھانکنا ۳ چھپانا ۴ کسی چیز پر کچھ رکھ کر اس کو اس طرح بند کر دینا کہ وہ سب طرف سے چھپ جائے ۵

آتے ہی تُربت جو روتے ہو کیا لائے تھے سو کھوئے گیا
اتنا تو ملک بتا دو ہمیں آنکھیں کھولو کیوں ڈھانپے ہو (مونس)

سمٹے پہاڑ مُنھ کو جو دامن سے ڈھانپ کے
سیمرغ نے گرا دیئے پَر کانپ کانپ کے (انیس)

۴۔ رنج و غم اور شرم کے موقع پر ڈھانپنا ہی فصیح ہے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہوا۔ ع :۔ "ڈھانپا کفن نے داغِ عیوب برہنگی"۔ (غالب)

روئے تو میں کیوں کھوں چل و منھ ڈھانپ نکل
پیٹ شرما کے لکیر اب کر گیا سانپ نکل (امیر)

"ایک تو دن بھر کا فاقہ دوسرے بھیگ کے چوہا بیٹھی نہ ہونے اور وکیل کے تقاضوں، اہل محلہ کی باز پرس سے بو کھلائے گھر آئے کپڑے اُتار چادر سے منھ ڈھانپ چارپائی پر ایسے ڈھیر ہوئے جیسے کوئی افیمی یا چانڈو باز"۔ (گلدستہ پنچ)

ڈھانکنا۔ ۱۔ چھپانا ۲۔ بند کرنا ۳۔ پوشش ڈالنا ۴۔ اُڑھا دینا۔

جلوۂ ماہ تہِ ابر تنک بھول گیا
اُن نے سوتے میں دوپٹے سے جو منھ کو ڈھانپا (میر)

ڈھانکنا میں صرف چھپانا کا پہلو نمایاں رہتا ہے ؎

ڈھانکنا چاہا بدن جب تو دیا تو نے لباس
پر نہ ایسا جس کو حسرت سے تکیں خُرد و کلاں (حالی)

"اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دو یعنی برتن کو پورا نہ ڈھک سکو

دفع کراہت اور ضرر کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ ڈھانپنا یں چھپانا، بند کرنا، عموماً شرم و حیا اور رنج و غم کے اظہار کا پہلو خصوصاً ہوتا ہے اور وہاں ڈھانپنا ہی فصیح ہے۔ حسب ذیل مومن کے شعر میں اگرچہ منھ ڈھانک کے رونے کا ذکر ہے لیکن اُس میں افشائے راز ہو جانے کا اندیشہ قوی ہے جو اشارہ کر رہا ہے کہ نوحہ گروں کا رونا جو منھ ڈھانک کر اُس کو تاڑنے والے ہی تاڑ گئے بالفاظ دیگر یہ رونا اور غم کا اظہار ٹھیک نہیں ہے اور چھپے گا نہیں ؎

اہلِ ماتم اپنے رو ئیں کس طرح منھ ڈھانک کر
مرتے مرتے پاس اُس پردہ نشیں کا تھا ہمیں (مومن)

اصل مطلب منھ چھپانا ہے اور وہ ڈھانک سے پورا ہو گیا۔ عام طور پر ڈھانپنا اور ڈھانکنا دونوں مترادف ہیں اور ان فرقوں کی آج کل پروا کہاں۔

ذ

ذکی ــــــ زکی

ذکی۔ (عربی۔ بفتح اول۔ صفت) مذکر۔ مؤنث اس کا ذکیہ ہے ہی پر تشدید کے ساتھ ذَکِیّ۔ جمع اذکیاء ہے۔ فارسی میں بے تشدید ہے۔
۱۔ تیز طبع ۲۔ ہوشیار۔ عقلمند۔ اب آپ جذبات سے الگ ہو کر دیکھیں کہ دونوں کے املے اور معنوں میں کیا فرق ہے۔ اگر یہ دونوں کسی دوسرے خط میں لکھے جائیں تو کون پہچانے گا اور کیا فرق کرے گا دونوں میں۔

زکی۔ (عربی میں تشدید کے ساتھ ذَکیّ۔ جمع اصلی اَذکیاء، مؤنث اس کا

نزکیہ ہے ۔) صفت مذکر۔ عمدہ نشوونما پانے والا ۲ ایک اسرائیلی کا نام جو خراج وصول کرتا تھا۔ فارسی میں بے تشدید بولتے ہیں اور اردو میں بھی زبانوں پر بے تشدید ہے۔ لیکن معنوں میں تبدیلی ہو گئی ۱ پاک ۔صاف۔ جیسے یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔اللہ جس کو چاہتا ہے پاک صاف بنا دیتا ہے (توبہ کی توفیق عطا فرما کے اور وہ سب سنتا اور جانتا ہے۔ اکثر پڑھے لکھے ناواقفیت کی وجہ سے ان دونوں میں تمیز نہیں کر پاتے حالانکہ فرق دونوں کا ظاہر ہے۔

ذَرا ـــــ ذرا

ذرا۔ (عربی۔ ذَرٌ ایذدُرُ ذَرُوًا ۔ ذرٰی ۔ یَذْرِیْ۔ ذَرْیًا۔ ذَرّٰی تَذْرِیَۃً وَاَذْرٰی۔ اِذْرَاءً) اُڑانا۔ بکھیرنا۔ صاف کرنا۔ گرا دینا۔ ہوا میں اُڑنا۔ تیز دوڑنا (المنجد وصراح) آفتاب کا نور چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے نکلے اور اُس سے باریک باریک اجزا دیکھے جائیں ۲ اناج کی چھوٹی مقدار کا ایک سواں حصہ (جو کا سوواں حصہ) نفس اللغۃ میں لکھا ہے کہ ذرّہ کو حضرت ناسخ نے ذرا بنایا اور ہندی بمعنی اندک" جلوۂ خضر میں ذرہ عربی ہے اور شیخ ناسخ کے وقت میں ذرا بنا کر ہند کر لیا۔ اس سے پہلے میر اور انشا وغیرہ ٹک اور تنک بمعنی تھوڑا کم بولتے تھے۔ امیر مینائی نے اپنے مکتوبات میں اپنی صحت کی حالت میں جو خطوط لکھے ہیں اُن میں ذرا کا املا ذال ہی سے لکھا ہے جب وہ صاحب فراش ہو گئے اور دوسروں سے لکھوانے لگے تو کاتب نے

ذال کو زے سے بدل دیا۔ حضرت امیر پر یہ الزام بیکار ہے۔ نور اللغات میں بھی ذرا ذال ہی سے ہے اور فرہنگ آصفیہ میں بھی اسی طرح ہے۔ نور اللغات میں اس قدر اضافہ ہے کہ (فارسیوں نے ابرک کے وہ ریزے جو چمکتے ہیں یا آفتاب کے چھوٹے چھوٹے اجزا، جو روشن دانوں میں لہراتے پھرتے ہیں یا وزن میں ایک جَو کا سواں حصہ ان معنوں میں کوئی تصرف نہیں کیا اور اُس کو ذرہ ہی رکھا اور یہی سبق اُردو والوں نے بھی پڑھا ہے

ذرّہ رہتی نہیں حرارتِ عشق
حُسن پر جب زوال آتا ہے (امانت)

اُردو میں اس کو مشدد کر کے اس کے اِملے میں بھی تبدیلی کر دی اور معنوں میں بھی یعنی ذرّہ سے ذرا بنایا اور کم۔ تھوڑا کچھ کسی قدر کے معنی میں بولنے لگے۔

ذرا ذرا سی شکایت پہ روٹھ جاتے ہیں
نیا نیا ہے ابھی وقت دلربائی کا (امیر)

یہ دل کی پھانس نہ ہو ظالم ذرا چھیڑا تو کھٹکے گی
نکل جائے آپ کی جان لیکر آپ کیا جانیں (نیر کاکوروی)

"شبیہ بھر جیسے سب بیر تم نے کھا لئے اور اُس کے لیئے ذرا نہ رکھے"۔ (فرہنگ آصفیہ)

نفس اللغہ۔ جلوۂ خضر۔ امیر مینائی۔ فرہنگ آصفیہ۔ لغات النسا اور نور اللغات جیسی مستند کتب میں ذرا کے بارے میں جو فیصلے کیے گئے ہیں ہم بے دلیل ان سب کو اپنی کریزی طبع کی خاطر بالکل ہی نہ مانیں۔ ہمارے نزدیک کسی

سمجھے بوجھے اور پڑھے لکھے آدمی کے لیئے ممکن نہیں (حسرت موہانی نے نوادرِ سخن کے صفحہ گیارہ میں (۱۵) پر (آباد لکھنوی کا شعر سند میں پیش کر کے اپنی رائے ظاہر کی ہے)

وہ رشکِ مہ جو رُخ سے اُٹھا دے نقاب کو
ذرہ غرور بھی نہ رہے آفتاب کو (آباد لکھنوی)

ذرہ غرور یعنی ذرّہ برابر غرور۔ ذرا بھی دراصل ذرّہ ہی سے نکلا ہے اور اسی سبب سے ذال سے لکھا جاتا ہے۔

زرا۔ (عربی۔ نصَرَ یَنصُرُ سے ذَرّاً جیسے ذَرَّ القَمِیصَ یا ذَرَّ الرَّجُلُ سَمِعَ یَسْمَعُ سے اپنے مخالف پر سختی کرنا۔ عقل و تجربہ کا بڑھنا۔ گھنڈی لگانا۔ نیزے کے پھل کا چمکنا۔ بٹن لگانا (المنجد۔ صراح) اس سے تو اُردو کا زرا جس کے معنی تھوڑے۔ کم ہی نہیں بنایا جا سکتا ہے کیونکہ کہیں سے معنوی کتر بیونت کرنا ناممکن ہے اور ذرّے سے ذرا تو قرینِ قیاس بھی ہے اس لیئے کہ ذرہ کے معانی ہیں چھوٹے چھوٹے ریزے یا اناج کی چھوٹی سی چھوٹی مقدار اپنی طرف ہمارے لیئے اشارہ کرتی ہے کہ ہم اس میں تصرّف کر کے معنی بدل دیں اور اس کو اپنالیں اور ایسا ہی محققین زبان اُردو نے کیا بھی ہے اس سے ہماری زبان کی وسعت اور ہمہ گیری کی اہلیت نمایاں ہو گئی۔ خلاف قاعدہ ہر زبان میں کچھ نہ کچھ الفاظ آ ہی جاتے ہیں اور اس طرح زبان میں پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے مثلاً ایک قاعدہ ہے کہ عربی حرف غ کے ساتھ سنسکرت کا حرف ٹ یا ڑ وغیرہ کا میل نہیں ہو سکتا لیکن غٹر غوں۔ غرّاہٹ۔ غٹا غٹ۔ غل غپاڑہ۔ غچا غٹ غوٹ۔

غنڈا۔ تڑاق۔ پڑاق۔ تڑاخا وغیرہ الفاظ جس میں حرف عربی غین اور حرف سنسکرت ڈ۔ٹ۔ڑ۔چ لگا ہے اُردو میں بنائے گئے اور بولے جاتے ہیں اسی قبیل میں غُنڈا بھی ہے۔ ان الفاظ کو مستثنیات میں سے خیال کرنا چاہئے اگر ہم اپنی نافہمی۔غلط سیاست۔کوتہ اندیشی کی وجہ سے ان کو ٹکسال باہر کردیں جیسا کہ ارباب دانش نے کچھ دن ہوئے غنڈے کو گنڈا اور ذرا کو زرا کردیا یہ بات ناانصافی پر نہیں بلکہ ہٹ دھرمی پر مبنی ہوگی اور اس کو غلط سیاسی رنگ دے کر زبان کو محدود کرنا اور نقصان پونہچانا متصور ہوگا۔ یہ سب الفاظ ہماری زبان کے ہیں اور ہم ان کو اسی طرح لکھتے اور بولتے رہیں گے جیسا کہ غنڈے کے بارے میں فرہنگ آصفیہ کے مؤلف نے کہا ہے اس کی مفصل بحث نور اللغات کے تتمہ میں جو زیر نظر ہے ملاحظہ کریں گے۔

"ان تمام محققین اور دانشوروں کے استناد سے میرے دل میں ذرا کا املا ذرا ہی سے ہے اُس کو ہرگز تبدیل نہیں کیا جانا چاہئے اور پھر ذرا زے سے لکھنے کی کوئی گنجائش بھی تو نہیں معلوم ہوتی۔ تنہا میرا یا اور کسی صاحب کا یہ کہہ دینا کہ یہ لفظ یوں نہیں یُوں ہے بے دلیل اور تحقیق کیوں کر مانا جاسکتا ہے۔"

میں نے مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ موصوف نے لکھا کہ کسی زمانے میں انجمن ترقی اُردو نے یہ تبدیلی کی تھی لیکن وہ قابل قبول نہیں ہوئی۔

ر

راس ـــــ راست

راس ۔ بروزن پاس (سنسکرت میں آواز کے معنی ہیں وہ چاہے باجے کی ہو یا آدمی کی ۱؎ بے سُری اور تکلیف دِہ آواز۔ ۲؎ ہندوؤں کا تہوار جس میں گایوں کے ریوڑ یا باڑے کے پاس ناچ ہوتا ہے۔ یہ ناچ کارتک (کاتِک) کے مہینے میں سری کرشن مہاراج اور گوپیوں کی یاد منانے کے لیئے ہوتا ہے۔ اس میں جو لڑکا کرشن جی کا پارٹ کرتا ہے اُس کو راس دھاری کہتے ہیں ۳؎ گوالن کا پارٹ ادا کرنے والی ۔ اس ناچ کو راس لیلا بھی کہتے ہیں) اُردو میں ایسے اناج کا ڈھیر جس کی بھوسی نہ نکالی گئی ہو ۱؎ چھانا پھٹکا ہوا اناج ۲؎ راس منزل ۔ برج ۔ آسمان کے بارہ بُرجوں میں سے ہر ایک کو راس کہتے (اصطلاح نجوم) مذکر ۳؎ مؤنث نصیب ؎

کتیا تھی غرض کہ راس اس کی

پوری نہ ہوئی یہ آس اُس کی (میر حسن)

۴؎ باگ ڈور۔ بڑی لگام ۵؎ مبارک (ہونا۔ لانا کے ساتھ) جیسے تم یہ کام کرو خدا راس لائے ۔

"پناہ بذات خدا۔ اب سُنیئے خدا راس لائے یہ نکھار یہ چکن پٹ بے کہیں لگن لگے تو ہوتی نہیں"۔ (گلدستۂ پنچ)

۶؎ موافق ہونا۔ ٹھیک ہونا ؎

آب و ہوائے ملکِ محبت راس نہیں ہے ہم کو تو
ہوتے لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہیں (مومن)

۷ لائق۔ سزاوار ؎

ساتھ شیشوں کے بدن ٹوٹنے لگتا ہے مرا
ساقیا! مجھ کو کبھی توبہ سے راس آئی (ناسخ)

راست۔ (فارسی۔ بروزن کاشت) سچ۔ سیدھا۔ جھوٹ اور ٹیڑھے کی ضد)۔ سچ۔ درست۔ ٹھیک ؎

لو سنو صاف نہیں اب کوئی پردے کا مقام
جھوٹی باتوں کا بنانا کسی جھوٹے کا ہے کام
وہ مرا گھر ہے جہاں آپ گئے تھے سرِ شام
میرے بھائی تھے وہ شہزادے یہ ہے راست کلام (امیر)

۲ سیدھا ؎

راست ہے مثلِ الف بس کہ وہ قدِ بالا
دال میں جیسے الف دل میں ہے یوں اُسکی جا
دل بنا دال تو ہے دال کہ ہو جانِ خدا
شک نہیں ثابت ہے تِل کے تصور نے کیا (امیر)

اہلِ زبان جانتے ہیں کہ راس سنسکرت اور اردو اور راست فارسی میں حرفی اعتبار سے صرف ت کا فرق ہے لیکن معنوں کو دیکھتے ہوئے موقع محل کا خیال کیئے بغیر راست کی جگہ اگر راس کہہ دیا جائے تو گیا ہو۔ آج کل کے پڑھے

لکھنے ان نازک مفاہیم پر نظر نہیں کرتے اور جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

رد ـــ کد

رد ۔ (عربی ۔ دال کی تشدید کے ساتھ) مذکر ۱ زبان لڑکھڑانا ۲ نباتات کی زیادتی ہونا ۳ ۔ پھرنا ۴ واپس کرنا ۵ خراب چیز ہونا ۶ شریعت کے اصول کے خلاف کام کرنا ۔ نور اللغات میں لکھا ہے کہ دہلی میں مذکر اور لکھنؤ میں مؤنث بولتے ہیں اور اردو میں بے تشدید ہی زبانوں پر ہے ۱ پھیر دینا ۔ واپس کرنا ع

کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد
مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے (غالب)

(فارسی ترکیب کے ساتھ بہ تشدید ہی بولتے ہیں) ۲ تردید ۔

"یا حضرت خیر ۔ نہ سلام نہ گڈ مارنیگ ۔ ایسے بوکھلائے کہ مسنت کی خبر ہی نہیں ۔ یہ نہیں جانتے کہ اودھ پنچ کے یار شاطر نے آپ کی کتاب کی رد لکھ کر وہ ٹھکا فضیحتی کی ہے کہ ساری تاریخ دانی دھری کی دھری رہ گئی" (انتخاب اودھ پنچ)

۳ جھٹلانا ۔ ع "پر یہ کس خوبی سے ہر وار کو رد کرتے ہیں" (انیس)

"مولوی صاحب نے یہ دلیل پیش کی اور میں نے اس کا رد یہ نکالا" (اجتہاد)

کد ۔ (عربی ۔ دال کی تشدید کے ساتھ) مؤنث ۱ سخت کام کرنا ۲ روزی تلاش کرنا ۳ مانگنے میں اصرار کرنا ۔ (اردو ۔ فارسی میں بغیر تشدید دال بولتے ہیں

اور الگ الگ ۱ ضد - ہٹ اور اصرار کے معنی میں ؎

غیروں نے تو سر نذر دیے مرنے پہ کد کی
ہم نے تو ابھی تک شہِ بیکس کی مدد کی (انیس)

ناحق وہ مجھ سے کد کرے گا
اللہ مری مدد کرے گا (اکبر)

اور جب دونوں ایک ساتھ بولیں تو دونوں کو بہ تشدید بولیں گے مثلاً جس اب اس ردّ وکدّ سے کیا حاکم نے فیصلہ ایمانداری سے کیا یا نہیں تمہارا تو کام ہو گیا۔

ملاحظہ کیجیئے ردّ وکد کا فرق کس قدر نازک ہے اور اصلی معنوں سے ہمارے یہاں کتنی دُور ہٹ گیا ہے۔

رشک ــــ حسد

رشک - (فارسی - بفتحِ اوّل وسکون دوم) صفت - مذکر ۱ جلن - ڈاہ ۲ ہمسری کا جذبہ - (عربی میں غبطہ حسد کی ضد سمجھ لیجیئے) کیونکہ غبطہ کو عربی میں اچھا اور حسد کو بُرا خیال کرتے ہیں۔

"ہم ہمسری اور ریس میں کسی کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھ کر اُسی کی سی اپنی حالت کرنی چاہیں تو اس میں من حیث الاخلاق کسی طرح کی بُرائی نہیں بلکہ غبطہ اخلاق فاضلہ میں سے ہے اور ترقی کا محرک ہے اور جس قوم کے افراد میں یہ گدگدی نہیں یہ دلیل اُس قوم کی پستی اور تنزّل کی ہے۔" (الحقوق والفرائض)

کابوس ہیں بتاتے مجھے واں تو رشک ہے
کاش اور کوئی آئے اطبّا کے خواب میں (مومن)

اس رشک سے لکھا نہ کبھی میں نے شوق خط
آئے گا اُس کا نام قلم کی زبان پر (شوق قدوائی)

ملاحظہ فرمایا یہ نازک فرق ہے رشک وحسد میں۔ بولنے میں دونوں مترادف ہیں۔

حَسَد (عربی بفتح اول و دوم) صفت۔ مذکر۔ کسی کی نعمت کے زوال اور خود اپنے لیئے اُس کے حصول کی خواہش کرنا۔ اس کی جمع حسّاد اور حُسَّد ہے

"مسلمانو! اکثر اہل کتاب باوجود یکہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے پھر بھی اپنے دلی حَسَد کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر تم کو کافر بنا دیں تو معاف کرو، درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا اور حُکم صادر فرمائے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔ (تفسیر ماجدی۔ پارہ ایک سورۂ بقر رکوع ۱۳)

"حَسَد ایسی بدخصلت ہے کہ چھوٹے چھوٹے جُرموں اور گناہوں کی کون کہے زمین میں پہلا خون اسی وجہ سے ہوا (یعنی حضرت آدم کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل میں رقابت ہوئی اور جھگڑا بڑھا تو باپ کے کہنے سے اُن دونوں نے خدا کی جناب میں نیازیں چڑھائیں۔ چنانچہ ہابیل کی دعا قبول ہوئی تو قابیل نے مارے حسد کے بھائی سے کہا کہ میں تجھے قتل کر کے رہوں گا اور پھر قتل کر ڈالا

یہ آدمی کی دنیا میں پہلا قتل تھا جو بھائی نے بھائی کے خلاف کیا۔" (الحقوق والفرائض)

حسد سے کرتے ہیں ساماں جہاد کا
ترسا صنم کو دیکھ کے نصرانیوں میں ہم (مومن)

حاسد ہونا بُرا ہے اور محسود ہونا اچھا۔

رُوزمرّہ — بُول چال

رُوزمَرَّہ۔ (مخلوط النسل) فارسی میں روز بمعنی دن اور مَرَّہ عربی میں بمعنی دفعہ۔ بار ہے) صفت۔ مذکر۔ فارسیوں نے دونوں کا میل کر کے الگ معانی پیدا کر لیئے ۱۔ روزانہ۔ ہر دن۔ ہمیشہ۔ سدا ۲۔ وجہِ معاش ۳۔ الفاظ و محاورات جو اہلِ زبان بولیں اور جن کو وہ جمیع کی ترتیب۔ الفاظ کے باہم میل جول سے قواعد زبان کے مطابق لکھنے اور پڑھنے میں لائیں ؎

یہ عاشق کو دیتا ہے بھرّے نئے
یہ سُنواتا ہے رُوزمرّے نئے (سحر)

مثلاً کوئی کہے کہ میں اُس کو دیکھنے لکھنؤ گیا اور دیکھ کر اُلٹے پاؤں واپس ہوا یہ رُوزمرّہ ہے۔ اور اگر کوئی اسی جملے کو یوں کہے کہ میں اُسے دیکھنے گیا اور دیکھا اور اُلٹے پیروں واپس ہوا۔ تو یہ روزمرّہ اور بول چال دونوں کے خلاف ہے کیونکہ اہلِ زبان اس طرح نہیں بولتے ہے خاص موقع ومحل پر جس طرح اہلِ زبان کی زبان اور قلم سے بے ساختہ الفاظ نکلے اور جمے

نکل جاتے ہیں اُن کو اسی طرح بولنا اور لکھنا چاہیئے ؎

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجرِ سایہ دار راہ میں ہے (میر)

محبت ہو کسی سے یا عداوت
مزہ دے جائیگی جب دل سے ہوگی (نسیم دہلوی)

ان دونوں شعروں میں راہ میں ہے فعل واحد اور ہزار ہا شجر جمع ہے جو قواعد کے خلاف ہے لیکن چونکہ برمحل ہے اس لیئے یہی صحیح مان لیا گیا اسی طرح مزہ دے جائے گی کے ٹکڑے سنئے جو بے ساختہ پن سے شاعر کی زبان سے نکل گیا اور پھر دل سے ہوگی ایسا برمحل ہوگیا جس نے روزمرہ کو بہت مستحکم مقام دے دیا۔

بول چال - صفت - مؤنث ۱ ترتیب الفاظ کی ایک خاص قسم جو اہل زبان کی زبان پر ہو۔ اور جس کے خلاف بات کرنا فصاحت کا خون کرنا ہے۔ مثلاً پانچ چھ بار ہم ان کے یہاں گئے۔ پانچ چھ پر قیاس کر کے کوئی پانچ آٹھ یا تین پانچ بار ہم ان کے یہاں گئے" کہے تو خلاف فصاحت اور بول چال ہے یا یوں بولیں کہ وہ یہاں نہیں آیا اور میں نے اس کو وہاں جاتے بھی نہ دیکھا، تو یہ بھی روزمرّہ اور بول چال کے خلاف ہے اس کی جگہ یہ کہیں کہ وہ یہاں نہیں آیا اور میں نے اُس کو وہاں جاتے بھی نہیں دیکھا تو ٹھیک ہے۔ ۲ گفتگو۔ بات چیت۔

"اور اب تو اکبری خانم نے ساس نند سے بول چال بھی ترک کر دی" (مراۃ العروس)

"اس لیئے اکثر الفاظ اس طرح ترکیب دیئے جاتے تھے کہ بول چال میں اس طرح بولتے نہیں" (آب حیات)

۳۔ طرز بیان سے

زندہ ہے تجھ سے نام مسیح و کلیم کا
دیکھا نہیں بشر کہیں اس بول چال کا (برق)

۴۔ چال ڈھال۔ رنگ سے

افسوس ہے بولنے میں تو چلنے میں سحر ہے
ہو گی پری بھی کوئی نہ اس بول چال کی (ناسخ)

آپ نے مثالوں سے موٹے موٹے زبان کے فرق اور نکتے بول چال اور روزمرہ کے جان لیئے اب آپ ہی غور کریں کہ غیر زبان والے تو خیر خود اپنی بولی والے آجکل ایسی غلطی کر جاتے ہیں جو قابل معافی نہیں۔ اس میں زبان کو دوش دینا کہاں کا انصاف ہے۔

ریا ــــــ نفاق

ریا۔ (عربی میں ریاء بکسر اوّل اور آخر میں ہمزہ) مؤنث ۱۔ مقدار ۲۔ دکھاوا۔ ظاہر داری ۳۔ دو رنگی۔ فارسی میں ہمزہ کو گرا دیا ہے

طاعت میں ریا جو تجھ سے ناشی ہو گی
پرسش میں غضب کی جاں خراشی ہو گی (رشک)

۴۔ صوفیوں کی زبان میں کسی کی اچھائی کو ظاہر کرنا باوجودیکہ اس میں نہ ہو

فرمانبرداری کے اظہار کے پردے میں شیخت اور گھمنڈ (دل میں کچھ اور زبان پر کچھ) چھپا ہوا ہو۔ اس دوفصلی یادورنگی کو شریعت میں گناہ کہتے ہیں اور اسی کا نام ریا ہے ؎

ریا بھرے ہوئے دل کا نشاں ہو ماتھے پر
کہاں کا داغ کہاں دفعتاً اُبھر آیا (ریاض)

(سورۂ بقر کی آیت کا ترجمہ) تو اُسکی یہ خیرات چٹان کے مثل ہے کہ جس پر کچھ تھوڑی سی ڈھور پڑی ہے اور پھر برسا اُس پر زور کا مینھ اور اُس کو سپاٹ کرکے بہالے گیا۔ اسی طرح قیامت میں ریا کرنے والوں کو اس خیرات میں سے جو انھوں نے کی تھی کچھ ہاتھ نہیں لگے گا اور اللہ ان لوگوں کو جو ہمت کی ناشکری کرتے ہیں ہدایت نہیں دیا کرتا۔

آپ نے دیکھا ریا اور نفاق میں کیا معنوی نازک فرق ہے اور ہم ان دونوں سے کہاں تک اور کتنے قریب ہیں۔ خاص کر اپنی زبان کے معاملے میں۔

نفاق (عربی بکسر اول۔ نفق مادہ) مذکر ۱ خرچ کا چُک جانا۔ نیست و نابود ہوجانا ۲ پانی یا کسی رقیق چیز کا جاری ہونا۔ رواں ہونا ۳ سُرنگ کا سوراخ۔ چھید ۴ زمین کے اندر کا پتلا راستہ ۵ گرم بازاری۔ اُردو میں بھوسطے بگاڑ۔ نااتفاقی کے معنوں میں بولتے ہیں ؎

مُوافقت میں عناصر کی اگر نفاق ہوا
فراقِ رُوح کا قالب سے اتفاق ہوا (رند)

۶ صوفیاء کی اصطلاح میں ایسی ایمانداری جتانا جس کے پردے میں کفر ہو جیسے

عبداللہ ابن اُبی کو پیغمبرِ اسلام کے زمانے میں منافق کہا جاتا تھا۔

"اور مسلمانو! تمہارے آس پاس کے دیہاتیوں میں سے (بعض) منافق ہیں اور خود مدینے کے رہنے والوں میں سے (بھی) جو نفاق پر آڑے بیٹھے ہیں۔" (سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۳، پ ۱۱)

"یہ منافق (ہنوز) تمہارے (مآل کار کے) منتظر ہیں کہ (دیکھیے کافروں کے مقابلے میں جیتتے یا ہارتے ہیں) تو اگر اللہ کے کرنے سے تمہاری فتح ہوگئی تو تم سے کہنے لگتے ہیں (کیوں جی) کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہوئی تو اظہارِ خصوصیت کے لیے کافروں سے کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں ہوگئے تھے اور تم کو مسلمانوں کے (ہاتھوں) سے نہیں بچایا۔" (الحقوق والفرائض)

ش

شاذ — نادر — معدوم

شاذ ۔ (عربی بفتح اول و بتشدید ذال شاذّ ۔ جمع اسکی شُذّاذ و شواذ ۔ مؤنث شاذّۃ) صفت ۔ ۱ جدائی ۔ اکیلاپن ۔ ۲ تھوڑا ۔ ۳ اجنبی ۔ ۴ کمیاب ۔ ۵ عربی گرامر (صرفیوں کی بول چال) میں وہ لفظ جو خلافِ قیاس ہو یعنی کلیہ کے مطابق نہ ہو (المنجد) ۔ ۶ انوکھا ۔ ۷ کبھی اتفاق سے گاہے گاہے کے معنی ہیں ۔ ۵

آزادیوں کی تیری شفا دل لگی نہیں
بچتے ہیں دردِ عشق کے بیمار شاذ شاذ (شرف)

اُردو میں ذال کی تشدید غائب ہو گئی اور معنی ۲ ۔ ۵ ۔ ۶ اور ۷ میں استعمال کرتے ہیں ۔

عزّتِ عقل ہے ہو جائے جو وہ خادمِ عشق
شاذ و نادر ہے مگر عقل کا عاشق ہونا (اکبر)

یہ نازک فرق ہے شاذ۔ نادر اور معدوم میں ۔ ہماری زبان میں کہاں کہاں کے پھول بزرگوں نے لا کے کھلائے جن سے قسم قسم کی مہک اور رنگینی سے زبان کو قرابۂ عطار بنا دیا ۔

نادر ۔ (عربی ۔ اسم فاعل ۔ جمع اسکی نوادر اور مؤنث اس کا نادِرَۃ ہے (صراح و المنجد) ۱ ۔ کمیاب ۲ ۔ شاذ و مخالف قیاس ۳ ۔ پہاڑ کا نکلا ہوا حصہ ۔ (اُردو میں) صفت ۱ ۔ تھوڑی سی چیز ۔ کم پائی جانے والی شے ۲ ۔ تنہا ۔ عجیب ۔ نایاب ۳ ۔ فارس کے بادشاہوں میں سے ایک جبّار بادشاہ (نادر شاہ) کا نام جس نے محمد شاہ رنگیلے کے زمانے میں ہندوستان پر حملہ کر کے ناروا مظالم کیئے تھے ۔ (آبِ حیات) آگے نادر کی زبانی جو اشعار کہے ہیں وہ ترکی میں کہے ہیں ۔ یا تخت طاؤس میں جو ہیرا لگا تھا وہ نادر اور انمول تھا ۔ (کوہِ نور ہیرا)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کتنا فرق ہے شاذ و نادر کے معنوں میں اور استعمال میں لیکن بول چال میں عموماً شاذ و نادر مترادف ہی مستعمل ہیں ۔ البتہ کبھی کبھی کے معنی میں شاذ کی تکرار بھی ہو جاتی ہے مگر نادر اس سے محروم ہے ۔

مَعْدُوم (عربی - عَدَم کا مفعول) نیست کیا گیا ۲ گم کیا گیا - فنا کیا گیا -
" عالم باعمل اور مومن کا اب وجود ہی نہیں اور اگر ہے تو الشّاذُ
النّادِرُ - کَالمَعْدُوْم ؎

واہ کیا گردوں پر یہ خطِ نسخ کھنچا
کمرِ یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

شکّ — گُمان — ظنّ

شکّ (عربی - بفتح اول و بہ تشدید کاف) مذکر - شُبہ - وہم - دُبدھا - جمع
اس کی شکوک آتی ہے - فارسی اور اُردو میں بے تشدید کاف
زبانوں پر ہے ؎

دل پہ اُسکو شک ہے انگارے کا چھوتا ہی نہیں
وہ سمجھتا ہے کہ میرا ہاتھ جل ہی جائے گا (شوق قدوائی)

آسماں کو تو غلط ثابت کیا سائنس نے
عرش باقی تھا سو وہ بھی مدِ شک میں آگیا (اکبر)

(اُردو میں اس کا استعمال "آنا - پڑنا - جانا - ڈالنا - ہونا وغیرہ کے ساتھ ہے)
عربی میں مذکورہ معانی کے علاوہ نیزہ مار کر ہڈی تک بٹھا دینا - پاؤں میں
کانٹا چبھنا - قوم کا اپنے گھروں کو ایک ڈھنگ یا ایک لائن پر بنانا - درزی کا
کپڑے میں دُور دُور ٹانکے لگانا - وغیرہ معنی بھی ہیں جو ہماری زبان میں
نہیں بولے جاتے -

گُمان (سنسکرت میں विमानस - بھرم - غرور - گھمنڈ) اُردو
شُبہہ - خیال اور بھرم سے

ہم جو سمجھے تھے حقیقت میں غلط تھا وہ گماں
ایک محفل میں جو اک روز گئے ہم مہماں (امیر)

نون غنّہ سے کبھی اُردو میں بولتے ہیں) کبھی یقین کے معنی میں بولتے ہیں جیسے
گمان غالب یہ ہے کہ ایک دن ہماری زبان کا بول بالا ہوگا ؎

گمان نہ کر مئے گُلرنگ کے پیالوں کا
بھرا ہے رنگ ان آنکھوں میں ترے گالوں کا (شوق قدوائی)

(ہندی میں گُمان غرور اور گھمنڈ کے معنوں میں ہے (مثل) "گھر میں دھان نہ
پان بی بی کو بڑا گمان" یا تلوار یا پٹھان مُوے کرت گمان"۔

خیال ہے کہ سنسکرت اور ہندی میں نون غُنّہ سے نہیں بولتے - یہ صرف
اُردو کی ترمیم ہے -

ظَنّ - (عربی بہ تشدید۔ یقین کرنا - جاننا - جیسے ظَنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا -
اور کبھی گمان کے معنی میں بھی بولتے ہیں جیسے ظَنَنْتُ زَیْدًا
صَاحِبَاتٍ - شک کیا میں نے زید پر اس کے مالک ہونے کا -

یہ نازک فرق ہے ظَنّ - گمان اور شک میں - غیر شعوری طور سے زبان پر
مترادف ہے - اُردو میں بے تشدید بھی بولتے ہیں مثلاً یہ آپ کا حُسنِ ظن ہے
ورنہ میں اس قابل کہاں - یا ظن غالب یہ ہے کہ وہ اس جلسے میں ضرور
شرکت کریں گے -

شمیم۔ نسیم۔ صبا

شمیم۔ (عربی شَمَّ بہ تشدید میم) صفت مؤنث۔ شمۃ۔ تھوڑی بُو ۲؎ ایک بار کسی چیز کا سونگھنا ۳؎ خوشبو دار ہوا۔ عمدہ مہک ۴؎ سونگھنا۔ اسکی جمع شمائم ہے۔ (اُردو میں صرف اس خوشبو دار ہوا کو کہتے ہیں جو شام کو چلتی ہے۔

"آگ کا کٹورہ سمندر میں تہ نشین ہونے ہی کو تھا اور شمیم عنبر بیز مہک مہک کر بادشاہ باغ کے نورس و شاداب گلعذاروں سے مستی میں گلے مل رہی تھی کہ نقیبوں نے آواز لگائی "بادشاہ سلامت کی سواری آتی ہے خبردار۔ ہوشیار۔ باادب باملاحظہ ہو کر مجرا بجالاؤ" (اودھ پنچ)

پھیلی شمیمِ یار مرے اشک سُرخ سے
دل کو غضب فشار ہوا پیچ و تاب میں (مومن)

دیکھا آپ نے کس قدر نازک فرق ہے شمیم نسیم اور صبا میں۔ بتانے اور سمجھانے والی ہستیاں اپنی زبان کے بہت سے نکتے بتا گئیں اور نہ صرف زبانی بلکہ اپنی خیالی اور تسلی اولادوں کے ذریعے ہم کو وراثتاً پونہچا دیئے اب اُن کو ہم سلیقے سے نہ برت سکیں اور سب کو ایک لاٹھی ہانک دیں تو یہ ہماری جہالت اور دماغ کا فتور ہے۔

نسیم۔ (عربی۔ نَسَمَ۔ ضَرَبَ یَضرِبُ سے نَسمًا۔ نَسِیمًا۔ نَسَمَانًا اسکی جمع نسائم ہے

(المنجد و صراح) ہوا کا آہستہ آہستہ چلنا۔ متغیر ہونا۔ جگہ بہت چشموں والی ہونا۔ (فارسی اور اردو میں) صفت، مؤنث۔ وہ ہوا جو صبح کے وقت چلے۔ وہ ہوا جو اپنے ساتھ خوشبو لئے ہوئے چلے۔ وہ ہوا جو رات کے پچھلے پہر اور صبح کے جھٹپٹے میں چلے ؎

نسیم اب آئی ہے شمع مزار گل کرنے
وہ تیرے آنے سے پہلے ہی بجھ چکی ہوگی (ریاض)

بوئے گل کا اے نسیم صبح اب کس کو دماغ
ساتھ سویا ہے ہمارے وہ سمن بر رات کو (مومن)

بس کے پھولوں میں نسیم سحری آتی ہے
صاف کھلتا ہے دلھن بن کے پری آتی ہے (نیر کاکوروی)

عام طور پر شعراء بہار کی ہوا کو نسیم کہتے ہیں ؎

جگر کی آگ ہے میرے لئے نسیم اے شوق
گل چراغ ہوں پروردۂ بہار نہیں

صبا ۔ (عربی۔ پوربی ہوا) فرہنگ آنند راج والا کہتا ہے کہ:۔

"در تذکرۃ الاولیا مذکور است کہ صبا بادے است کہ از زیر عرش می خیزد و آں بوقت صبح می وزد و گلہا ازاں بشگفند وغیرہ"۔

فارس والوں نے صرف ہوا کے معنی میں استعمال کیا ہے اور گانے کے ایک راگ کو بھی کہتے ہیں۔ درست یہی ہے کہ صبا پورب سے چلنے والی ہوا ہے ؎

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل
(محسن)

یعنی پُروا ہَوا پہلے کاشی سے جو بنارس کے پورب جانب ہے چل کر بنارس اور پھر اس کے پچھم جانب چلی تو متھرا پوہنچی۔ عام طور پر شاعر پورب کا لحاظ کیے بغیر صبا کو باد اور ہَوا کے معنوں میں کہہ جاتے ہیں ؎

گر صبا کوئے یار میں گزرے — یہی پیغام دَرد کا کہیو
دن بہت انتظار میں گزرے — کون سی رات آن ملیے گا (دَرد)

آئے اگر بہار تو کیا ہم کو اے صبا
ہم سے تو آشیاں بھی گیا اور چمن گیا (میرؔ)

شوق ـــــــ ذوق

شوق۔ (عربی بفتح اوّل) مذکر ۔۱ سخت خواہش ۔۲ بڑی آرزو۔ اسکی جمع اَشواق۔ دلی رجحان ۔۳ اُردو میں اس کے معنی ہیں اچھا۔ تمنّا اشتیاق کے ؎

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مُہر
آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی (ذوق)

۔۲ کسی چیز کی رغبت کرنا۔ دلی میلان ؎

کسی کا حُسن بہت اور ذرا سی جان مری
مجھے تو شوق ہی زیادہ ہے جاں نثاری کا (شوق قدوائی)

۔۳ اُردو میں جوش، وَلولے اور کسی کام کے کرنے میں انہماک کے موقع پر بولتے ہیں:۔ "ابھی بڑے نواب صاحب نے (اللہ ان کو جنت نصیب کرے

نواب منے آغا کی بسم اللہ کی تقریب بڑے شوق اور دھوم دھڑکے سے منائی تھی اور کیوں نہ ہو دس جا کے یہی تو ایک چھیچڑا تھا اس میں جو شوق وہ پورا نہ کرتے اور جو حوصلہ و ارمان نہ نکالتے کم تھا"۔ (اودھ پنچ)

۴۔ چاٹ۔ چسکا ؎

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھوں
پھر بھی یہ کہوں جلوۂ جاناں نہیں دیکھا (داغ)

۵۔ اجازت کا کلمہ۔ کوئی چیز کسی کو کھلانا پلانا ہو تو کہتے ہیں "اجی حضرت باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی ذری آپ بہشت کی کیچڑ سے شوق فرمائیں۔ حقہ حاضر ہے شوق فرمائیں"۔ یہ خیال رہے کہ شوق آرزو پوری ہو جانے کے بعد جاتا رہتا ہے۔

۶۔ خوشی۔ خواہش ؎

رکھ لے سر اپنے زانوئے نازک پہ شوق سے
تیرا مریضِ عشق بہت ناتواں ہے اب (مومن)

ذوق۔ (عربی۔ بالفتح) مذکر۔ ا چکھنا۔ چکھی۔ فارسی اور اردو میں لذت۔ مزہ۔ نشاط اور خوشی کے معنوں میں بولتے ہیں۔ اردو میں لطف کے معنی اور بڑھائے ہیں۔ جیسے میں دیکھتا ہوں تم کو چار سے بڑا ذوق ہے ؎

تشنۂ ذوق حلاوت ہوں نہ کیونکر سیراب
تیری شیریں سخنی ہے انھیں شربت کی سبیل (ذوق)

کیوں جَو فروشش کرتے ہیں گندم نمائیاں
خود ذوق تھا جناب کو نانِ شعیر کا (ناسخ)

اُردو میں شوق اور ذوق ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور عام طور پر دونوں کو ساتھ ہی بولتے ہیں مثلاً اُن کے ذوق و شوق کا کیا کہنا۔ لحاظ رہے کہ شوق بعد حصول مقصد ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی زمانے میں نواب صاحب کو پتنگ لڑانے کا بڑا شوق تھا مُنّنے آغا کے مرنے سے وہ جاتا رہا۔ لیکن ذوق کی لذت قائم رہتی ہے اور زبان کے چٹخارے کے ساتھ اس کا خاص لگاؤ ہے۔

شمیز[1]۔ جمپر[2] ــــــ قمیص[3]۔ کُرتا[4]

شمیز[1] ۔ (انگریزی) پرانا لاطینی کمیشیا کا بگڑا لفظ ہے ۱ ایک قسم کی قمیص جس کو کسی زمانے میں قبا یا لبادے کے نیچے پہن لیتے تھے یہ کتّان (قسم ہے کپڑے کی) کی بنائی جاتی تھی۔ اطالیہ سے فرانس آیا تو بچوں کا لبادہ یا عورتوں کی کرتی کے لیئے مخصوص ہوگیا۔ ہندوستان میں اس کا ورود ۱۹۲۰ء اور پنجاب سے اسکی اشاعت ہوئی۔ اس کے معنی میں بھی تراش خراش کر دی گئی اور اُردو میں ایسے لباس کے واسطے بولنے لگے جس میں آستین آدھی ہو۔ لمبان اور چوڑان میں قمیص اور کُرتے سے اونچا اور تنگ ہو۔ اب یہاں خواتین انگیا۔ کُرتی کے اوپر بنیائن کی جگہ جمپر کُرتے اور قمیص کے نیچے پہنتی ہیں مؤنث بولا جاتا ہے

جمپر[2] ۔ (انگریزی) ۱ کودنے والا ۲ کالونی عقیدے کا بہت کٹر اور متعصب آدمی جو انگلستان اور ویلز وغیرہ میں پایا جاتا ہے ۳ پشتو یا ایسے کپڑے جو کود کر چلیں ۴ ایک قسم کا بڑا برما ۵ کریچ کی تھیلی ۶ ڈھیلی ڈھالی صدری جو ملاح پہنتے ہیں ۷ عورتوں کا ڈھیلا ڈھالا

جاکٹ ۔ ہندوستان آیا تو اسکی ڈھیل ڈھال تنگ کر دی گئی ۔ یہاں بنگالی کُرتے کی تنگی آ گئی اور وضع قطع میں اور ہی کچھ ہو گیا ۔ یہاں کی عورتیں شہری اور ملحقات شہر کی جو پڑھی لکھی ہیں وہ جمپر تو پہنتی ہیں لیکن زیادہ چست نہیں ۔ لیکن کالج کی لڑکیاں عموماً کُرتے سے بھی نیچا ۔ گریبان نہ ہونے کے برابر چوڑان میں اس قدر تنگ کہ الا ماشاء اللہ ۔ اُن بیچاریوں کو اس کے لیئے چال بھی نستعلیق چلنا پڑتی ہے اور رکشا ۔ سائیکل وغیرہ پر سوار ہونے کے لیئے یا تو کوئی گود میں لیکر سوار کر دے یا خود وہ تکلیف کر کے اسکو نیچے سے سمیٹ کر اوپر کمر تک لے آئیں تب سواری کریں ۔ تذکیر و تانیث میں اختلاف ہے ؎

وہ اُوپر کی جمپر چھلکتی ہوئی

کرے جس پہ کُرتا گریباں دری
(نیّر کاکوروی)

قمیص[۳] ۔ (عربی) مؤنث ۔ پُرانی لاطینی زبان کیمیشیا ایک قسم کا قمیص کی وضع کا لباس ۔ فرانس پہنچا تو کیمائز ۔ قمیص یا قمیز ہو گیا ۔ اٹلی گیا تو کمیشیا بن گیا اور معنی میں تبدیلی ہو گئی ۔ پُرتگال آیا تو کمبا ہوا اور انگریزی میں شَرٹ ۔ عربی میں قمیص کُرتے اور پیراہن کے معنی میں مستعمل ہے ۔ (سورۂ یوسف) میں قمیص کا لفظ آیا ہے ۔ اُس کا ترجمہ کسی نے کرتا اور کسی نے پیراہن کیا ہے اور کسی نے قمیص ہی کہا ۔

"قمیص بصاد مہملہ کا میرزا ستوار کہ صاحب خود را بجنباند و حرکت دہد و پیراہن ونیز قمیص پوستے کہ بچہ درشے باشد ۔ در رحم و غلاف دل" ۔ (فرہنگ آنندراج)

بچے پر لپٹی ہوئی جھلّی ۔ بہرحال یہاں صاد اور ضاد دونوں سے بولتے ہیں

اور تذکیر و تانیث بھی مختلف ہے اس میں بغلیں اور کلیاں نہیں ہوتیں، دامن گولائی کے لیے ہوتے ہیں۔ عموماً کفدار بناتے ہیں اور آدھی آستین کی بھی۔ بائیں جانب چھاتی کے قریب ایک جیب بھی رکھتے ہیں۔ کرتے سے اس میں نسبتاً کپڑا کم لگتا ہے اور مقابلتاً ڈھیلی ڈھالی بھی کم ہوتی ہے۔ اسکی جمع قُمص۔ اَقمِصَۃ وغیرہ آتی ہے۔

کُرتا۔ (فارسی) مذکر۔ کرتی سے خاصا لامبا چوڑا اور ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے اس میں بغلیں اور کلیاں بھی ہوتی ہیں۔ کف کالر سے بے نیاز ہوتا ہے اس کے دامن چوکھنٹے ہوتے ہیں اور آستین ڈھیلی ڈھالی ہوتی ہے اسکے خلاف کلکتیا کُرتا لبان میں بھی کم ہوتا ہے اور کسا کسا ہوتا ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کیا فرق ہے ان چاروں میں اور ہمارے بزرگوں نے کہاں کہاں سے یہ پھول لا کر اس گلستان اُردو کو سجایا ہے اور رنگ و بو اور وضع قطع کو اَدَل بدل کر اپنی زبان میں ایسا ملایا کہ اب وہ سب ہمارے ہی ہو گئے اور جب تک یہ زبان زندہ ہے یہی ہوتا رہے گا۔

ص

صبر — ضبط، قناعت

صبر۔ (عربی۔ بفتح اول ودوم وسوم۔ صَبَرَ باب ضَرَبَ سے صَبْرًا) صفت مذکر ۱۔ رُکنا بہادری سے۔ برداشت کرنا ۳۔ مجبور کرنا ۴۔ لازم ٹھہرانا۔ ضامن بننا ۵۔ کسی طرح کی تکلیف کو جھیلنا۔ (المنجد)

(سورہ النحل، ع ۱۶، پارہ ۱۴) اور اگر لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کرو تو ہر حال میں صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے۔ اور اے پیغمبر تم مخالفوں کی ایذاؤں پر صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بغیر تو تم صبر کر نہیں سکتے (وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ) (سورہ بقر۔ ع ۱۹، پارہ ۲) کہ مسلمانو! تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آجائے تو اُس کے مقابلے کے لئے صبر اور نماز سے مدد لو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے"۔

مُراد یہ ہے کہ آدمی جب صبر کرنے لگتا ہے تو اُس کو مصیبت کی ایذا کم محسوس ہوتی ہے۔ بقول غالب ؎

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

"اخلاق کے شجرۂ نسب کی رُو سے صبر فضائلِ غضب کے ذیل میں ہے یعنی حفظ نفس کے واسطے قوتِ غضبی کا ہونا ضرور ہے، آدمی کو کوئی امر نا ملائم پیش آتا یا کسی طرح کی جسمانی یا روحانی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ قوتِ غضبی کی تحریک سے بالطبع اُس کے دُور کرنے پر مجبور ہوتا ہے لیکن آدمی بعض تکلیفوں کو دُور نہیں کر سکتا تو خدا نے صبر کی خصلت میں تمام تکلیفوں کے زہر کا تریاق رکھا ہے۔ تکلیف خود تو ایذا نہیں دیتی بلکہ اُس کا احساس ایذا دیتا ہے"۔ (الحقوق والفرائض)

فارسیوں نے اس کو بفتح اوّل وسکون دوم وسوم کر لیا اور ذیل کے معنوں میں بولنے لگے۔ ۱۔ شکیبائی۔ تحمل۔ برداشت۔ اُردو میں اعراب مثل فارسیوں کے

رہے ۔ البتہ معانی میں ہلکا سا اضافہ ہے ۔ ا شکیبائی ۔ ۲ ۔ برداشت ۔

اتنی گزری جو ترے ہجر میں سو اس کے سبب
صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا (میر)

۲ ۔ توقف

" اجی یہ افغانی خان تو بلا کا پچھیتا نکلا ۔ اُدھر زار روس سے خلا ملا رکھتا ہے اور اُدھر مسٹر گلیڈاسٹن کو جھائیں جھپا بتاتا ہے جب گلیڈاسٹن بہادر ذرا تر چھے ہوتے ہیں اور خم ٹھونک کر لڑائی پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں تو ہمارا افغانی خان ان کے کان میں چپکے سے کہہ دیتا کہ حضرت ابھی خوش فعلیاں نہ دکھائیے ذرا صبر کیجئے بیٹھے رہیئے اور خزانے کا منھ کھول دیجئے پھر دیکھیئے کیا ہوتا ہے ۔" (انتخاب اودھ پنچ)

صبر اس لیئے اچھا ہے کہ آئندہ ہے اُمید
موت اس لیئے بہتر ہے کہ آسان یہی ہے (اکبر)

۳ ۔ تسلّی ۔ اطمینان ۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ (میر)

چارۂ دل سوائے صبر نہیں
سو تمہارے سوا نہیں ہوتا (مومن)

صبر کے معنی نفس کو روکنا ۔ ہر طرح کی جسمانی اور روحانی تکلیفوں کے برداشت کرنے اور جھیلنے کے ہیں ۔

ضبط ۔ (عربی ۔ ضَبَطَ ۔ یَضبِطُ و یَضبُطُ ۔ ضَبْطًا) چمٹنا ۔ غلبہ پانا ۔ قوی ہونا ۔ پوری حفاظت کرنا ۔ مضبوط کرنا ۔ کتاب پر حرکات لگانا ۔ گرفتار کرنا (ضَبِطَ باب سَمِعَ سے ضَبطاً) دونوں ہاتھوں سے کام کرنا ۔ صفت ۔ جمع اسکی ضُبُطٌ ہے (المنجد) اُردو میں مذکر ہے ۱ ۔ جوش کی روک تھام ۲ ۔ برداشت ۳ ۔ انتظام ۔ جیسے یہ مدرسہ بڑے ضبط و نظم سے چل رہا ہے ۔

ضبط کرنا دلِ حزیں نہ کہیں
چوٹ لگ جائے گی کہیں نہ کہیں (آمیر)

فارسی اور اُردو میں بفتح اوّل و بسکون دوم و سوم کر لیا اور معنی میں بھی تبدیلی کر کے اپنا لیا گیا ۔

قناعت ۔ (عربی قَنِعَ باب (س) سے قَنَعاً و قَنَاعَتاً و قُنْعَاناً ۔) ۱ ۔ جو کچھ حصے میں آئے اُس پر صبر کرنا ۔ فارسی اور اُردو میں مؤنث ہے ۔ تھوڑی چیز پر صبر کرنا ۔ ذرا سی چیز پر راضی ہو جانا ۔ مسلم شریف میں عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ جس نے خدا کی قضا و قدر کو تسلیم کیا اور بقدر حاجت روزی دیا گیا جو کچھ خدا کی طرف سے ملا اس پر اللہ نے اس کو قناعت کرنے والا کر دیا اُس نے فلاح پائی ۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اسلام میں قناعت بھی صبر کی ایک شاخ ہے ۔ صبر میں نفس کو بُری باتوں سے چاہے وہ بدنی ہوں یا روحانی روکا جاتا ہے اور قناعت میں صرف وہ تکلیف برداشت کی جاتی ہے جو لالچ اور حرص و طمع کی ناکامی سے پیدا ہو ۔

"انسان کی طبیعت کا یہ بھی ایک خاصہ ہے کہ آدمی اپنے جنس اور خصوصاً اپنے پڑوس اور اپنے کنبے کے لوگوں پر ہر طرح کی فوقیت اور برتری چاہتا ہے۔ جب وہ نصیب نہیں ہوتی تو اس کو ایذا ہوتی ہے لیکن یہ تکلیف تو اسکی خود ساختہ اور بلائی ہوئی ہے اس لیئے اسکا تدارک بھی خیال ہی سے ہونا چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اللہ کی نعمتوں اور برکتوں کا ٹھیکیدار تو نہیں بنایا گیا ہے جب کہ نعمتوں بخششوں اور برکتوں کی تقسیم اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور وہی بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے بندے خود نہیں جانتے اس لیئے جو آدمی دوسرا جیسا بننا چاہتا ہے۔ وہ کیا جانے کہ دوسرے کی حالت اس کے حق میں مسعود و مبارک ہوگی یا موجب خرابی و ہلاکت۔ اور اگر آدمی بے صبری (بے قناعتی) کی خصلت کو دل میں جگہ دے تو اُس کا کیا بھروسہ کہ وہ دوسروں کی حالت پر جس کی تمنّا خود کرتا ہے پہنچ کر بس ہی کرے گا۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً۔ "اور انسان تو بڑا جلد باز ہے"

گر خدا دیوے قناعت ماہ یک ہفتہ کی طرح
دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انساں چھوڑ کر (ذوق)

آپ نے دیکھا یہ فرق ہے ضبط و قناعت اور صبر میں

صواب ـــ ثواب

صواب - (عربی - بفتح اول) صفت - درست - ٹھیک - لائق - حق -

جیسے اس معاملے میں آپ راہِ صواب اختیار کریں یا آپ کی تحریر باصواب کا منتظر ہوں ؎

بے جرم و گناہ قتلِ عاشق
مذہب میں ترے صواب دیکھا (سودا)

ثواب - (عربی - بفتح اوّل مشوبہ) مذکر - اچھے اور برے اعمال خصوصاً اچھے اعمال کا بدلہ - شہد - شہد کی مکھی - اردو میں اچھے کاموں کا عوض یا بدلہ جو آخرت میں یعنی مر چکنے کے بعد اللہ ہم کو دے گا - جیسے محتاج کو کھانا کھلانا، یا پیاسے کی پیاس بجھانا بڑے ثواب کا کام ہے -

مرے جنازہ پہ آئے ہیں فاتحہ پڑھنے
ثواب لوٹتے ہیں خاک میں ملا کے مجھے (مضطر)

ض

ضَلَّ ——— زَلَّ

ضَلَّ - (عربی - س - ض) بفتح اوّل و تشدید دوم - گمراہ ہونا - دین سے پھرنا - حق راستے سے ہٹنا - بھٹکنا - (ضَالٌّ) صفت - جمع اُس کی ضُلَّالٌ ہے جیسے وَمَا دُعَاءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ - یعنی کافروں کی طلب یا دعا سوا ٹیڑھی راہ چلنے کے کچھ نہیں ہے - ہماری زبان میں اس کا استعمال لفظ ضالّ اور ضلالت کے سوا نہیں ہوتا اور وہ بھی کم - یہاں حرف ضاد - ز - ذ اور ظ سے قریب المخرج الفاظ بنتے ہیں ان کا فرق دکھانا ہے

زَلَّ - (عربی - بفتح اوّل و تشدید دوم (ض - س) زَلاًّ - و زَلَلاً زُلُولاً و زَلِیلاً - مَزَلَّۃً) پھسلنا - گرنا - حق و صواب سے پھرنا - زندگی بسر کرنا - کم وزن ہونا - ہماری زبان میں اس کا استعمال نہیں ہے -

ذَلَّ ——— ظَلَّ

ذَلَّ - بفتح اوّل و تشدید دوم (عربی ض) ذَلاًّ - ذِلَّۃً - ذَلَالَۃً و مَذَلَّۃً) ذلیل ہونا - خوار ہونا - رُسوا ہونا - صفت ذلیل اُردو میں ذِلّت خواری رُسوائی اور سُبکی کے معنوں میں صفت مؤنث زبانوں پر ہے -

ذلّت و خواری و رُسوائی امیر
سب ہیں دھبّے دامنِ پندار کے (امیر)

لذّتِ عشق ہے وہاں ذلّت
شکوۂ آبرو کیئے نہ بنے

ظَلَّ - (عربی - س) بفتح اوّل و تشدید دوم) ہمیشہ رہنا - سایہ ڈالنا - یا سایہ دار ہونا - لمبا ہونا - اپنی پناہ میں لینا - نزدیک آنا - ظِلّ بکسر اوّل صفت - سایہ - چھاؤں - عزّت و آرام - آسودگی - سیاہی - جمع اسکی ظِلَالٌ و اَظْلَالٌ و ظُلُولٌ ہے - جیسے ظِلّ اللہِ - خدا کی پناہ یا خدا کا یہ سایہ

لاکھ عاشق ہوں مگر لُطف محبوب نہیں
ظلّ حق ہو تو ہو پر ظِلِّ نبی خوب نہیں (محسن)

صرف سائے کی جگہ بھی ہے ۵

تا سرِ بر آرائے اقلیم جنوں ہو جاؤں میں
میرے سر پر ظلِّ کاکُل سے ہمائی کیجیے (ملک الشعراء اختر)

انصاف کیجیے کہ اگر ہم فرقۂ ضالّہ یا یہ راستہ ضلالت یعنی گمراہی کی جگہ ذالہ اور ضلالت کے بجائے ظالہ۔ ظلالت۔ ذالہ۔ ذلالت لکھ دیں تو کون اسکے معنی صحیح کہہ سکے گا اور بات کا جواب کون دے گا۔ قاریوں کے سوا سب لوگ ایسے الفاظ کا تلفظ ایک ہی سا کرتے ہیں اور معنی کے فرق کو املے سے ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح زبان کو پھیلنے اور بڑھنے میں مدد ملتی ہے۔ بزرگوں کو لکھتے ہیں مدظلہٗ۔ یا بادشاہوں کے واسطے دعائیہ جملہ میں ظلِّ السلطان

ضِیا ——— نُور

ضِیا۔ (عربی بکسرِ اوّل ضَوءٌ یا ضُوءٌ۔ اسکی جمع ضِیاءٌ۔ ضِوَاءٌ۔ اَضْوَاءٌ آتی ہے) اسم صفت۔ مؤنث۔ چاند۔ سورج وغیرہ کا چمکنا۔ روشن ہونا (حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے الدّرر المنظّم) میں ضیا اور نور کا فرق ظاہر کیا ہے۔ "ضیا ۱ بہت ہی تیز و گرم روشنی ہے جس سے آنکھوں میں چکاچوند ہو جاتی ہے۔ یہ آنکھوں کی رطوبات کو جذب کرتی بلکہ جلا دیتی ہے۔ یہ انور ہے نور سے یعنی نور روشنی ہے اور ضیا زیادہ روشنی ہے وَجَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا۔ سورج زیادہ تر روشن اور چمکیلا ہے چاند سے"

"وہ (اللہ) وہی ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن۔ ضیا وہ روشنی ہے جو اپنی ذاتی مستقل حیثیت رکھتی ہو۔

قرآن مجید نے (چھٹی اور ساتویں صدی کے عرب کے ایک اُمّی کے لائے ہوئے قرآن نے) دو لفظ الگ الگ لاکر جدید سائنس کے اس بیان پر مہر تصدیق لگا دی کہ چاند بذات خود بے نور ہے، اُس میں چمک دمک جو کچھ ہے وہ سورج کے عکس سے ہے"۔ (تفسیر ماجدی)

اُردو میں آخر کا ہمزہ گرا دیا گیا ہے

نورِ محمدی رُخِ انور کی ضو میں ہے
شوکت تری رکاب میں نصرت جلو میں ہے (انیس)

خلقت اسی پرتو سے ضیا لوٹ رہی تھی
خورشید رسالت کی کرن کرن پھوٹ رہی تھی (نیّر کاکوروی)

اُردو میں ضیا اور ضو دونوں بے ہمزہ بولتے ہیں۔

نور۔ (عربی۔ اسکی جمع انوار آتی ہے) اسم صفت۔ مذکر ۱ روشنی۔ چمک ۲ وہ چمک یا روشنی جو چاند یا پانی سے پیدا ہو کر زمین، آسمان اور اُسکے چاروں طرف بکھر جائے

"نور وہ روشنی ہے جو ضیاء سے مستعار ہو۔ اس کا انعکاس ہو"۔ (تفسیر ماجدی)

ہے عیاں مطلعِ انوارِ خدا آج کی رات
نور ہی نور ہے کیا صلِّ علیٰ آج کی رات (امیر)

۳ روپ۔ روشنی۔ ہالہ ہے

نور کا عالم رُخِ روشن کی چمک سے
وہ خوش ہیں شبِ وصل کہ ہوتی ہو سحر آب (ریاض)

کئی برس ہوئے امین آباد کے میلاد شریف میں قاری محمد طیب صاحب ناظم دار العلوم دیوبند نے اپنے بیان میں پیغمبر اسلام کو چاند سے بڑھا تو دیا لیکن میرے خیال میں سورج اس وجہ سے نہ کہہ سکے کہ اسکے صفات میں شان قہاری کا جلوہ ضوفگن ہے۔ ہمارے قاری صاحب نے چاند سے بڑھا کر ٹھنڈے سورج سے تشبیہ دی جو بہت ہی لطیف ہے۔

آپ نے غور کیا کہ سورج اور چاند کی روشنی میں تراوٹ اور جھلسا دینے والی گرمی کا جو اثر مترتب ہوتا ہے وہی ضیا اور نور میں ہے اور یہی وہ نازک فرق ہے جس کا لطف زبان کے جاننے والے ہی لیتے ہیں۔

ط

طَرَح ———— طرح

طَرح - (عربی۔ فَتَحَ یَفتَحُ سے۔ بفتح اول و دوم) پھینکنا کسی چیز کا ۲ دور کرنا ۳ ڈالنا ۴ عورت کا حمل گرانا ۵ حساب کرنے والوں کا کسی عدد کو گھٹانا۔ ان معنوں میں سوا معنی نمبر ۵ ہماری زبان میں نہیں بولا جاتا۔

طَرِح - بفتح اول و بکسر دوم (سَمِعَ یَسمَعُ سے) بدخلق ہونا ۲ آرام کی زندگی بسر کرنا ۳ عمارتوں کو بہت اونچا کرنا (اسم مونث) ۱ اخراج ۲ منہائی۔ اندا خنگی

طَرَح - (اردو اور فارسی میں زیادہ تر بفتح اول و دوم اور کبھی کبھی شعری ضرورت میں بسکون دوم بولتے ہیں) ۱ مکان کی بنیاد رکھنا ۲ نئی بلڈنگ بنانا ۳ نمونہ ۴ نقاشی ۵ (مجازاً) شکل و صورت ۶

چمن میں آمد آمد ہے خزاں کی

عبث بلبل نے طرحِ آشیاں کی (ارمان)

نمبر۱ کی مثال ۲ وضع - انداز - ڈھب - طریقہ ۵

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا

تمہیں منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا (داغ)

اس طرح سے آئے وہ تیک بال

نیچے رہیں کاتبانِ اعمال (محسن)

۳ مثل اور مانند کے معنوں میں بفتح اول و دوم ہی بولتے ہیں ۵

فاتحہ کو نہ آیا بعد از مرگ

میر کے یار کی طرح دیکھو (میر)

جب یہ کہا کہ مرتے ہیں

مر نہ گئے اہل عدم کی طرح (داغ)

۴ مشاعرے میں غزل کہنے کے لیے جو مصرع دیا جائے وہ بھی طرح بفتح اول و سکون دوم ہے ۵

منظور طرح سے ہے کہا افراطِ شعر ہو

ہر بحر کو بنائے دریا کسی طرح (رشک)

پہلا طرح اور دوسرا بمعنی مانند - ڈھب بفتح اول و دوم) ۵ کنارہ کشی

"چلو اچھا۔ ہے تم ہی طرح دے جاؤ" (ایامی)

اب عام طور پر بفتح اول و دوم ہی زبانوں پر ہے۔

ظ

ظاہر ــــــــ عیاں

ظاہر ۔(عربی ۔ فاعل بکسر سوم) جمع اسکی ظاہرات ۔ظواہر ہے ۔ ۱ باہر ہونے والا ۔ ۲ ناز کرنے والا ۔ ۴ گھر پر چڑھائی کرنے والا ۔ ۵ غالب ہونے والا وغیرہ وغیرہ ۶ باطن کی ضد ۷ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ۔جس کا وجود قرآن کی آیات اور دلائل سے جو زمین و آسمان میں ہر آنکھ والے کو دکھائی دیتی ہے ۔صفت ۱ کھلا ہوا ۔صاف ، واضح ۔مثلاً ظاہر آثار تو ہماری فتح کے ہیں ۔

ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین
ہاں منھ سے اگر بادۂ دوشینہ کی بُو آئے (غالب)

ظاہر سے مُراد ایسی حالت ہے جو عام طور پر سرسری رنگ میں مشہور ہو ۔ اور دلیل کی تابع ہے اور عیاں وہ ہے جس میں دلیل لانے کی ضرورت نہیں ۔

عَیاں (عربی ۔بکسر اول صحیح عِیاں ہے ۔مصدر ہے) ہماری زبان پر بفتح اوّل ہی ہے اس لیئے وہی ٹھیک ہے اور فصیح بھی ۔ ۱ آنکھ سے دیکھنا ۔عربی عین آنکھ کو کہتے ہیں اسی سے یہ مصدر بنایا ہے (صفت مجازاً) ظاہر ۔ صاف ۔ واضح ۔ ع :۔ "ہے عیاں مطلعِ انوارِ خدا آج کی رات" (امیر)

چھُری ہے ہجر میں میکر حلال کرنے کو
سپہر پر یہ عیاں عید کا ہلال نہیں

عیاں کے استعمال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کسی دلیل کی حاجت نہیں، صرف عینی مشاہدہ ہے جیسے سورج پورب سے نکلتا ہے اس سے مراد وہ حالت ہے جو عملی اور علمی رنگ کی ہدایت کرتی ہو۔ جیسے آپ کی باتوں سے یہ عیاں ہوگیا کہ آپ نے سمجھ بوجھ کے یہ کام کیا جو قانوناً ناقابل معافی ہے، یہ بے اعلانِ نون ہی مستعمل ہے۔

ظنّ — باطن — زن

ظنّ۔ (عربی) شک۔ گمان (دیکھیئے شک اور ظن میں) یہ بات غور کرنے کی ہے کہ ظن اور زن میں قراءت کے لحاظ سے نہیں بلکہ عام طور پر بولنے (تلفظ) میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن جب لکھتے ہیں تو دونوں کے معنوں کا خیال کرکے الگ الگ املے سے لکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ زن سے نکل گیا کہ جگہ ظن سے نکل گیا لکھیں۔ یہ فرق ہے ظنّ اور زنؔ میں معناً اور تحریراً۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ آپ کے چمنستان اردو میں کیسے کیسے رنگ برنگی پھول کھلے ہیں اور اُن سے کس قدر فرحت حاصل ہوتی ہے۔

باطن۔ (عربی بکسر سوم) اس کی جمع بواطن آتی ہے۔ اسم مذکر ۱۔ پیٹ۔ بطن ۲۔ اندر ۳۔ چھپی ہوئی چیز ۴۔ خدا کا نام۔ ظاہر کی ضد ۵۔ خیال۔ ضمیر ۶۔ دل کا اندرونی حصہ ۵۔

خدا نے دیا ہے صفائی کا جوہر
جو ظاہر ہمارا وہ باطن ہمارا (داغ)

اُردو میں خیال اور اندر چھپی ہوئی چیز کے معنوں میں زیادہ تر بولتے ہیں

زن ۔ (فارسی۔ بفتحِ اوّل) اسم مؤنث۔ عورت۔ بیاہتا بیوی سنسکرت میں گنا ہے ۲ زدن مصدر کا امر کا صیغہ جس کے معنی مار ۳ دوسرے لاحقوں کے ساتھ جیسے قطع زن۔ رہزن۔ آبزن ۴ اُردو میں ہوا کے مثال چلنا آنا خانا مثلاً ریل گاڑی زن سے نکل گئی یا لڑتے لڑتے اُس نے چاکی کا ایک ہاتھ ایسا رسید کیا کہ مخالف زن سے زمین پر آ رہا

ع

علم ـــــ معرفت

عِلم ۔ (عربی۔ سَمِعَ یَسْمَعُ سے) حقیقت علم کو پا لینا۔ پہچاننا۔ یقین کرنا۔ جاننا۔ ادراک کرنا (دوسرے بابوں سے نَصَرَ یَنْصُرُ ضَرَبَ یَضْرِبُ) نشان لگانا۔ عِلمُ مصدر حقیقت شے کا ادراک۔ یقین و معرفت۔ جمع اُسکی علوم ہے۔ بکسر اوّل و سکون دوم ۱ کسی چیز کی اصلیت کا جاننا۔ یقین ۲ آگاہی۔ جان کاری ۳ کسی خاص فن کی ماہیت ۴ جادو۔ منتر۔ ٹونا ٹوٹکا۔ ان معنوں میں عوام کی بلکہ عورتوں کی زبانوں پر ہے۔

"بہن اُن کو یہ علم خوب آتا ہے اُنھیں کو بُلا کر جھاڑ پھونک کراؤ"۔ (اعوذیفہ طاہر)

۵ کسی کو اپنے بس میں کرنے کا علم۔ جیسے ہمارے بھائی امیر کو علم تسخیر میں مہارت تھی۔

اہلِ نفاق کفرِ خفی کرتے ہیں کیا نہاں
تھا علم بابِ عِلم کو مافی الضمیر کا (ناسخ)

یہاں باب علم سے مراد حضرت علیؓ ہیں اور اس حدیث کی طرف اشارہ ہے
"اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُہَا"۔

معرفت۔ (عربی۔ بفتح اوّل۔ سکون دوم وکسر سوم و فتح چہارم) ۱۔ حقیقت کو پالینا ۲۔ جاننا۔ پہچاننا ۳۔ اقرار کرنا ۴۔ خدا شناسی کا علم ع:۔ "کیا معرفت ملی کہ حقیقت بدل گئی"
حضرت ابو ترابؓ کا یہ قول پڑھیئے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ"۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اپنے رب کو پہچانا۔

"بسر و چشم دین کا لب لُباب ہے معرفت نفس یعنی اپنے تئیں پہچاننا مثالاً آدمی یہ سمجھے بلکہ اُس کو سمجھنا چاہیئے کہ میں دنیا میں ایک معزز مہمان کی طرح آیا ہوں اور یہاں کے کارخانے میں کسی حد تک اختیار و تصرّف بھی کر سکتا ہوں لیکن پانی برسانا، اناج اُگانا۔ رات دن کا گھٹنا بڑھنا۔ پچھوا اور پُروا ہوا کا چلانا، چاند سورج اور ستاروں کا ایک دستور اور معمول کے مطابق آسماں پر آنا اور پھر چھپ جانا وغیرہ میرے اختیار سے باہر ہیں کہ ان میں ذرا سا بھی اپنا اختیار برت سکوں یا میں ایک بھُنگا ہی پیدا کر سکوں اس قسم کے اَن گنت واقعات ہوا کیئے ہیں، ہوتے اور ہوتے رہیں گے جن میں میرا کچھ دخل نہیں تو بس اس سے معرفت الٰہی کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ بے دیکھے سمجھ کے تقاضے سے خدا پر ایمان لانا پڑتا ہے"۔ (رویائے صادقہ)